

UNIVERSAL  
LIBRARY

OU\_228920

UNIVERSAL  
LIBRARY



ان من النبیین وان من البیان السجده

# دیوان وقت

طبرزد

علامہ محی الدین الخاطب عارف لہنجان وقت  
مشتل برغزلیات و بعضے تصاییر مع دیباچہ و تذکرہ مصنف

مرتبہ

عبدالباسط مولوی ضال

مطبعہ خیر المطبعین لاہور



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## دیباچہ

اس زمانہ میں جبکہ شعر و شاعری کا بازار بالکل سرد پڑ گیا ہے، اور جدید تمدن اور نئی روشنی نے برائی شاعری پر پانی پھیر دیا ہے، کسی دیوان کو (اور وہ بھی فارسی کے جوہرستان میں کُل مردہ زبان کے ہو گئی ہے) شائع کرنے کے بعد یہ امید رکھنا کہ ہلک کی جانب سے اس کا خیر مقدم کیا جائیگا؛ اور شاعر کے کلام کی قدر کی جائیگی؛ اور اس کے شائع کرنے والے کی محنت اور عرق ریزی کی داد دی جائیگی؛ بالکل فضول ہے اور اگر کوئی ایسا خیال رکھے تو اسکی نیت کہا جاسکتا ہے کہ دماغ ہیرو و پخت و خیال باطل بت -

دور عالمگیری سے فارسی شاعری اس قدر تنزل کر گئی ہے کہ اگر اب اس کو مردہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس عہد سے لیکر آج تک کوئی ایسی نظم نہیں ملتی کہ فارسی زبان کے کسی شاعر نے اپنے فن میں کمال پیدا کرنے کے بعد محض شعر و سخن کی بدولت، مال و دولت کے اغیار سے وہ فتوحات حاصل کئے ہوں جو ان کے پیشروؤں نے کئے تھے۔ اب تو شعر کو اسکی بھی توقع نہیں ہے کہ کوئی سچے دل سے اُنکے کلام کی قدر کرے گیگا، اور اُنکی دماغ سوزی اور جگر کاوی کی داد دیگا۔ اس زمانہ کے ایک شہور شاعر نے اپنا زمانہ کی ناقدر دانی اور اپنے کمال سخندان کی تصویر ذیل کے اشعار میں نہایت عمدہ کھینچی ہے وہ کہتا ہے :-

لایق مدح و ر زمانہ چون نیست  
 سچہ امید و ر زمانہ کور  
 کس زبان مرا نمی فہمید  
 اس مضمون کو رونق اپنے ایک مقطع میں اس طرح ادا کرتے ہیں :-

خویشتر را ہی سپاس کنم  
 شاد و طبع روشناس کنم  
 بعریز ان چہ التماس کنم  
 شعر اقدار سے نباشد اندرین سخن کوئی  
 خویشتر را رونق بنا دانی غر نخوان کرد  
 جبکہ خود اہل کمال کو زمانہ سے قدر دانی کی توقع نہیں ہے تو ان کے کلام کے شائع کرنے والے کو کیسے امید ہوتی ہے کہ اس کا کام نظر وقت دیکھا جائیگا اور ہلک کی نگاہوں میں قابل ستائش ٹھہرے گا۔ سچ پوچھئے تو ہم نے اس دیوان کو اس غرض سے شائع نہیں کیا کہ اسکے صلہ میں ہمیں آفرین کی صدائیں سنیں اور اپنی جد و جاد کاوش کی راہیں اس دیوان کی اشاعت سے محض یہ مقصود ہے کہ اسلاف کا کارنامہ زندگی جو آد زمانہ کی دستبرد اور انقلابات عالم کے ہاتھوں کا غور و مہونے سچ جائے اور جس فن کے کہنے میں انھوں نے عمریں صرف کر دیں اور جس فن کو انھوں نے معراج کمال پر پہنچا یا رہ اپنا زمانہ کی ناقدری اور کم اتقائی کی وجہ سے ضائع نہ ہونے پائے۔

گو مہر مردہ زمانہ میں شعر فنی اور سخن سنجی کی ایسی ہی حالت ہے کہ جو اہر زہ اور خرف میں کوئی تیز کر نیوا نہیں

لیکن ہنوز زمانہ گزشتہ کی کچی کھجی یادگاریں ایسی موجود ہیں جنکو فارسی شعر و سخن کا صحیح مذاق ہے اور وہ کھوئے ٹکڑوں کو اچھی طرح پرکھ کر لکھی ہیں، اس لئے ہم کو کلام رونق کے قدر دانوں کے فقدان پر افسوس بھی نہیں ہے۔

اس دیوان کی اشاعت کو طغیان فی رد دوسری کی کرامات سے سمجھنا چاہئے۔ اگرچہ مصنف کے خاندان میں ایک عرصہ سے یہ دیوان چلا آتا ہے لیکن ادن کے اخلاف میں سے کسی کو اسکی طبع و اشاعت کا خیال پیدا نہیں ہوا جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ اس کو اپنے اسلاف کا ایک ادون و اہون کا نام نہ سمجھتے ہوں اور اس کو انکے دل و دماغ کا ایک کترین کرشمہ خیال کرتے ہوں، لیکن طغیان فی رد دوسری کی زد سے جب یہ نسخہ صحیح و سالم مکمل آیا تو میں نے سوچا کہ جس نقطہ خیال سے ہمارے بزرگوں نے اس دیوان کی اشاعت کی طرف عقنا نہیں کی گو وہ بجائے خود صحیح ہو لیکن زمانہ کے حوادث و انقلابات سے انکی یادگاروں کو خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی محفوظ رکھنا نہایت ضروری امر ہے۔ اسی بنا پر میں نے اپنے عم کرم قبلہ کا ہی مولوی عبدالقادر صاحب وظیفہ یاب صوبہ دار لکھنؤ اور برادر عظیم مولوی عبدالرب صاحب قبلہ کی خدمت میں تحریک کی اس کو طبع کر دیا و جا میری تحریک پذیر اہوں اور میری نگرانی میں دیوان طبع ہونے لگا مگر آٹھ طبع میں کچھ ایسے گونا گوں غیر مترقبہ تعویضات پڑیں گی جانب سے پیش آتے رہے کہ اشاعت دیوان میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی اور جس مدت میں اسکو نتایج ہونا چاہئے تھا اس کے بہت بعد وہ شایع ہوا۔ لیکن اس تحویق و تاخیر کو بھی میں اس مصلحت ایزدی پر محول کرتا ہوں جس نے طغیان فی رد دوسری کے ظاہری نقصانات کی تیس بہت سے عظیم الشان فوائد و جلیل القدر سود مند نتائج کو مضمر و مستتر کیا ہے اور جسکا ایک شتمہ طبع و اشاعت دیوان کی شکل میں ہمارے پیش نظر ہے۔ اس تحویق سے یہ فائدہ ہوا کہ ان کا وہ کلام بعد میں دستیاب ہوا تھا اخیر میں منضم کر دیا جاسکا۔ جو بصورت دیگر بحالت بیخس ہی رہتا اور شاید ہی اسکے طبع کی نوبت آتی۔ دیوان کا اصل نسخہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے لیکن باطل غیر مروف حالت میں تھا طبع کے وقت تمام غریب حروف تہجی کے لحاظ سے از سر نو ترتیب دی گئی ہیں۔ یہ نسخہ والہ مرحوم کے کتب خانہ میں موجود تھا اور جو دیکھ کر طغیان فی رد دوسری میں اس کتب خانہ کی قلمی کتا میں اکثر و بیشتر مکان کے بلے کے بیچے دیکر خراب و خستہ اور از کار رفتہ ہوگئی تھیں لیکن تعجب ہے کہ اس نسخہ پر کسی قسم کی آغ نہیں آئی۔ میں اپنے ماموں مولوی عبدالواجد صاحب قبلہ فرزند مولوی عبدالعلی صاحب والہ مرحوم کا نہایت ممنون ہوں کہ انھوں نے دیوان کا اصل نسخہ بغرض طبع عنایت فرمایا اور ایرانی بیاضوں میں سے رونق کا کلام جس قدر دل سکا نہایت شخص و تلاش سے فراہم کر کے مرحمت فرمایا۔ انکو خاندانی تصنیفات کے ساتھ جو اہتمام و اعتنا ہے وہ نہایت قابل تعریف ہے۔ خاندانی کتب کے ساتھ اگر آپ کو شوق و شغف نہ ہوتا تو بہت کم امید تھی کہ دیوان کا نسخہ موجودہ حالت میں ملتا اور بعض خاندانی تصنیفات کا کچھ ہم کو نصیب ہوتا۔

بھکر کیف شکر ہے کہ دکن کے ایات مشہور و معروف شاعر کا کلام شایع ہو گیا اور صرصر حوادث سے پریشان اور لطف ہونے سے بچ گیا۔ ہم کو قومی امید ہے کہ آئندہ اگر شعراء دکن کا تذکرہ لکھا جائے تو رونق کے کلام کے متعلق رائے قائم کرنے کیلئے یہ دیوان بطور رہبر کے کام دیکھا۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے مصنف کا تذکرہ اور ان کے کلام کے متعلق مختصر سا تبصرہ بھی لکھ دیا گیا ہے جس کا مطالعہ غالباً خالی از پرچسی نہ ہوگا۔

عبدالباسط۔ مولوی فضل

# رونق کے حالات اور کلام پر تبصرہ

خاندانی حال

غلام محی الدین، المخاطب بہ، عارف الدین خاں، المختص بہ رونق کی پیدائش ۱۸۷۷ء میں بمقام مدراس ہوئی اور وہیں انھوں نے پوش سنبھالا انکے والد حافظ محمد معروف برطان پور کے باشندہ تھے، فواب والا جاہ کے عہد میں وارد مدراس ہوئے تھے۔ انھیں سے نواب مدوح نے قرآن مجید کی تعلیم پائی اور تجویذ سیکھی تھی۔ رونق نے ایک سبب میں اپنے والد اور دادا کیساتھ اپنا نام اس طرح نظم کیا ہے صحیح معروف زعارف ست و شذران عارف۔ انکا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر الصدیق سے ملتا ہے۔ مایچی کتا بوسے اسکا کوئی پتہ نہیں لگتا کہ اجداد کہاں سے اور کس تقریب سے ہندوستان آئے لیکن خاندانی روایات سے اس قدر ضرور ثابت ہے کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ نے ہندوستان کی طرف جس تہ سے پہلے ہجرت کی تھی وہ وہاں عمل تھا۔ ہمارے تہہ کے مشہور مورخ مولوی عبد الجبار خان صاحب، اصغری فرماتے ہیں کہ ”یہ شیخ برطان پور کے مصنف سید ابراہیم ہندسی نے لکھا ہے کہ شیخ محمد معروف برطان پوری کے بزرگان سلف شادی آباد عرف مانڈو ملک مانوہ سے برطان پور تشریف لائے اور وہیں بود و باش اختیار کی اور شیخ محمد معروف ولی شیخ عارف کی ولادت شہر برطان پور ہی میں ہوئی“

گلزار اعظم میں لکھا ہے کہ رونق نے بچپن میں مولوی محمد اسماعیل اور مولوی حاجی محمد تقیم صاحب سے درس سیکھا۔ کتا میں لکھی، اور فارسی کی استاد لکھا کہ تہاں غلام محی الدین مجاز سے پڑھیں جو اس زمانہ میں فارسی کے بہت بڑے محقق مانے جاتے تھے۔ لیکن درحقیقت ماری زبان کی مہمانانہ تعلیم انھوں نے سیر باقرا گاہ اور دیگر فضلاء اہل ایران سے حاصل کی تھی جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

مدراس میں شعر شاعری یہ وہ زمانہ تھا کہ مدراس شعر اسے نازک خیال، اور ہر فن اور ہر علم کے اہل کمال کا چرچے اور رونق کا شعر جمع بنا ہوا تھا؛ اخلاط اربعہ کی طرح شاعری بھی ایک ضروری غلط سمجھی جاتی تھی؛ اسے ضروریہ کی طرح شعر گوئی بھی ایک ضروری چیز خیال کی جاتی تھی، امیر سے لیکر غریب تک شعر کہتے تھے؛ بالکل ازم اس کو تفریح طبع کا ایک عمدہ شغل سمجھا کر اس میں دلچسپی لیتے تھے؛

امرا خاص اپنے اہتمام سے شاعری کی جلسیں منعقد کرتے تھے باور بہ شوق و رغبت اس میں تیراک ہوتے تھے۔ تذکرہ گلزار اعظم ان شعراء فضلاء کا ایک عمدہ موقع ہے جس میں ان بزرگوں کی حقیقی جاگتی، بولتی جانتی، تصویریں دکھائی دیتی ہیں اور اس دور کی یادگار کہتی ہیں جس میں زندہ دلی اور خوش طبعی کے ساتھ تفہم و کمال بھی دوش بردوش نظر آتا ہے۔

سوسائٹی کے اس رجحان کو دیکھ کر ایک ناموزوں طبع شخص کے دل میں بھی شعر گوئی کا ولولہ پیدا ہونے لگا۔ انھوں نے کہ یہ کتاب طغیانی رودوسی میں صاحب بھونو کتب خانہ مولف ہو گئی اسکو عجیب و غریب رد فعل کی ضرورت پڑ گئی

بغیر نہیں رہ سکتا، ایسی حالت میں وہ دل جس میں شاعری کے جذبات بوج زین ہوں، اور وہ دماغ جس میں ان جذبات کے ادا کرنے کی قابلیت ہو کس طرح خاموش رہ سکتے تھے۔ رونق نے شاعری سے خداداد نسبت پائی تھی جس کے باعث میلان طبع نے انہیں فارسی عربی کی درسیہ کتب کی تحصیل کے ساتھ ہی بالکل ابتدائی عمر میں شعر گوئی کی طرف متوجہ کر دیا گوئیں زمانہ میں ریختہ گوئی کا رواج ہو چلا تھا اور اکثر شعرا اردو میں شعر کہنے لگے تھے۔ اظہری جو عالمگیر کے پوتوں میں ہوتے تھے اور خاص قلعہ کے رہنے والے تھے۔ ان دنوں مدارس میں مقیم تھے۔ اور ریختہ گوئی میں کمال رکھتے تھے انکی وجہ سے مدارس میں اکثر اصحاب کو ریختہ گوئی کا شوق پیدا ہو گیا تھا نیز میر تقی میر کا گاہ کے اردو منظومات نے ریختہ گوئی کو بہت کچھ دبیغ بنا دیا تھا۔ تاہم اردو کو وہ عروج و اعتبار نہیں حاصل ہوا تھا جو فارسی کو تھا، اردو میں اگر اگر لوگ شعر کہتے تھے تو اس کو کوئی فن سمجھا نہیں بلکہ محض تصنیف کے طور پر اس لئے رونق نے زمانہ کے عام رواج کے مطابق۔ فارسی زبان میں شعر کہنا شروع کیا، اور عمر بھر فارسی ہی میں شعر کہتے رہے۔ سنا ہے کہ اپنے بونے حکیم الممالک حکیم عبدالباقی صاحب عشق کو اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہوئے دیکھا، فرمایا کرتے تھے۔ باسطاسی یا یک زبان میں شعر کہو ورنہ دونوں میں کچھ رہ جاوے گا، یکا یکا ہو کر تا ہے۔“

رونق ابتدا ابتدا میں میر تقی میر کا گاہ کو اپنا کلام دکھاتے رہے، لیکن بعد میں فصیحائے عجم کے متبع اور اردو قس سلیم کی رہنمائی پر پھر وسرہ رکھا۔ آگاہ کے علاوہ انھوں نے مستند اہل زبان مثلاً آغا اصفادق کو کتب شیرازی وغیرہم کی صحبت ایک مدت تک اٹھائی تھی جو اس زمانہ میں مدارس میں مقیم تھے۔ گلازہ اعظم میں لکھا ہے کہ ان کو اہل زبان کے روزمرہ اور محاورات کا بڑا خیال تھا، اور انکی تقلید و تتبع کے نہایت پابند تھے، تذکرہ معراج میں لکھا ہے کہ شعرا کے متاخرین کے تقریباً ایک لاکھ شعرا انھوں نے اپنے ہاتھ سے لکھے تھے، جو جوانی میں مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ وقت کی قید نہ تھی رات دن مطالعہ میں مشغول و شہک رہتے تھے۔ جس پر خود انکا یہ شعر

دکن کے شہور عالم اور باکمال شاعر خلیفہ طارحات میر غلام علی آزاد کے ساتھ شہور میں۔ دور اخیر میں دکن کے بزرگ علماء و فضلاء پر آکر رہے ہیں وہ سب آپ ہی کے فیضان کمال سے بہرہ ور اور تصفیہ ہوئے ہیں باوجود علم و فضل کے زبرد و اتقا میں بھی شہور ہوئے، اور صاحب باطن سمجھے جاتے تھے۔ مولوی محمد رفیعی صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ آپکی سوانح اردو میں لکھ کر صحیفہ کذریعہ شائع کی ہے۔ ولادت ۱۲۸۵ میں اور وفات ۱۳۸۵ میں ہوئی تھی نمونہ از نروار یہاں آپکی صرف ایک رباعی لکھی جاتی ہے۔ ایران بقیاس ہر قسم الانکار، بوجھاں دار و بھند بخت آمار، پوئیند کہ بہطبق احادیث آدم و آدم و زبند فرود آمد و در ایراں مارے۔

آغا اصفادق کو کتب شیرازی ایک کمال شخص تھا، جو تلاش روزگار کے لئے میں پھرتے پھرتے مدارس میں بیچ گیا تھا، زوآ مدارس نے ازراہ قدر دانی سارے میں سو روپیہ شاہرہ پر خریدت افتابہر دی، لیکن قاضی القضاہ مستعد خان سے بوجہ مخالف مذہبی طبع لکھی ہوزانے تنگ آکر نوکری چھوڑ دی اور وطن کو واپس چلا گیا، لہذا میں اسپہال کبدی کے عارضہ سے انتقال کیا۔ تعلیق اور فیضیاعت جھا لکھتا تھا، کبھی کبھی شعر بھی کہا کرتا تھا۔ رونق کی زبانی اس کا ایک شعر منقول ہے جس سے اسکی اصابت فکر اور نفسیلت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ ہوا۔

شکرت را خط غبار او در داند کے خوب حلوا میست اما دور در داند کے

شاید بے سے زینچ گردش لیل دنہا ریافت نجات، چو روفق آنکہ بدل انست از کتاب گرفت  
اس کا اثر ابتلا میں تو کچھ محسوس نہیں ہوا لیکن پانچ عمر میں، دماغی عوارضات میں مبتلا ہو گئے تھے۔

ملازمت و دیگر حالات | بیس سال کی عمر میں، انواب عمدہ الامار کی سرکار میں، ملازم ہوئے، اس عمر میں انھوں نے فارسی زبان میں و کمال حاصل کر لیا اور شاعری میں اس قدر شوق بہم پہنچا لی تھی،

کہ انواب عمدہ نے نکال قدروانی، امیر الملک تاج الامرا بہا در انواب محمد علی حسین خاں ماجد ولیہ جہد کی مصاحبت اور اتالیقی پر مامور فرمایا۔ ماجد مدراس کے امرا اور انواب زادوں میں، نہایت خوش فکر، ذہین اور رطبائع نوجوان گزرتے ہیں، ان کی طبیعت اور ذہن کا آدمی، خاندان والا جا ہی میں کوئی نہیں ہوا۔ شعر شاعری میں وہ روزگار کے ہر طرح تھے۔ ماجد کی استقامت طبع اور سلیقہ شاعری کے عمدہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ان کی مصاحبت میں، رونق کا سا سلیم الفکار اور مستقیم الطبع شخص تھا۔

ماجد، رونق کو بوجہ فن شعر میں ان کی غیر معمولی قابلیت اور خداداد لیاقت کے بے حد عزیز رکھتے تھے، گھڑی بھر اپنی مصاحبت سے جدا ہونے نہیں دیتے تھے؛ اور ہمیشہ الطاف و عنایات اور خاص التفات فرمایا کرتے تھے۔ رونق کو یہ بھی ان کے ساتھ بے انتہا وابستگی بلکہ الفت و محبت ہو گئی تھی؛ جب عین غضبان شباب میں ماجد کا انتقال ہو گیا؛ اور عنان ریاست ماجد کے حریفوں کے ہاتھ میں چلی گئی، تو رونق کو اس کا اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ اپنے وطن مالون کو چھوڑ کر، گڑپا، اہلہاری، چپور، وغیرہ مضافات مدراس کی طرف چلے گئے۔ اور ایک زمانہ تک وہیں رہے۔

ان کے فرزند مولوی اجمدی و اصطفی لکھتے ہیں کہ ترک وطن کرنے کے بعد وہ اس صیغہ میں ملازم ہو گئے جو پور میں افسروں کو فارسی زبان کی تعلیم دینے کیلئے قائم ہوا تھا۔ ان سے تعلیم پائے ہوئے افسروں میں سے ایک سرٹماس نر دہی میں جو مدراس کے مشہور گورنر گورنر سے ہیں۔ اس خدمت کے بعد گورنمنٹ کا صیغہ انشا ان کے سپرد ہوا۔ گورنر مدراس کی جانب سے نوابوں اور امرا کو جو خطوط بھیجے جاتے تھے وہ رونق ہی کے قلم سے لکھتے تھے۔

سفر حیدرآباد | مدت مدید تک باہر رہنے کے بعد وہ دو ایک بار مدراس آئے۔ یہاں آکر انھوں نے دیکھا کہ تختہ کا تختہ بدل گیا ہے؛ اور وہ اگلا سا نقشہ ہی نہیں

رہا بعض قدیم دوست اب بھی موجود تھے امیر کرمیہ مبارک اللہ خاں راغب صاحب فراق نامہ رونق کے اوائل حیدرآباد کے دوست تھے؛ وہ بڑے تپاک سے ملے؛ اور جب تک رونق مدراس میں ٹیکم رہی تھا وہمدارات کرتے رہے؛ اور قدیم مراسم، امتداد زمانہ کی وجہ سے سرسوزی ہی نہیں آنے دیا۔ تاہم مدراس رونق کیلئے انقلاب سلطنت و راگین سلطنت کے باعث بالکل اجنبی شہر بن گیا؛ اس لئے انھوں نے حیدرآباد کا رخ کیا؛ اور اپنے بڑے فرزند مولوی غلام زین العابدین صاحب کے پاس چلے گئے؛ اور عرصہ دراز تک وہیں غزلت گزیر رہے۔ اس وقت ان کی عمر ستر سال کی تھی۔

معاودت مدراس | اقامت حیدرآباد کے زمانہ میں وہ دو تین بار، دوستوں کی ملاقات کے لئے مدراس گئے اور آئے ملا لائیں جبکہ ان کا سن شریف چورہتر سال کا تھا؛

و شہرت مشاعرہ اعظم

بعض احباب کے اصرار سے وہ پھر ایک بار مدراس گئے۔ یہ زمانہ غلام غوث خاں اعظم کا تھا۔ نواب موصوف شاعر عری سے خاص دلچسپی رکھتے تھے، ان کے دربار میں شعر کی بڑی آواہنگی ہوتی تھی؛ نیا نیا شوق تھا، شاعرہ اعظم کے نام سے ایک مجلس قائم کی تھی جس میں نامی گرامی کئی شوق شاعر کی باریابی ہوتی تھی؛ نوتقول گو اس مجلس میں جگہ نہیں دی جاتی تھی۔ رونق اس دفعہ جب مدراس گئے تو افضل الشعرا تیسرے سخن خاں راقم میر شاعر نے، انکی تقریب کی اور وہ شاعرہ اعظم میں داخل ہو گئے اور ان کے خواہ بھی مقرر ہو گئی۔ تذکرہ گلزار اعظم کی تصنیف کے وقت جس کو نواب موصوف کے نام سے، راقم نے ایف کیا ہے، رونق سے بہت مدد ملی ہے۔ کئی شعرا کے حالات رونق کی زبانی منقول ہیں۔ ان کے مدراس بلائے جانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ تذکرہ کے لکھنے میں ان مدد ملی جائے، کیونکہ معمر ہونے کے باعث، بہت سے حالات ان کو چشم دید معلوم تھے۔

**وفات** اس زمانہ میں رونق نے، پیرانہ سری اور دماغی عوارضات کی وجہ سے شعر شاعری بکثرت ترک کر دی تھی، اور دنیاوی تعلقات بھی منقطع ہو گئے تھے، چھینٹہ گونڈہ نشین اور یاد الہی میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ اسی حال میں، چند سال گزرنے کے بعد مدراس میں؛ انتقال فرمایا۔ سن وفات ٹھکانے معلوم نہیں ہو سکا۔

**شکل و شمائل** نہایت سنج و سپید، وجہ، متوسط القامت اور بھاری بھر کم تھے۔ عمامہ باندھتے اور شاپا پہنتے تھے؛ شلوخ کے نہایت دلدادہ تھے؛ جب کبھی کھینٹے میٹھ جاتے تو دنیا و مافیہ کی خبر نہیں رہتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس کا شوق میری اولاد میں بھی منتقل ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا خط شفیعہ شگنہ آئین تھا طبیعت حق گو اور آزادی پسند واقع ہوئی تھی جیسا کہ اپنے ایک شعر میں بیان فرماتے ہیں:

حرف حق گویم و اندیشہ ندامت از کس  
دا و منصور خلافت بس در مرا

مال دولت اور جاہ و دیوی کو چھینٹا ہرچ سمجھا اور کبھی اس کے حامل کرنے کیلئے خبر داری اور حریت کو ہاتھ سے نہیں دیا۔

**اولاد و کنی لڑکیاں اور چار لڑکے** یادگار چھوٹے۔ لڑکوں میں خلف اکبر نواب غلام غوث خاں اعظم کے پسر ہیں۔ ریاست حیدرآباد میں مناصب جلیلہ پر فائز رہے اور جاہ و دیوی کے اعتبار سے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ جنکی اقیات الصالحات کے جملہ ان ایک یوتے مولوی محی الدین علی خاں صاحب نبی۔ اسے میر شریٹ لا اس وقت ضلع پر بھنی کے اول تعلقدار ہیں۔

دوسرے فرزند مولوی ہمیدی و اصطفی جو پھر علمی اور کثرت تصانیف اور اللہ مختلفہ کے زباناں ہونے کے لحاظ سے نہایت ممتاز ہیں؛ ان ہی احماد میں احقر کے والدہ الطابعہ القیوم صاحبہ مرحوم ہوتے ہیں جنکی ملکی اور اسلامی خدمات سے ہندوستان کی سبک اچھی طرح واقف ہے۔ اب وہ اولاد کی زندہ یادگاروں میں جو خاص خصوصیات سے ممتاز ہیں۔ ایک میرے حقیقی تایا مولوی عبدالحی صاحب و صدف و ظیفہ یاب و دم تعلقدار ہیں جو فارسی شاعری میں اس خاندان کی بہترین نشانی ہیں اور نوبت گوی ہیں اپنی آپ نظیر ہیں؛ دوسرے میرے چچا مولوی عبد القادر صاحب سابق صوبہ دار کلکتہ

میں جنکو خدا نے خاص پوشیدگی و بلاغ عطا کیا ہے اور جنہوں نے محض انہی قابلیت سے ابتدائی مدایح طے کرتے ہوئے اعلیٰ ترین خدمات تک عروج حاصل کیا۔ خدا ان بزرگواروں کو سلامت باکرامت رکھے۔ تیسرے فرزند مولوی حمید الدین صاحب مرحوم جو خوش نویس تھے ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ چوتھے حافظ رشید الدین صاحب یہ بھی لا ولد فوت ہوئے۔

اصناف کلام میں مہارت اور مختلف تذکرہ نگاری کے انکی شاعری کی نسبت

رواقی کے حالات زندگی میں، سوائے فارسی شاعری کے کوئی بہتر باستان کا نامہ نہیں ملتا، سوائے ایک دیوان کے، انہوں نے تصنیف و تالیف فرماتے تھے کہ عجب العجب مولفہ متنا اور رنگ آبادی میں لکھا ہے کہ رواقی نے ایک مختصر تذکرہ الشعر بھی تصنیف کیا تھا۔ پہلے زمانہ میں رواج تھا کہ ہر ایک سنجیدہ شاعر دیوان کی ترتیب کے ساتھ ہی ایک تذکرہ بھی مرتب کیا کرتا تھا جس میں شعرائے مرقعہ میں کا کلام، اور معاصرین کے حالات اور ان کے اشعار اپنی پسند اور مذاق کے بموجب انتخاب کے جاتے تھے۔ لیکن سے کہ رواقی نے بھی کوئی تذکرہ لکھا ہوا مگر سکا کھڑا اور تذکرہ میں نہیں آیا گیا اور نہ عجب العجب میری نظر سے گزری تا سہ بیگ اور سر فرزا رحیم خان قاری دو بھائی تھے جن سے رواقی کو دلی محبت تھی۔ یہ دونوں دریا میں ڈوب کر فوت ہوئے تھے۔ رواقی نے اول الذکر کے مرتبہ میں سہلاب غم اور تانی الذکر کے مرتبہ میں گرداب غم نامی دو تذکروں لکھی تھیں۔ اب یہ تذکروں نو درکنار ان کے اشعار بھی کہیں دیکھنے میں نہیں آتے۔ ان کی نسبت معدن الجواہر میں یہ ریمارک ہے: "فیض طبع روان خیلے برسوزنگفتہ"

رواقی کو انواع سخن میں، دستگاہ کامل حاصل تھی، ہر صنف کو استادانہ کہتے تھے؛ افسوس ہے کہ ان کے تصانیف دوسے زیادہ دستیاب نہیں ہو سکے مگر غالباً ان کے تصانیف کا ذخیرہ غزلیات سے کچھ کم ہوگا مولوی نجم الدین حسن صاحب فصل مرحوم اپنے والد شیریں سخن خان راقم سے نقل فرماتے تھے کہ رواقی نے اکثر جلسوں میں زور و شور کے قصیدے اور سخا لاکھے تھے۔ اس قول کی تصدیق گلزار عظیم سے بھی ہوئی ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے: "بار بار در محافل کثیرہ شعر بدیہی میگفت و گو بہ سخن بشنق قلمستان قہمی سفت"

گلزار عظیم میں ان کے کلام کی نسبت لکھا ہے: "در انواع سخن قدرت تامہی داشت دہر کے دہر کے اہل خوبی کی کاشت معدن الجواہر میں مولوی حمیدی و اصطفی لکھتے ہیں: "رواقی قصیدہ و غزل و غنوی یا کثرہ می گوید و بر فصاحت و خوبی بیان خود نازشہنا داشت؛ حقیر ہم نازارہ سے فرزند می بلکہ از رو سے انصاف بر این امر شہادہ عادلہ، پیش لکھتے ہیں: "شعرش سادہ و پرکار و از ذراہل انصاف بکمال شعرانی سزاوار"

ملک الشعرانی کا خطاب اس نے اپنے والد المصطفی القیوم صاحب مرحوم اور نیز دوسرے بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ رواقی کو، نواب کی طرف سے، ملک الشعرانی کا خطاب بھی ملا تھا؛ اور وہ شہرستان و سلیم کے جاتے تھے؛ لیکن تذکرہ گلزار عظیم اور صبح وطن میں اس کا کوئی

عبارت سے مولوی یار کار ہیں چواری مولوی عبدالحی صاحب اصبحی

ذکر نہیں ہے۔ البتہ تذکرہ بنیش میں ان کی شاعری کی نسبت جو بیمارک کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عموماً اپنے نصف مزاج مبصروں کے نزدیک خطاب ملک الشعرانی کے سزاوار و اہل سمجھے جاتے تھے۔ ممکن ہے کہ نواب محمد اللام کی سرکار سے انھیں ملک الشعرانی کا خطاب ملا ہو، چونکہ بہت جلد نواب محمد کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کے فرزند احمد ماجد بھی عین عالم جوانی میں انتقال کر گئے اور رونق بھی دربار سے علیحدگی اختیار کر کے مصافحات مدراس میں چلے گئے، اور بعد میں جو لوگ تخت کے وارث ہوئے وہ ماجد کے خاندان سے جتنک رکھتے تھے، اور ان کے وابستوں اور موخو اہوں کو بھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے؛ اس لئے یہ امر بالکل قریب قیاس ہے کہ رونق کا یہ خطاب بعد میں تسلیم نہ کیا گیا ہو، چونکہ رونق کی شاعری اور ان کے فرزند مولوی جہدی و اصف کا ذوق سخن عموماً شعرائے مدراس کے برخلاف تھا اور نواب غلام غوث خاں اعظم اور ان کے استادوں کے کلام پر و اصف نے نہایت دلیری اور بیباکی سے نکتہ چینیوں کی تھیں؛ بنا بریں اگر اصف صبح وطن و گلزار اعظم نے رونق کے خطاب کو تسلیم اور اس کا ذکر اپنے تذکرہ میں نہ کیا ہو تو کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔

## کلام نثریہ

حالات مذکورۃ الصدر سے، واضح ہے کہ رونق کو مثل ان کے فرزند مولوی جہدی و اصف کے، تالیف و تصنیف کا شوق نہیں تھا؛ اور غالباً انکی عربی استعداد بھی معمولی تھی۔ لیکن فارسی زبان اور فارسی شاعری میں وہ اپنے زمانہ کے محقق اور شہرہ آستا تسلیم کئے جاتے تھے، ایک زمانہ تک انہوں نے اہل زبان کی صحبت اٹھائی تھی؛ اور محاورات فارسی کی تحقیق میں، ان کے بھراور کمال نصیحت کی شہادت، مدراس کے اکثر تذکرے دیتے ہیں۔ ان کے کلام سے خود اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ فارسی لٹریچر میں انکی معلومات نہایت وسیع تھی، اور اہل زبان کے روزمرہ اور محاورہ پر ان کو پورا عبور تھا۔ نثریہ غزلیات میں اجابجا، انھوں نے اپنے کلام کی جھلکی، اور مضمون آفرینی کے ساتھ، سلاست اور روانی اور بیباکی پر فخر کیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں: یہ جھلکی کلامت نبی رسد نگر سے؛ معاصران تو رونق خیال خام کنند؛ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: مدہ بشعر کے نسبتہ مرا رونق؛ کلام میں زمانہ سوس گئی یہ اس میں شک نہیں کیا گیا، ایسے زمانہ میں، جبکہ فارسی شاعری، سوائے لغظی اور خیال بندی کے کچھ نہیں رہی تھی؛ اور دروازہ کار استعارات، نامافوس تراکیب، منعلق ویرا تعقید اسالیب، کو مایا نہیں سمجھا جاتا تھا، اور ناصر علی اور بیدل کی تقلید کو، سرمایہ افتخار اور معراج کمال خیال کیا جاتا تھا، ایک شخص کا ایسی سوساٹی کے برخلاف آواز نکالنا، اور ان کے عام رجمان کے خلاف ایک ایک روش اختیار کرنی؛ اور اس گروہ کی مخالفت کرنی جس میں اسکو سنجہ مروئی اور بلند نامی، حاصل کرنی تھی، بالکل تعجب انگیز بات ہے، اور اس کی سلامتی طبع کا پتہ دیتی ہے، اور اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ عظمت نے اس کا سلیقہ درست اور صحیح بنایا تھا اور اسکی طبیعت کا سانچہ استقامت و راستی پر ڈالا گیا تھا۔

شاعری اور مصوری دونوں، ایک قبیل سے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ مصوری میں کسی شے کی تصویر رنگ و روغن سے کھینچی جاتی ہے اور شاعری میں، الفاظ کے ذریعے جس طرح ہزاروں لوگ تصویر کھینچتے ہیں لیکن جو چیز تصویر کی جان ہے وہ ان کے قلم میں نابود ہوتی ہے۔ اسی طرح بہت سے لوگ شعر کہتے ہیں مگر شعر کی روح و رواں ان کے کلام میں مفقود ہوتی ہے۔ فارسی شاعری کے انہر دور میں یا تو شاعری کی حقیقت کو نہ سمجھ کر یا اس وجہ سے کہ شاعر میں تمام نچرل اسالیب برت چکے تھے اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے کوئی ایسا اسلوب باقی نہیں رکھا تھا جس سے کوئی کیفیت اور حالت نچرل طور سے نئے اسلوب اور نئے پیرایہ میں، ظاہر کی جاسکے۔ تاخیر نے ایک ایسا اثر اختیار کیا جو اگرچہ نظر ہر جہت ناگھا، لیکن اصول شاعری کا بالکل برخلاف بلکہ اس کا ارکان کو منہدم کر دالا تھا۔ بید اور ناصر علی، اس طرز کے مکمل کرنے اور ترقی دینے والے سمجھے جاتے ہیں یہ طرز ہندوستان میں بوجہ اپنی جدید عموماً مقبول ہو گیا۔ علی العموم تمام شعراے ہند (اکثر ماہا شاعر ۱۲۷۰ھ) جنگو بید و فیاض سے ذوق سلیم عطا ہوا تھا، ایسی ڈگر چلنے لگے، جیسا کہ شہور ہے کہ جب کوئی فن اپنے موضوع پر قائم نہیں رہتا تو اسکی ترقی رک جاتی اور وہ زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ اس طرز کو اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ فارسی شاعری کی ترقی رک گئی اور اس رونق چلنے والوں نے اس میں کوئی مفید اضافہ تو درکنار، اس کو اپنے مگر پر بھی قائم رہنے نہیں دیا جس کی وجہ سے شاعری جن دنوں لطیف میں شمار کی جاتی تھی، ڈھکوسلہ سازی اور تنگ بندی ہو گئی، بیدل اور ناصر علی نے اپنی روش خاص میں جو شعر کہے ہیں۔ وہ بوجہ کثرت تشابہ اور ہتکارہ دراستعارہ ہونے کے اس قدر گنجلک اور رنق ہیں کہ ان کا کوئی منہ معین کیا جاسکتا، اور سننے اور سمجھنے والے کو یہ اطمینان ہو سکتا ہے کہ شعر کے وہی منہ ہیں جو اس نے سمجھے ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل زبان بیدل اور ناصر علی کی شاعری کو نہیں مانتے صاحب آتشکدہ اور سی ناصر علی کی نسبت لکھتا ہے کہ ان بزرگوں کا کلام میں بوجہ کثرت تشابہ کے کوئی معنی معین نہیں کیا جاسکتا۔ موم کی ناک ہے کہ جد ہر جا یا موڑوی۔ ایک اور دو شاعر نے اس طرز کے شعر کا انعار ذیل میں خوب خاکہ اڑایا ہے۔

اگر اپنا کہا تم آپ ہی مجھے تو کیا مجھے | فزائے کا جب ہے اک کہے اور دوسرا مجھے  
کلام میر سمجھے یا زبان میر زاب مجھے | لگا لگا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

قرب عجب کی وجہ سے مدراس کے اکثر شعرا نے بیدل اور ناصر علی کا رنگ اختیار کر رکھا تھا۔ مولے سعد و سہ خند اہل سخن کے عموماً تمام کے خیالات میں وہی بیدلیت، طرز بیان میں وہی اغلاق اور اسالیب کلام میں وہی گنجلک نظر آتی ہے جو خیال بندوں کا خاصہ ہے۔

لیکن رونق نے اپنے ہم عصروں کی طرح یہ روش اختیار نہیں کی جس کا محرک یا تو محض انکا ذوق سلیم تھا جو تدمار کے کلام کو مطالعہ کرنے سے انکی طبیعت میں رنخ ہوا تھا۔ یا ان فضلاء ایران کی فیضیت کا نتیجہ تھا جو سن اتفاق سے اندوں، مداس میں، اقامت آئیں تھے رونق ہی کی تربیت و تعلیم کا اثر تھا کہ جدیدی و اصفت بھی اس رنگ میں شعر کہنے سے بچتے تھے اور اس طرز کو نام دھرتے تھے۔ باب ہی کے خیالات کا پر تو تھا کر بیٹے نے اپنے تذکرہ میں جا بجا ناصر علی کے کلام پر نہایت ازادی سے تمسخریں و زخموں گیری کی ہے، اور معاصرین کو زخمہ اور محاورہ کی پابندی، اور بجائے بیدل و ناصر علی کی اہل زبان

کے تبحر کا شورہ دیا ہے اسی بنا پر ان میں اور ان کے معاصرین میں نوک جھوک ہوتی رہی اور ایراد و عجز کا سہرا گرم رہا جسکی تفصیل گلزارِ اعظم سے واضح ہوگی۔

دیوان رونق میں ایک غزل ہے جس میں رونق نے خیال بندوں کے طرز کی خدمت کی ہے بنا سبست مقام ہم اس غزل کو تجامہ برج ذیل کرتے ہیں جس سے ناظرین طرزِ سخن کوئی کرسطن ان کے خیالات کا بخوبی اندازہ کر سکیں گے:

خاک بر فرق وقت گفتار  
 میلند بر دقیق گو اظہار  
 ورنہ زان گفتگو ست لازم عار  
 در کلام ز لالی خوانسار  
 گشت تکلیف معنیش دشوار  
 کرد ماجد مرا ازین بسزار  
 چه ضرورت این قدر انکار

صاف بندی ست خوبی اشعار  
 دیدن صاف و درومی این رفر  
 لیک آن را طاقے باید  
 کن نگاہے دقیقہ بند سخن  
 فہم مضمون اوست بس مشکل  
 وقت شعر بودہ مرغوب ہم  
 مختلف شد مزاجا رونق

اس غزل کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا ابتدا میں یہ بھی دقت و اشکال کو پسند کرتے تھے اور ناصر علی اور بیدل کے مبنیاد ہمہ صافی تھے، لیکن محمد علی حسین خاں ماجد کی طرزِ شاعری اور رونق سنخکوئی نے، انکو اس روش کے چھوڑنے پر مجبور کیا، مگر اس سے یہ خیال نہیں کیا جاسکتا، کہ ماجد کا رتبہ شاعری میں رونق سے بڑھا ہوا تھا، یا انھوں نے رونق سے فن شعر میں کوئی استفادہ نہیں کیا۔ گو تاجمذکروں میں ماجد میر باقر آگاہ کے شاگرد بتائے جاتے ہیں، لیکن یہ بخوبی ثابت ہے کہ آگاہ نے جب ناراض ہو کر ماجد کی اصلاح موقوف کر دی تھی تو وہ رونق ہی سے مشورہ لیا کرتے تھے اور ان ہی کو اپنا کلام بتاتے تھے۔ چنانچہ گلزارِ اعظم میں لکھا ہے: "و فکر سخن ہم بر طرز ایشان (یعنی ستاخرین، بہمطرحی عارف الدین خاں رونق اختیار نمود، معدن الجواہر میں لکھا ہے: "جہا تا بقی و پیشینی انصاف الفصحا و امام الشعرا نواب تاج الامرا بہا و مدحوم ماور گشتہ بسبب کمائے کہ دین فن داشت، مقبول خاطر دریا قاطر نواب مدوح گردید و با او علی الدوام منکامہ صحبت و مجلس شاعری گرم سیداشت، و اوصاف اسی تذکرہ میں ماجد کی شاعری کے اسباب ترقی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "پدر بزرگوار اعنی عارف الدین خاں رونق کہ سراج غیر نیرم مخموری ست دریافت در کتب و محض ترقی نمایاں کرد، اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ استاد اپنے لائق شاگردوں کے مشورہ سے مستفید ہوتا ہے اور اپنے ساتھ مساوات کا برتاؤ رکھتا ہے۔ اس سے اسکی اسنادی اور کمال پر حریف نہیں آسکتا بلکہ اسکی منصف مزاج اور تواضع و انکسار کا ثبوت ملتا ہے مشہور ہے کہ نواب مصطفیٰ خاں شیدقتہ، غالب مومچ سے اصلاح لیا کرتے تھے اور مومن خاں کے بعد ان ہی کو اپنا کلام بتاتے تھے، لیکن غالب انکی شان میں فرماتے ہیں سے

غالب کہن سخنکو نازدین از رش کہ او | نہ نوشت در دیوان غزل ہا صافی خاں سخن کو زد

حزرا غالب کے بعض قصاید میں غم نے الفاظ بدل دئے تھے، چونکہ اصلاح صحیح تھی اس لئے حوزرا کی اصلاحی طبع نے اسکو تسلیم کر لیا یہی حال بروفق اور ماجد کا سمجھنا چاہئے۔

ان کے دیوان میں ایک اور غزل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نری صاف گوئی کو کافی خیال نہیں کرتے بلکہ کلام کی محو کی اور برتری کے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ بے تکلفی اور بے جنگی کے ساتھ شعر میں کچھ نہ کچھ بات بھی پیدا کی جائے۔ درحقیقت جس شعر میں صفائی بیان کے ساتھ لطف مضمون بھی ہو اس کو شعر نہیں سمجھ کرنا چاہئے جس معنی اور خوبی ادا کے علاوہ الفاظ کی روانی اور سلاست بھی اہم ہو جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ شعر میں جان پڑ جاتی ہے؛ اور وہ اصل ایسے ہی کلام پر شعر کا اطلاق صحیح ہو سکتا ہے؛ اور ایسے ہی کلام کی نسبت کہا گیا ہے ان من البیان لیسکھرا ایسا شعر میں سے سوائے ذندان تو جملہ درد بانند کے اور کچھ ٹھہروم نہ ہو کلام منظوم سے زیادہ وقت نہیں لے سکتا غزل مذکورہ شعر نسبت تمام کلمہ جاوید

پیش لہباب سخن باشد جہاں جان تلاش  
سخن بر حجتہ مابے سخن جان تلاش  
از بہار فکر تم غم گلستان تلاش  
گلک گوہر بارگن گردید نیساں تلاش  
کہ وہ ہر بزم نہاں در خویش دیوان تلاش

بے تکلف گر بود در شعر سامان تلاش  
بر فصاحت ہا تم شعر راست ایمان تلاش  
بسکہ دارم جستجو سے سخن رنگیں بدل  
جیب دو اماں نگہ لہرز گوہر بیکنند  
بسکہ در شعر بود رونق لطافت بیضا

موجودہ دیوان عالم والہ مرحوم کی زبانی منقول ہے کہ یہ دیوان ان کے ابتدائی زمانہ کا کلام جوانی کا کلام ہے۔

یہ بیان عمر کا کلام یا تو جمع نہیں ہوا یا تلف ہو گیا، یہ روایت ایک حد تک صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ تذکرہ صبح وطن سے جس قدر نظریں نقل کی گئی ہیں، ان میں جو کوئی بھی دیوان میں موجود نہ تھی اور گلنار اعظم اور سعدن الجواہر میں بہت سے ایسے شعر نظر آئے جو اہل نسخہ میں درج نہ تھے۔ تذکرہ صبح وطن کی منقولہ غزلوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا کہ اگر یا بیان عمر کا کلام میں ایک خاص جنگی اور روانی اور صفائی ہے جو موجودہ دیوان میں کم نظر آتی ہے۔ ان تمام غزلوں میں اکثر بیشتر اخلاق و تصوف اور غلط و نصیحت کے مضامین باندھے گئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جدیدی کا کلام ہے جبکہ دنیاوی تعلقات منقطع ہو گئے تھے اور گوشہ نشینی اور عزلت گزینی کی وجہ سے مطابقت کی تراویں کی ایک خاص انداز میں موتی تھی اور کہنہ شقی کے سبب سے کلام نہایت صاف اور ہموار ہو گیا تھا۔ ان کے قصیدہ کے ایک شعر سے بھی یہ عقہوم ہوتا ہے کہ انجا بہت سا کلام ضائع ہو گیا اور اسکو جمع کر لینے کی نوبت نہیں آئی چنانچہ

بفن نظم نمودہ است گرچہ عمر سے صرف | ز دست جو ز نلک جملہ محو و منسی شد

مولوی عبدالعلی صاحب والہ فرزند مولوی مہدی و اصحف جو اس زمانہ میں فارسی زبان کے بہت بڑی محقق و بااثر شاعر گذرے۔ آپ کا کلیات نظم و شعر چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔

# کلام کی خصوصیات

ان کے کلام کی بہتر بالمشان خصوصیت تفصیل اور پر بیان کی جا چکی ہے، اس لئے یہاں اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آئندہ جن خصوصیات پر بحث کی جائیگی اور مثلاً جس قدر اشعار پیش کئے جائیں گے وہ ان ضمناً صفائی اور سلاست بیان کے لحاظ سے بھی نظر ڈالنی چاہئے کہ وہ ان کے کلام سے اسی طرح جدا نہیں ہو سکتی جیسا کہ ناخن گوشت سے۔

اس دیوان میں چند غزلیں ہیں وہ اکثر یا شاعروں کی طرح غزلیں ہیں۔ شاعر ہو یا مصنف از خود کسی عنوان پر جس عمر کی اور خوبی سے لکھے گا وہ فرمائش پر نہیں لکھ سکتا، اپنی خواہش اور ارادے سے وہ جو کچھ لکھتا ہے اس میں جوش اور مضامین کی آمد اس کی مدد کرتی ہے۔ لوگوں کی فرمائشات کی تعمیل میں جو کچھ لکھا جاتا ہے اس میں اور داور بناؤ اور تکلف اور نفع سرکام لیا جاتا ہے اور جس طرح بن پڑے کام کو ٹالا جاتا ہے اس لئے اکثر دیکھا گیا کہ لکھنے کے مشاعروں کی غزلوں میں وہ بات نہیں رہتی جو شاعر کی اپنی طبیعت سے کبھی ہوئی غزلوں میں ہوتی ہے۔ بسا اوقات سننے والوں کے خوش کرنے اور اُنکی واہ و اسننے کے لئے اپنے چاہ وہ سے ہٹ کر چلنا پڑتا ہے۔ لہذا کسی مصنف یا شاعر کے کلام کا اصلی زور، اس کی طبیعت کا انداز، اس کے قلم کی جولانی دیکھنی ہوتی اور جنل تصانیف میں ایسے میدان میں دیکھنی چاہئے جہاں اُس کا اُشبہ قلم بالکل مطلق العنان ہوا، اور اس کی طبیعت کسی فرمائش کرنے والے کی فرماؤ اور کسی ستائش کرنے والے کی ستائش کی یا بند نہ ہو۔ یہ بات دیوانِ رونق میں مشکل سے نظر آئیگی۔ کیونکہ اس میں اکثر وہی غزلیں ہیں جو شاعروں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ایک اور خرابی یہ ہے کہ اُنکی زمینیں ایسی مشکل ایسی سنگلاخ اور دشوار گزار ہیں انکو طے کرتے ہوئے اچھے سے اچھے تختہ شوق اور کربن سال شاعر و ناکام بھی دنگاؤ بغیر نہیں رہ سکتا اور ان میں کوئی پھبتا ہوا شعر نکالنا اور کسی دلنش و دلنشین مضمون کا نظم کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ تیلی پر برسوں جمانا یا پتھر میں سے درخت اگانا۔ ایسی زمینوں میں ایک بڑے سے بڑے استاد کا کما حقہ ہے کہ قافیہ اچھی طرح بندھ جائے اور مضمون ردیف کے ساتھ بچھ جائے۔ ایسے شعر جنکی نسبت صاحبِ استکبارہ

اور سی بدل نشتر زد کہتا ہے اس قسم کی طرحوں میں کالنا نہ صرف دشوار بلکہ قریب بحال ہے۔ رونق کی وہ غزلیں جو سہل اور آسان زمینوں میں لکھی گئی۔ غزلیت کے لحاظ سے بد نسبت اُن غزلوں کے جو سنگلاخ مینو نہیں لکھی گئی ہیں زیادہ بلند پایہ ہیں۔ ایک رونق پر کیا موقوف ہے وہ تمام شعر جنہوں نے زمین شاعر کو آسان پر پہنچا دیا دشوار اور دور از کار قوافی سے چشمہ اتر کر کرتے رہے اور کبھی اس خار دار بھاری زمین پر لہاں و لہاں فکر کو نہیں اچھا یا۔

تشریح و استعارہ کی نسبت کلام میں تشبیہ و استعارہ کو نہایت کثرت اور عمدگی کے ساتھ استعمال کا استعمال کیا ہے اور اس کے ذریعہ سے سخت اور دشوار گزار زمینوں میں فریاض شاعری کو بہت خوبی سے انجام دیا ہے اسلئے ان کے کلام میں، قلت مضامین کی شکایت نہیں کی جا سکتی۔ شاعر کا بہت بڑا ہتھیار جس سے وہ اعلیٰ شاعری نچ کر سکتا ہے تشبیہ و استعارہ ہے، اسکی قوت تخیل اور پرواز فکر کا ثبوت

جس قدر تشبیہات کے استعمال سے مل سکتا ہے ویسا کسی اور چیز سے نہیں مل سکتا؛ جذبات اور حالات کی تصویر کھینچنے میں جس قدر یہ اوزار کام دیکھتا ویسا کوئی اور شی نہیں دے سکتی۔ ویوان ر و لوق میں آئی کثرت سے نظیریں ملیں گی جن کو انی میں خیال ہوتا ہے کہ ردیف کے ساتھ ان کا بنا ہوا نہیں ہو سکتا۔ وہ ان کو ایک پیش ما افتادہ تشبیہ سے ایسا دلکش و دلآویز بنا دیتے ہیں کہ شعر میں جان پڑ جاتی ہے۔ ویوان میں ایک غزل ہے 'زار زار گر یہ کہم بے اختیار گر یہ کہم' اس میں 'زار' کے سوا، 'خار'، 'خار' کے قوافی ایسے نہیں ہیں کہ ہر شخص شاعرانہ اسلوب کو مد نظر رکھ کر، صفائی سے باندھ سکے مگر رونق نے انکو جس طرح نظم کیا ہے وہ قابل ملاحظہ ہے:

اگر بھرت آن نیو ار گر یہ کہم  
لسان تیشہ آتش شہار گر یہ کہم  
برنگ شمشہ خالی خار گر یہ کہم

گرہ شود جو تباہ شہار تنگ در قرہ ام  
بے عشق شعلہ رویش ز بسکہ لبر نیم  
ز شوق زنگس خمور ساتی گل فام

ایک اوزر میں ہے 'خار آتشناک بہار آتشناک'، اس میں بعض شعر لکھے ہیں۔  
دیریں چین ہو دلا زار آتشناک  
شب فراق تو اسباب عیش آزاریت  
بغیر سیل سرنگے کہ دار آتش آہ

ان ہی زمینوں پر موقوف نہیں ہے، ان کے ویوان میں، ہر جگہ اس صنف کا استعمال نہایت کثرت کے ساتھ، نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ، اوزر نہایت صفائی اور خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے بعض لطیف و بلیغ تشبیہیں جو عام شعر کے ہاں کمتر دیکھنے میں آتی ہیں مثلاً 'دبج و بل کی جاتی ہیں جن سے شاعر کی قوت مدد کہ کی رسائی اور امیاجنشن کی لمبیدر دازی کا ثبوت ملے گا۔ مثلاً

اسے دل زاز چوں جس بقعاں ہم آواز کردہ مارا

جس گھنٹا۔ اس کا وجود کچھ ہی آواز ہے۔ در محض لوہے کا کڑا جس نہیں ہو سکتا۔ شاعر کہتا ہے کہ مجھ میں اس دل خانہ خراب کی وجہ سے کچھ باتیں نہیں رہا ہے۔ فریاد و نغاں کی وجہ سے صرف آواز ہی آواز آتی ہے۔ اگر آواز نہیں تو کچھ کہہ بھی نہیں۔ مثال کیلئے جس کو دیکھو کہ اسکی کائنات جو کچھ ہے محض آواز سے ہے ورنہ وہ لاشی محض ہے۔ دل کی طرف خطاب کرنے سے ایک خاص لطف پیدا ہو گیا ہے اور جس کیساتھ تشبیہ نام حال ہو گئی ہے اور یہ بھی مترشح ہے کہ فریاد و نغاں جو کچھ نکلتی ہے دل سے نکلی ہے۔

مرحبا حسن بے نقاب ازل پردہ راز کردہ مارا

ایک نہایت وسیع مضمون کو چند مختصر الفاظ میں سمیٹا گیا ہے اور اس خوبی سے کہ شعر میں اس کی تشریح خالی از وقت نہیں۔ عارفانہ شعر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا و مافیہا ذات باری کے لئے حاجب ذات بھی ہے اور کاشف ذات بھی۔ یہ عالم گویا ایک پردہ ہے کہ اگر اسکو اٹھ دیا جائے تو تجلیات الہی کا تماشا نظر آنے لگتا ہے اور اگر نہ لے لے تو کچھ نہیں۔ ذات باری و حقیقت مراتب خفا و ظہور سے برتر و بالاتر ہے جو کچھ کشف و حجاب ہے وہ ہمارے اعتبار سے ہے۔ شاعر نے مد حسن بے نقاب، "اور پردہ راز" صرف



غبار را بنود اس قدر رسائی با \_\_\_\_\_ نگاہ قیاس بدن بال محل افتاد دست  
گفتگو سے واعظ بیہودہ شہو زینہار \_\_\_\_\_ عالی را می فریبدا ز صد اگوسالہ  
رہے جو گوہرست مرا با گرہ بستن \_\_\_\_\_ ہستی من چو اشک بود ناگرہ بستن  
زابد ملات بیش کہ چوں گنبد فلک \_\_\_\_\_ عمامہ تراست ہمہ عذر و در بغل

اس شعر کے قافیہ درود لیت قابل ملاحظہ ہیں۔ اس زمین ایسا شعر نکالنا بچہ شوق شاعری کا کام ہے  
مگر دغذریں گنبد فلک کے ساتھ عمامہ زابد کی تشبیہ نہایت پر لطف واقع ہوئی ہے۔ ملات کا لفظ ظاہر کرتا ہے  
کہ گنبد کی طرح صرف صدابی صدا آتی ہے ورنہ حقیقت و واقعیت سے زابدان ریاکار کو کوئی سروکار نہیں۔  
بغل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زابد اپنے مکر و دغذ کو عمامہ کی تہ میں چھپائے ہوئے ہے۔

بہجو آئندہ تصویر کہ برودشس ہزند \_\_\_\_\_ شد زبائے دگر ایں صورت رفتار مرا

تشبیہ و امتعارہ کی ایک اور قسم ہے جس کا نام طلمائے بلاغت نے قلیل رکھا ہے۔ یہ مقدمین کے  
ہاں یہ صنف اگرچہ خیال خال نظر آتی ہے؛ لیکن شاخیں نے سکو سچہ درواج دیا اور ہر اس ایک طلمو  
صنف قرار دی اس صنف کا خاتمہ صاحب اور شہی کشمیری پر سمجھا جاتا ہے۔ دور اخیر میں جس قدر شعرا  
گذرے ہیں انھوں نے کم بیش اس صنف میں کچھ نہ کچھ ضرور کہا ہے ویوان رونق میں اس صنف کے  
اشعار کثرت سے نظر آئے۔ چند منتخب اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جس سے اس طرز میں ان کے زور  
طبیعت کا اندازہ ہو سکے گا۔

با آتیش نفس نتواں ہزباں شدن	کہ سیکند ہ تجلی خود ماہ در سحر
اکسیر اعظم ست برنگ سپید صبح	بنگہ ز شب زیاد شود باہ در سحر
رنگ و بوئے دگر سے میدہد توفیق	شہرہ شد گل ہمیں بخت چوشت از خویش
گر یہ چون آید ترا از ناکہ با پرہیز کن	میتو د ضبط نفس جو احص را برہر و لاپ
ہر کہ پاس آبر و دار دنیا ہمیزد بخت	عرق کردی دست ایزں باعث مگر گوہر دوز
بود قطع علائق عشرت افزائے دل سالک	ہی گشتن ز رے شد باعث خندیدن مینا
ہست از چارہ گدسی دوری رحمت مضم	منع فیض ست از بردہ بارانی را
بینی ہمیشہ بیخ زہر و درگان خویش	دل چاک مینو در جفا کز خندنگ رنگ
ریخ می باشد نصیب مردم صاحب خیال	پختگی با و تصف یا مالی نماید و اندہ را
وضع تعلیم از جا و آموزد سخن عیش و اداں	چوں سرش در زریں یاد کند بادام قص

بادام کا قافیہ اس زمین میں اس سے بہتر کیا باندھا جاسکتا ہے۔ بادام جامد اسلئے ہے کہ سدا کھنے کے بعد  
اس میں قوت ناپید ہوتی نہیں بہتر مطلب یہ ہے کہ خوشے سلیم جامد سے سیکھو اور سختی و تکلیف کو عیش و آرام سمجھو جیسا  
بادام جبکہ اس کا سر خچر سے کھلا جاتا ہے تو مارے خوشی کے رقص کرنے لگتا ہے۔ بادام پھوڑنے کے وقت  
بوجہ سخت اور صاف ہونے کے اڑتا اور تڑپ کر نکل جاتا ہے۔ اس کو شاعر نے رقص مسرت سے تعبیر کیا ہے۔  
مخاورہ گوئی | چونکہ ایک مدت تک اپنی زبان کی صحبت اٹھایا چکے تھے، اور روزمرہ اور محاورہ

کی تحقیق و تفحص میں عمر صرف کر چکے تھے۔ اسلئے جا بجا محاورہ کی چاشنی اور خوبی ادا اور لطف زبان کا چٹخارہ کلام کو نہایت با مزہ بنا دیتا ہے اسکی کچھ مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

حرنے اردست خویش کن قلمے  
نہیست جمعیت از تر با نیہا  
یار بآں ماریہ را چه قدر باشد زہر  
دست از زلف نہ برویم کہ از کار افتاد  
مصرغ تانی میں بالکل واقعہ کی تصویر کھینچ دی ہے۔

جو دید زیرش انگم بدامن گلشن  
سحاب را عرق جھلنش در آب گرفت  
نگز سینہ دلم بردوز و غنڈہ او  
کہ طفل اشک بد نبال او ستاب گرفت  
گفتمش از شورش مستان داغ غمہ و  
عشوہ در کار برد و پند بر معنی گذاشت  
ز اہدائسردہ را یکہ تو اں بر دوز خویش  
آن نگار ناز نہیں را محفل آرا کہ دنی ست  
دوش سوئے چمنے میتو گزارم افتاد  
خندہ زد گل باد اینکہ شرارم امتداد  
وہوش سانی و ہم از دست دامن فراق  
بعد ازین دست من و چاک گریباں فرما

یہ طرز بیان ہندی شاعر کے کلام میں کتر پایا جائیگا۔ اس اسٹائل کو وہی شخص استعمال کر سکتا ہے جس نے اہل زبان کے تتبع و تقلید میں عمر گذاری۔

سیرگیزد از دغش برق دوشاد و شوق

از پے کار سے اگر گہروں رو داز خانہ ما  
وقوع گوئی چونکہ وہ تشبیہات کو کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور صفائی زبان و سادگی بیان کا خاص خیال رکھتے ہیں اسلئے اس کا لازمی نتیجہ ہونا چاہئے تھا کہ انکی طبیعت وقوع گوئی

کی طرف زیاد مائل ہوتی غزل میں کسی مسلسل مضمون کو، بہت کم شعرا نے نظم کیا ہے مگر رونق آئی کسی غزل میں جس میں شروع سے اخیر تک ایک ہی مضمون نظم کیا گیا ہے۔ ویوان میں ایک غزل ہے 'آغوش خلق، ادوش خلق'، اس تمام غزل میں، باد و باران کی کثرت اور لوگوں کی پریشانی کا فوٹو اتارا ہے۔ نواب غلام غوث خان انظم کی تسمیہ خوانی کی تقریب میں جو قصیدہ کہا ہے اس میں شروع سے لیکر اخیر تک حالات جشن کا نقشہ کھینچا ہے، متعلقین کو جوڑوں کا تقسیم ہونا، تباہوں کا ٹبنا، رنگبازی کی کیفیت، آتش بازی کا منظر، رزمی کی جگہ گاہٹ، دعوتوں کی دھوم دھام، عطر، پان اور بھودوں کی بہتات اور پھر طوائف کے ناچ رنگ کا دل فریب دلربا نظارہ نہایت وضاحت و فصاحت کے ساتھ تصیدہ میں بیان کیا ہے اور کہیں شاعری کے سررشتہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ انکی غزلیات میں بھی ایسے بہت سے شعر نظر آتے ہیں جن میں معاملہ اور واقعہ کو نظم کیا گیا ہے بعض ممتاز اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

بشکہ گردید جہاں ہمیں شیشہ و حجام  
انتظار تہ چہ قدر نحوں بدل مامی کرد  
بمخفل تو گرم رہ نہ شد ملائے نیرت  
زد در بنیم و باشم بر آستان محفوظ  
دیگراں را کام فرداد ادا مرد از کم  
عرض امر دامن بیتاب بر فردا گذشت  
بے دماغانہ چوراہش گمبہرم  
گویدم دور کہ کار سے دارم



اشارہ ہے کہ جس بات کی چٹک انسان کے دل میں ہو، اس کے حاصل کرنے کے لئے وہ کبھی ٹیلا نہیں بیٹھ سکتا۔ نفع ہو یا ضرر اس کے لئے وہ ہاتھ پیر مارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہر وقت اس سے لو لگا رکھنا ہے کبھی بیکار نہیں رہتا۔

الف صیادمی آرد مر اور دام او بار ہا ہر خید از اغماض بند از پاکیزت  
 اس شعر میں محبت و الفت کی وہ کیفیت بیان کی گئی ہے جس میں مصیبت و تکلیف آرام و راحت سے بدلتی ہے اور محبوب کے جو رجوع میں بھی فرما لئے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر محبوب ظلم و ستم سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے تو اچھا نہیں معلوم ہوتا، اور اگر وہ دام عشق سے رہا کرنا چاہتا ہے تو رہا نہیں ہوا جاتا۔ اگرچہ یہ انوکھا مفہوم نہیں ہے۔ مختلف شعرا نے اس مفہوم کو مختلف پیراؤں سے باندھا ہے۔ چنانچہ فرزا غالب فرماتے ہیں:۔  
 واحسرتا کہ یار نے پھینچا ستم سے ہاتھ، ہلکو حریف لذت آزار دیکھ کر۔ اور نظیری کہتا ہے:۔ نالہ از ہر بان  
 نحمد مرغ اسیر، جو خوردانوس زمانے کہ گرفتار نبود۔ لیکن رونق تو بھی اس مضمون میں کچھ کم داد بلاغت نہیں تھی  
 اگرچہ تینوں شعرا نے فرزا غالب کے لحاظ سے بہت کچھ اختلاف رکھے ہیں لیکن ان میں معناتی قدر مشترک بھی ہے  
 لہذا ن دچہ وار نہ ہو سکتا ہے۔ بیرون میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ عشق کے جو رجوع سے لذت و راحت ملتی ہے لیکن  
 غالب نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ عشق نے مجھ کو آزار سے لطف اٹھانا ہوا اور اس پر حریف دیکھا ستم سے  
 ہاتھ کھینچ لیا۔ یہ اضافہ نظیری اور رونق کے پاس نہیں ہے۔ لیکن اگر محض "لذت آزار" کے مضمون کو  
 دیکھا جائے تو نظیری اور رونق نے اس عنوان کو غالب سے بڑھ کر کھینچ لیا ہے۔ یہاں یہ بیان کیا ہے۔  
 رونق اور نظیری کے شعر معنات بہت قریب واقع ہوئے ہیں صرف تخیل اور طرز بیان کا اختلاف ہے۔ نظیری  
 کے شعر میں شاعر نے تخیل کا روزیادہ ہے یعنی مرغ کے نالہ کرنے سے شاعر یہ استنباط کرتا ہے کہ وہ رہائی کے لئے  
 نالہ نہیں کرتا بلکہ اس زمانہ پر افسوس کم رہا ہے جب کہ وہ گرفتار نہیں تھا۔ اگر نظیری نے ایک نالہ تھا نہ کیفیت کو  
 پیش کیا ہے۔ یہاں یہ ظاہر کیا ہے لیکن پیشیت واقعت کے نسبت زیادہ تخیل پر مبنی ہے کیونکہ اس کے نالہ کو اس  
 زمانہ کے افسوس پر محمول کرنا جبکہ وہ گرفتار نہیں تھا محض شاعرانہ تخیل ہے جس کا کوئی وجود نہیں۔  
 برخلاف اس کے رونق کی پیشیت واقع کے بالکل مطابق ہے۔ جانور کو جب صیاد کے ساتھ الفت ہو جاتی  
 ہے اور وہ ہل جاتا ہے تو باوجود رہا کرنے کے نہیں جاتا۔ اغماض کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ زیادہ سے محض  
 آزمائش کے لئے پاؤں کے بند کھوٹے تھے کہ دیکھنے آیا یہ جاتا بھی ہے یا نہیں۔ درحقیقت اس کا دل بھی نہیں جانتا  
 تھا کہ بانٹکیہ رہا کرے۔ ہاں یہ ہمہ نظیری کے شعر میں ایک خاص وجدانی کیفیت ہے جس کا ادراک دونوں سلیم  
 رہے ہوتے ہیں لیکن رونق کا شعر بھی اپنی طرز میں لاجواب ہے۔ اسی مضمون میں ان کے دو ایک شعر اور بھی ہیں  
 مثلاً صیاد ووش الفت کہ آرد می گم، سر رہا ہے اور وہ فریادی گم، لذت دام گرفتاری ووش گرفت  
 جانب دست کشد الفت صیاد ورا۔

اگر دوست غصہ اور نفی کی باتیں کرتا ہے مگر وہ اصل اسکی شکل ایک خفی محبت و الفت کو ظاہر کرتی ہے  
 اور بعض وقت اس کے برعکس وہ بالکل سادگی اور صلح کے ساتھ پیش آتا ہے لیکن درحقیقت اسکی صلح و صلح  
 اور اسکی سادگی اس کے عتاب کو آشکار کرتی ہے۔ اس مضمون کو رونق نے مختلف طور سے باندھا ہے

ایک جگہ لکھتے ہیں ۵

دریں پردہ قبر تو بود و لطف نہاں ہو  
 می شناسم بنظر خندہ نہاں ترا  
 یعنی میں ترے غصہ کو جس کے پردہ میں مہربانی چھپی ہوئی ہے اس طرح پہچانتا ہوں کہ گویا میں تری  
 نگاہوں سے تری پوشیدہ مہنسی خوشی کو دیکھ رہا ہوں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں ۶

نگاہیں زکام و آموخت دل ستانی را  
 کہ بر عتاب کمند خندہ نہانی را  
 اس شعر کا مضمون شعر مابقی کے بالکل برعکس ہے اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ معشوق کی نہاں مہنسی جو عتاب  
 پر مبنی ہو ایک ادائے دل فریب رکھتی ہے۔ اسی مضمون کے چند شعرا اور بھی ہیں جو معنا و لفظاً نہایت لطیف ہیں اگلے  
 ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

پیش طفل شوخی عرض عالم کردنی دارد  
 کہ بر لب خندہ را دستنام سازد ناز نہاںش  
 مشور یا س رونق این قدر بریدل تشماد  
 کہ مضمون تسلی با ست نہاں در بہر ایمانش  
 اگر چه جو عتاب ست باز چنانش  
 پیام صلح نمیدنگاہ نہ ہانش  
 بردر ش شد مقام از ضعفم  
 دانا یا دانا تو ایچھا پو

عشاق اپنے اُن نقصانات کو جو کوسل الی مطلوب ہوں گو وہ کیسے ہی صفت رساں کیوں نہ ہوں بڑی خوشی سے  
 برداشت کرتے ہیں اور ان کو اپنے لئے نہایت مفید سمجھتے ہیں۔ اس مضمون کو فرار و اِغْناء بھی بڑے باکلیں  
 سے ادا کیا ہے۔ نظر آتا ہوں نہ اس نازم سے اُٹھ سکتا ہوں، نا تو انی سے بڑے کام لئے جاتے ہیں مگر وقت  
 کا شعر زیادہ نیچرل ہے۔ کیونکہ نا تو انی کو کیسی ہی ہونظر نہ آنے کو لازم نہیں برخلاف اس کے ضعف کی وجہ سے انسان  
 چل نہیں سکتا۔ جہاں ہوتا ہے وہیں بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اِغْناء کے شعر میں نا تو انی سے وہ نا تو انی ہر  
 ہے جو لاغری کو لازم ہے۔ جیسا کہ خلف کہتے ہیں۔ نا تو انی نے سچائی جان میری جبر میں، کو کوئے کوئے ڈھونڈتی  
 پھرتی تضاحتی میں نہ تھا۔ یا ایک فارسی شاعر نے کہا ہے۔ تم از ضعف چنان شد کہ اجل حرت و نیافت ہو  
 ناز بر جنبہ نشان داد کہ دیر بہرین ست، و فیدہ ما فیدہ

دست در گردن خود یکا تم از جوشش شوق  
 چہ قدر با ست نگو حسرت حمد و شہا

یعنی مجھے جھوٹی کی حسرت اس قدر ہے کہ اپنے ہاتھ کو مار سے شوق و آرزو کے اپنی گردن میں ڈالتا ہوں اور  
 اس طرح ایک گونہ اپنے دل کو تسلی دے لیتا ہوں۔ حمد و شوق کی حسرت اس سے بہتر یہ ایم میں نہیں بیان کی جا سکتی۔  
 مضمون شعر بالکل واقفیت پر مبنی بہ شدت شوق و آرزو کی حالت میں اکثر انسان سے ایسا ہوتا ہے۔ غالباً مضمون  
 سعدی کے اس شعر سے ماخوذ ہو گا۔ گہ بود دلہنخواہ پیش ہو دست تو ان کہ و آغوش خویش ز لبت انکی غزلیا  
 سے چند شعر انہما ہر قسم کے مضامین کے درج کئے جاتے ہیں جس سے ان کی غزل کا انداز معلوم ہو گا۔

عاشقانہ کو جو صلہ و طاقت گفتار و دماغی  
 گہر بر لطف و کرم اسے و شکر آبی  
 تا نظر انگندہ سوے کے  
 خوشش می آید مرار و سہ کے  
 دستے شد بہر خور سندانم  
 بعد رخ ست شامانی ہا  
 رخ آہ و در نظر آید سندانم  
 بسا کی حسبتہ قدر از توہ کار می آید

عاشقانہ  
 عاشقانہ  
 بچہ  
 عاشقانہ



صبا بار دگر رہبر شوئی گزنا سر کوشش  
 ندانم تاجہ باشد مدعاے اتفاقات او  
 دل آشفقہ خود را نایم نذر گیسو کوشش  
 کہ دار و باسماں میل یارب زلف بند  
 اس شعر کے نوزوں کرتے وقت رونق کی جو مراد ہوگی وہ تو ظاہر ہے لیکن ہندوستان کو پیش  
 انقلاب نے اس شعر کو مسلمانوں کے موجودہ خیالات کے مطابق کر دیا ہے جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کو  
 میل ملاپ کو تنگ کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور اتحاد و اتفاق کی طرف انکی پیش قدمی کو بدغرضی پر محمول کرتے  
 ہیں یہ شعر ان کے خیالات کی بھرپور تصویر ہے۔

بزم بے تو ز صہبائے خوشگوار چہ خط  
 اس زمین میں غالب کا مطلع بھی نہایت پر لطف اور بلند واقعہ جو ہے سہ  
 مرا کہ باوہ ہدام ز روزگار چہ خط  
 ترا کہ بہت دنیا شامی از بہار چہ خط  
 کجا وصل میسر شود چہیں راحت  
 تو اول از ہنہ جام شراب را در کش  
 شبنم فراق تو بردم در انتظار چہ خط  
 بزم باد و چوسا تی ست ہوشیار چہ خط  
 اسی مضمون کے قریب ان کا ایک اور شعر ہے  
 سو بدوش و صراحی بکف پیالہ بدست پو نہار  
 شکر کرسا تی بننگ و عار ناماند۔

باد میں از دم سہر دل پر روانہ ہا  
 شوق کامل را بنا شد ہیچ حائل و ریمان  
 خوش بہار سے روز نظر دار و گل بنجار شمع  
 مانع پر وانہ کے گرد و نگر دیوار شمع  
 در شب ہجرت چہ گویم ماجرائے دورا  
 سطرے از حال دل ارم بود و ماہ شمع  
 ز جہیں رماں احوال باطن روئیں ست  
 وانہ دل گرد و عیساں از دیدن خسار  
 از پیر پر وانہ باشد گرمی بازار شمع  
 نیست قدر سے خبر ویاں را بغیر ز غارت  
 می آید آں آشوب جاں از بہر تزل عاقل  
 مستانہ خرامی جو بھن چین آئی پو  
 کے دست و ہدایتکہ در آغوش من کی  
 رونق بخیالت ہمہ شب دیدہ نہ بند  
 شوخی من نسیم بزلف نکار من  
 گر جہن ست بدنیا شرم باغ و داد  
 بچہ امید کسے مہر و فامی سازد

**تصوف و اخلاق** | فارسی شاعری میں غزل کا ایک بہت بڑا حصہ تصوف و اخلاق کے لئے مخصوص ہے کوئی فارسی گو شاعر ایسا نہیں نکلیگا جس نے غزل کو محض عاشقانہ مضامین سے مخصوص کیا ہو چونکہ رونق نے صائب کی طرز میں بیسے شعر کہے ہیں اسلئے ان کے کلام میں اخلاقی شاعری کا عنصر متحدہ یہ موجود ہے۔ صائب کی طرز کے اشعار اور پر نقل کئے جا چکے ہیں یہاں ان منتخب اشعار کو نقل کیا جاتا ہے جو اس طرز کے الگ ہیں۔  
 در بلغ این جہاں بچہ دل خوش کند کسے  
 گل ہیچ، غنچہ ہیچ خزاں و بہار ہیچ

عاشقانہ  
 گل ہیچ  
 غنچہ ہیچ  
 خزاں و بہار ہیچ

نہایت پرکشش اور دلکش

از رنگ عیشے بد بزم نیت کہ طفل  
از رخ غیر دیدہ می پوشد  
مہفت کشور بگفت آدر ووندید ہر  
یک شکرک نیت در باغ جہاں بیدار  
و اطفالک رخ کرد و بخت جو قناعت گیری  
لقوف ز بار دام حبہ گویم نمی توان گفتن

دست حسرت گزیدہ می آید  
میر کہ ر و سے گو دیدہ می آید  
کاش اسکندر رومی بد سے جامی کرد  
یا رمحو آئینہ طوطی گرفت از نفس  
آنچہ آنکوں بنگاہ تور سد نوش موس  
گراں چو کوہ بود گر چہ بہت یک پل توفن

اس زمیں میں اور بھی بہت سے لوگوں نے غزلیں کہی ہیں مگر یہ قافیہ ان ہی کے حصہ میں آیا ہے، اور ردیف کے ساتھ ایسا دست و گریبان ہے کہ دوسرے مضمون کی گنجائش نہیں ہے۔ پل مخفف پول یعنی ٹوکڑی جلوہ گاہ آن پری در کعبہ و بتخانہ نیت  
قافیہ اور ردیف کی سنگلاخی کو ملاحظہ فرمایا جائے اور پھر مضمون کی برجستگی اور طرز اور پر خور کیا جائے۔ اکثر شعرا نے لکھا ہے کہ کعبہ و بتخانہ در حقیقت دونوں ایک ہی چیز ہیں صرف ظاہری اختلاف ہے چنانچہ حافظ فرماتے ہیں:۔ جس مرغ بتخانہ رشع خانقاہ کی ست پر اگر چہ دیدہ و آند دلے گاہ کی ست پر غری کہتا ہے ہرگز نہ کہ کعبہ و بتخانہ خوشترست، ہر جا کہ بہت جلوہ جانا نہ خوشترست، ہر ایک اور شاعر کہتا ہے:۔ مقصود سن از کعبہ و بتخانہ توئی پر ورنہ من ازیں ہر دو مقام آزادم۔ مگر رونق نے ان سب سے الگ اہ اختیار کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کعبہ و بتخانہ کا نام ہی نہ لو۔ اس کلم کے معین و تخصیص سے شاید مطلوب کے چہرہ پر حجاب پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسکی جلوہ گری کو نہ کعبہ سے علاقہ ہے نہ بتخانہ سے ایسی شکل زمینوں میں ایسے شعر بہت کم ملتے ہیں۔

گزر دل دور کنم و درت خاری را	شکل میں ست کہ ہمیں شود دشمن من
ملوشد از محیط ازاں خانہ حباب	چو دل تہی ز غیر شود جلوہ گاہ اوست
دو عالم فرد باطل بود شب جائیکہ من بودم	نمی آئید وہم ہستیم در جلوہ گاہ او
تا شاگاہ اول بود شب جائیکہ من بودم	مگر دو من جاناں جلوہ گاہ در عرصہ اسکان

اور اس کو

کلام میں سوز و گداز چو نکہ رونق کا یہ کلام جیسا کہ ہم او پر بیان کر آئے ہیں۔ نوجوانی کا ہے جو بالکل بے فیکری کا زمانہ تھا اور تاج الامرا ماجد کی صحبت میں بڑے عیش و آرام سے گزرتی تھی اس لئے اس میں سوز و گداز نہ نظر نہیں آتا۔ دراصل شاعری جذبات کے اظہار کا نام ہے جو لوگ نظری شاعر ہوتے ہیں جب تک کوئی کیفیت ان کے دل پر نہیں گزرتی، جب تک ان کا دل کسی چیز پر متاثر نہیں ہوتا، وہ اس کو بیان بھی نہیں کر سکتے جو شاعر جن حالت میں رہے ہیں، ان کے کلام میں اسکی جہلک ضرور نظر آتی ہے ایک ایسا شخص جسکی عمر عیش و آرام میں گزری ہو، رخ و خم کی تصویر اگر کھینچی جائے تو یقیناً اسکو نا کامی ہوگی۔ کیونکہ طبیعت میں جب آمد ہی نہ ہو تو آدر سے کسی خاک لطف نہ آسکتا ہے۔ شاید رونق کے پیمان عمر کا کلام ایسا نہ ہو۔ سیلاب غم اور گروہ غم انکی جو دو تھوکیا

ہیں انکی ہیت و اوصاف نے کھلے کہ نہایت پرسوز کھی ہیں۔ چونکہ یہ دونوں تنوایاں ولی دوستوں کے مرتبہ میں لکھی گئی ہیں اس لئے ان میں سوز و گداز جو کوئی عجب نہیں۔ زمانہ کی ناقدری۔ فلک کی نکالیت، فراق و ہجر، دیوانگی، بیقراری اور گریہ و زاری کے مضامین، دیوان میں اکثر جگہ پائے جاتے ہیں، مگر ان میں زار زامی اور درد و اندوہ کی وہ حقیقی کیفیت اور برج و الم کی وہ اہلی تصویر نہیں ہے جس کو دیگر انسان دل پکڑ کر رہ جائے اور سننے والا طبیحاً تھام کر بیٹھ جائے۔ لیکن اس سے شاعر کے کلام میں کسی قسم کا نقص عاید نہیں ہو سکتا۔ حافظ کی شاعری میں کس کو کلام سے مگر ان کے دیوان میں مشکل ایک آدھ شرح بھی ایسا نکلے گا جس سے سوز و گداز کی بو آتی ہو؛ ذوق کو آج کون استاد نہیں مانتا مگر انکا کلام درد و غم کے اثر سے بالکل خالی ہے۔

### ہندی الفاظ کا استعمال

رونق کے کلام میں کسی ایسے الفاظ یاے جاتے ہیں جو ہندی ہیں اور بعض ایسے مضامین بھی انھوں نے نظم کئے ہیں جو ہندوستان سے خصوصیت رکھتے ہیں۔ یہ امر عام طور پر بھارسے یہاں کے شعر کے بالکل برخلاف ہے۔ خال خال ایسے ہندی شعرا نظر آئیں گے جنھوں نے اپنے ملکی خصوصیات، رسم و رواج اور تمدن و معاشرت کو مدنظر رکھ کر شعر کہا جو دیگر عام طور پر بھارسے شعر اہتے تو ہیں ہندوستان میں لکھتے ہیں ایران و توران کی۔ بنا سبت تمام چمرونق کے ان اشعار کو ذیل میں قلمبند کرتے ہیں۔

بدست تو گل زخم آرزوست رونق را  
بگردن تو جو پاسے حاصل افتادست  
بہزار خلعت زریں و جامہ و بیبا؛  
بصبح و شام بدوش کبیا رہا باشد  
میانہ کی سواری کی طرف تلخ ہے چونیت اہل و عیال دریں عالم کو جوازہ ساں کچھ صورت بدوش می آید  
یعنی اہل و عیال مردہ دل ہیں ایسے میانہ میں جوازہ کی طرح کندھوں پر لدے ہوئے آتے ہیں۔  
زنگ گوہر اشک روانے  
برائے زریور او مالہ دارم  
ہندوستان کی ہولی اور تقاریب نشاط کی رنگ انشائی کو اس شعر میں یوں نظم کر دی ہیں۔  
رنگ نشاط یہ ختم آمد نگار من؛  
دارم بدست خود ز بر ایو نثار رنگ  
ہندوستان میں رسم ہے کہ جلوہ کے وقت تفارل نیک کے طور پر، دو لہن کا منہ دکھانے سے پیشرو لے کو قرآن کھو لکر دکھاتے ہیں۔ اس سے یہ شاعرانہ مضمون پیدا کرتے ہیں۔  
دارمید جلوہ رویش ز سیل کہ یہ ام  
مصحف نعت دل از بہر شکون آید بروں  
فطرت پرستی معلوم ہوتا ہے کہ رونق کی طبیعت نظر تانچہ پرست واقع ہوتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے اس زمانہ میں جبکہ خیال ہندی کا پرچا اور خیال پرستوں کا دور دورہ تھا۔ انکی طرز اختیار نہیں کی اور صفائی زبان اور طرز ادب کے بے تکلفی اور سادگی کو پسند کیا اس میں شک نہیں کہ وہ زمانہ کے اثر سے نہیں بچ سکے اور ان کے کلام میں بھی وہ عامتہ الورد و نقایص نظر آتے ہیں جن سے کسی ایشیائی شاعر کا کلام خالی نہیں۔ لیکن مبالغہ، غلو، اغراق، تخیل محض، اور لفظی ظلم جس کو معنی سے کوئی سرکار نہیں اور جواں ناز میں سرمایہ نازش سمجھا جاتا تھا۔ ان کے یہاں بہت کم ہے۔

چونکہ مدراس ایک زمانہ تک ان کا وطن رہا تھا، اور وہاں کے دریا کا دلچسپ و دل فریب منظر یہ نظر تھا، اس لئے دیوان میں بہت سے ایسے شعر نظر آتے ہیں جن کے مضامین کا استخراج دریا سے کیا گیا ہے؛ کسی ایسی تشبیہیں استعمال کی گئی ہیں جنکا ماخذ دریا ہے؛ کئی ایسے شعر ملتے ہیں جن سے دریا کی خصوصیات اور نیچرل کیفیات کا پتہ لگتا ہے۔ یہ ایک بین ثبوت ہے ان کے وقوع کو؛ نظرت پرست، اور نیچرل شاعر ہونے کا، اگر وہ اس زمانہ میں ہوتے تو ان کی شاعری بعینہ میتاظر قدرت، اور حقائق و واقعات کی تصویر اور ان کا دیوان سراسر نیچرل مضامین کا مخزن ہوتا۔ ہم اس قسم کے چند اشعار ذیل میں التقاط کر کے لکھتے ہیں۔

۱) دریا کے شور و غوغا کو وہ اپنی غزل کے ایک شعر میں اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔  
فلک از شور دریا نپہ در گوش خود اندازد بہنگا میکہ آریل آب دیدہ در جوش

۲) دریا کی موجوں سے ایک شاعر نے مضمون کا استنباط۔  
میزند از موج چا بز خوشتن غنجد محیط

۳) شاعر نے خیال۔  
وسعت دلہا و روشن دیدت یاد کردند

۴) ساحل دریا سے ایک لطیف تمثیل کا استخراج۔  
بہر بھر چو رفت آن نگار ز ریزش پوش  
ز عکس او شد ہر رنگ زعفران گوہر

۵) ساحل دریا سے ایک لطیف تمثیل کا استخراج۔  
کرفت بہر تائے آب دریا را  
ز عشق دیدن او سر بساغل افتادہ ست

۶) معشوق کے لباس کا عکس دریا میں۔  
گر گاہ مست او بر ساحل دریا رفت  
پرزے گرد و صد نہا جل چو سناغ در آت

۷) بغیر مینوں کے دریا کی سیر کا لطف آ نہیں سکتا۔  
زعفرانی پوشش من گر جانب دریا رو  
میشود کیسہ حیا بش چوں گل صفر و آب

۸) سیر دریا نتواں کر دکہ بے ماہ رنے  
موجہ آب رواں کام بہنگست اینجا

**اخیر خصوصیت** | اب ہم دیوان رونق کی اخیر خصوصیت بیان کرتے ہیں جس سے شاید اور دو اولیٰ خالی ہوں۔ اکثر شعر کے ظلام میں دیکھا گیا ہے کہ ان کو ایک خاص مضمون اور ایک خاص عنوان پسند آجاتا ہے جس کو بغیر عہدہ کردہ اپنے کلام میں مختلف اسالیب اور مختلف پیرایوں سے باندھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے میں زندے و دبلبل، کے متعلق اسی قسم کے اکثر شعر کہے ہیں۔ اسی طرح رونق نے بھی اپنے دیوان میں شعر کے متعلق بہت سے شعر کہے ہیں اور اس سے سنی سنی تشبیہیں اور نئے نئے مضامین استخراج کئے ہیں جو اور دو دین میں بہت کم نظر آتے ہیں چونکہ دیوان رونق کی یہ ایک ممتاز خصوصیت ہے اسلئے مناسب ہے کہ ان تمام اشعار کو ایک جگہ جمع کر کے لکھ دیا جائے اور حل طلب اشعار کی تشریح بھی کر دی جائے تاکہ ناظرین کو اندازہ کرنے کا موقع ملے کہ انھوں نے اس لفظ سے کیسی کیسی تشبیہیں استخراج کی ہیں اور کیا ایک مضامین پیدا کئے ہیں۔

باین حیات تنگ مایہ گرم جہلان است  
 فرست یک دم این قدر جولاں  
 از بہتی و عدش بشر آرخندہ نہ تم  
 خندہ ام بر شہرامی آید  
 ان دونوں شعروں کا مضمون واحد ہے مگر ہر ایک میں اس خوبی سے بندھا ہے کہ خیال ہوتا ہے  
 کہ اس سے بہتر چیز ایہ نہیں ہو سکتا۔

شرار آسا دمی فرصت نہ ابرم  
 اس شعر کے متعلق اِدھر لکھا جا چکا ہے یہ شعر تعجب اور برگزیدہ اشعار میں سے ہے۔  
 یہ بے ثباتی اس بزم سے ر لم سوزد  
 تم شہراب خواہم بود شرار غرض  
 شعر کا مطلب یہ ہے کہ اس بزم (یعنی دنیا) کی بے ثباتی پر میرا دل بیٹھا ہے۔ جس جب شراب کی ایک  
 بوند چا متا ہوں تو مجھ کو میری غرض شرار سے ہے۔ کیونکہ قطرہ شراب اسی قدر بے ثبات اور ناپائیدار  
 ہے جیسا کہ شرار۔ شراب کا فراج چونکہ آتشیں ہے اور بوند کی شکل شرار کی ہر شکل ہے، اس لئے اس کی بوند  
 کو شرار سے تشبیہ دی ہے۔

چہ قسمت رست مرازل نگہ رونق  
 یہ شعر معنی اِدھر کے شعر سے بہت قریب واقع ہوا ہے۔  
 برباد شنوئی گم برومی از وطن خویش  
 اندیشہ پیر و از بلائے بشر است

صائب کی طرز کا تمثیل شعری مطلب یہ ہے کہ سفر میں خطر ہے، اس لئے اپنے وطن سے فراق  
 باہر نہ نکالو؛ ورنہ برباد ہو جاؤ گے کیونکہ پرداز کا خیال شرار کے لئے معیبت ہے۔ جب تک وہ پتھر  
 میں (جو بننے لہ اس کے وطن کی ہے) رہتا ہے موجود رہتا ہے۔ جہاں نکلا کہ معدوم ہوا۔ یہ تمثیل  
 جہاں تک ہم خیال کرتے ہیں بالکل سہی ہے شرار سے کسی شاعر نے یہ تمثیل استخراج نہیں کی۔

ز سر و جہری ارباب روزگار رہبرس  
 دردن سنگ زنا پتر آں شرار نماند  
 کاش پیدا می شد سے از بہر دل جا دگر  
 عرصہ ہتی بچو لان شرارم تنگ بود

یعنی دل کی جولانیوں کے لئے یہ دنیا کافی نہیں ہے کسی اور دنیا کی ضرورت ہے وہ شرارم، اس  
 مراد دل ہے۔ دل کو شرار سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ شرار میں بھی دل کی طرح حرکت ہے، بلکہ اس کا جو د  
 اسی وقت تک ہے جب تک کہ حرکت ہے؛ جہاں حرکت ختم ہوتی وہ فنا ہو گیا، یہی حال دل کا ہے جب  
 تک وہ حرکت کرتا رہتا ہے زندگی ہے؛ جب اس کی حرکت موقوف ہوتی تو بس موت ہے۔ غالباً یہ تشبیہ  
 بھی نئی ہے۔

بکار آئی گیتی کجا دے فرصت  
 یعنی دنیا میں کسی شخص کو عیش و نشاط کی فرصت نہیں ہے کیونکہ سامان نشاط شرار کے کندھوں پر  
 آتا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ شرار کی طرح بہت جلد فنا ہو جائے یا یہ کہ دوش شرار پر ہونے  
 وجہ سے جل کر خاک مباحہ بن جائے۔  
 مستاع عیش بدوش شرار می یابد  
 بچوں شرر گرفتہ در آغوش تنگ  
 آمد بقصد عربدہ دیگر چینگ سنگ

زندگی کی بربادی  
 گم فرستی  
 زندگی بربادی

بہت

مترادف

مترادف  
 اور  
 مترادف

مترادف  
 اور  
 مترادف

مترادف

آغوش تنگ اس لئے کہا ہے کہ پھر میں چنگاری بھی ہوئی رہتی ہے۔ جس سے شاعر نے یہ تشبیہ پیدا کی کہ پتھر نے اس کو اپنی بغل میں دبا لیا۔ یہ تشبیہ بھی اتنی کھلی ہے

بساں تیشہ آتش شہر ارگہ یہ کنم  
بر عشق شعلہ رویش زبیکہ لبریزم

یعنی معشوق کے شعلہ رخسار کے عشق میں، چونکہ میں لبریز ہوں اس لئے تیشہ آتش کی طرح میزار و ناسر کے سوا کچھ نہیں۔ مطلب یہ کہ بجائے آنسو کے میری آنکھوں سے چنگاریاں جھڑتی ہیں۔ اس شعر میں صرف ندرت تشبیہ ہے کوئی معنوی لطف نہیں۔ اسی کے قریب قریب، انکا ایک اور شعر ہے، رونق بدل فتادہ آتش کہ دمدم، از اعلباری خزرہ کار شہر کنم

مرد آتش خراج من بد پیکر گلستان ہرگز  
چمن مجہر شگل شعلہ میگد و دستہ شہنم

نہایت لطیف اور بناوٹ تشبیہ پیدا کی ہے۔

اب ہنگی کارم جانے رسد بہر دم  
نہایت بلخ شعر کہا ہے جسکی تشبیح و توفیح کا حقہ الفاظ میں نہیں ہو سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ میر کا موم میں جو گھٹیاں بڑی ہوئی ہیں اس کو سمجھو کہ جان بڑی ہوئی ہے۔ میری زندگی کا سرمایہ شعر اور کتبچہ بند ہے۔ پس اگر اس سرمایہ کی گرہ کھل جائیگی تو موشتہ یقینی ہے۔ شہر کی زندگی اسی وقت تک ہو جب تک وہ پتھر میں بند پڑا ہے، جہاں وہ پتھر سے باہر نکلا، محدود ہوا۔ شاعر کہتا ہے کہ میری زندگی کے تمام سرمایہ اور تمام کاموں کی ہی حالت ہے، جب تک وہ گتھے ہوئے اور بند پڑے ہیں۔ اسی وقت تک موجود ہیں جہاں ان کے الجھاؤ کھل گئے اور ان کے بند کھل گئے تو سمجھ لو کہ وہ نابود ہیں۔ غلغلیانہ اور تصوف ناز شعر ہر حال یہ ہے کہ جو مابین نظائر ہم کو مضر معلوم ہوتی ہیں درحقیقت ان ہی میں ہمارا نفع چھپا ہوا ہے، جن امور سے ہم کو نائدہ کی توقع ہے دراصل وہی ہمارے لئے سنگ راہ ہیں موجودہ حالت جو کچھ ادیبی کچھ ہر اس کو بہتر حالت نہیں ہو سکتی۔

**قصائد** رونق نے قصیدے بہت کچھ تھے مگر وہ یا تو فراہم نہیں کئے گئے یا تلف ہو گئے اگرچہ اس ویوان میں ان کے صرف دو ہی قصیدہ ہیں مگر انکا زور طبیعت جس قدر قصیدوں کے دیکھنے میں ظاہر ہوتا ہے ویسا غزلیات سے نہیں ہوتا۔ انکی غزلیات میں انکراہم شعر نظر آتے ہیں جن میں قصیدہ کی نشا پائی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی طبیعت کو بہ نسبت غزل کے قصیدہ سے زیادہ لگاؤ تھا اور قصیدہ گوئی کی شوق بہت ہی تھی۔

گلزارِ اعظم میں ”گومہر“ کے قصیدہ سے چند اشعار نقل کر کے مصنف نے لکھا ہے: ”باید در دیگر مظر جان اور ہم دریں زمین باو سے سابقہ نمودہ اند“ اور ایک بعد انکی معاصرین خلوص، نامی اور شایق کے جتہ جتہ اشعار نقل کئے ہیں اگرچہ قصیدہ کی مصنف ان کے ہاں اس قدر کم ہے کہ اس کے متعلق زیادہ لکھنے اور بحث کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اگر ہم مصنف مذکور کے رمارک پر نظر ڈالیں تو غرض سے اس قصیدہ کے بعض اشعار کا، ان کے معاصرین کے اشعار کے ساتھ موازنہ کریں تو معلوم

موقع و محل کے لحاظ سے نامناسب نہ ہوگا۔ ذیل میں ہم انھی اشعار کا موازنہ کریں گے جو مضمون اور نغمہ کے لحاظ سے ملے جلتے ہیں؛ اور ہر ایک شعر کی تشریح کرنے کے بعد ہم اپنی رائے بھی اس کے متعلق لکھ کر دینگے جس کا فیصلہ نصف مزاج اور نقاد سخن حضرات کے ہاتھ ہے۔

### خلوص

### رونق

جو آب و تاب سر تکم بہ بیدار شمش  
ز حسرت در زنداں آن گراں گوہر  
بخویش تیغ کشد از صدف نہاں گوہر  
شدہ چچتم صدف اشک سمان نہاں گوہر  
نہاں کا قافیہ نامی اور شایق نے نہیں باندھا۔ رونق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے آنسو کی آب و تاب دیکھ کر موتی اس قدر شرمندہ ہوا کہ صدف سے جو تیش تیغ کے ہے اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ خلوص کہتے ہیں عشوق کے در زنداں کی حسرت سے موتی چچتم صدف میں چھپ گیا۔ حسرت پوشیدہ ہونے کو لازم نہیں ہے۔

### خلوص

### رونق

زیبہ صافی جاناں صدف کند خبر سے  
جو آب بستہ شود در صدف گوہر گوہر  
زنگی و مینش می و بد نشان گوہر  
ز فیض جاری غرلت و بد نشان گوہر  
رونق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ عشوق کے سینہ کی صفائی کی خبر صدف دیتی ہے اور اس کے تنگ دہانی کا نشان گوہر سے ملتا ہے۔ تشبیہ نہایت عمدہ اور نیرل ہے۔ خلوص کہتے ہیں جب بانی صدف میں جم جاتا ہے تو موتی بن جاتا ہے اور موتی غرلت کے فیض جاری کا نشان دیتا ہے۔ پہلے تو رونق کے شعر میں ”کند خبر سے“ اور ”می و بد نشان“ کے تقابل سے جو حسن پیدا ہوا وہ خلوص کے یہاں نہیں دوسرے یہ کہ جاری کا لفظ محض بیکار ہے کیونکہ فیض کے جاری رہنے کا کوئی ثبوت شعر میں نہیں ہے بہر حال یہ قافیہ رونق کے یہاں زیادہ اچھا بندھا ہے۔ غرلت گزینی کے مضمون کو رونق نے بھی نظم کیا ہے جو قابل ملاحظہ ہے۔ مدام اہل ہنر گوشہ گہمی باشند؛ کہ منزوی ہمارے ساتھ جاوایں

### خلوص

### رونق

ز جب مال دل اغنیا شود ناسور  
ز آہ زخند بدل کن وصال گر خواہی  
ز زخند بہر ہیں یافتہ زریاں گوہر  
کہ یافت جا بگلے بستن ازاں گوہر  
ان دونوں شعروں میں زخند کا مضمون باندھا گیا ہے۔ رونق کہتے ہیں کہ مال دولت کی محبت سے مالداروں کے دلوں میں ناسور پڑ جاتا ہے؛ گوہر بھی اسی لئے بندھا گیا ہے۔ جب سوتی بازار میں پکتا ہے تو استھان میں لائے تیلے اس میں سوراخ کیا جاتا ہے؛ اس سے شاعر نے یہ تیش پیدا کی کہ روپیہ سے گوہر کو جو کہ محبت تھی اس لئے اس کو یہ نقصان برداشت کرنا پڑا؛ ورنہ وہ کہوں بندھا جاتا یہی حال مالداروں کا ہے کہ ان کے دلوں میں جب مال کی وجہ سے ناسور پڑے گئے ہیں۔ خلوص کہتے ہیں کہ اگر جھکے شاد مطلوب کے وصال کی خواہش ہے تو آہ سے دل میں زخند کہ کیونکہ اسی وجہ سے موتی نے زمینوں کے گلے کے پاس جگہ پیدا کی ہے۔ شایق نے اس مضمون کو یوں باندھا ہے۔

سفر تے زلف حضرت گوشہ گیران را کہ زخوئے زلف غریبانہ بجان گوہر۔ اس شعر میں سفر کی بھرا بری معلوم ہوتی ہے اس کے سوا سفر کو زلف سے اس قدر نسبت نہیں ہے جس قدر کہ محبت یا آہ کو کیونکہ ان کو شعر از زلف کہن مانا ہے بر خلاف سہرے کے۔

### روضی

### نامی

ز جوہر مال بود زندگی زرد واراں  
بہ پیش صاف دلاں قدر ناتوان باشد  
بقالب صدق آمد برنگ جان گوہر  
کہ حائے رشتہ کند در میان جان گو  
روضی کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ مالداروں کی زندگی زرد و دولت کی محبت سے ہے اسی وجہ سے موتی صدف میں مثل جان کے رہتا ہے۔ صدف کی غالب سے اور موتی کی جان سے نہایت عمدہ ہے۔ اور پھر کناٹا اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ صدف کو موتی سے جان کے برابر محبت ہے نہایت بلج پیرایہ بیان ہے، اور پھر پہلے مصرع میں زندگی کا لفظ بلاغت کی جان ہے۔

نامی کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ جو ناتوان ہوتے ہیں ان کو صاف دل ایسی جان کے اندر جگہ دینے میں جیسا کہ موتی کہ اس نے تاکے کو اپنی جان کے اندر جگہ دی ہے۔ اس شعر کا مضمون غیر واقعی ہے۔ محض شاعرانہ ادب ہے جسکی کوئی حدیت نہیں۔ روضی کے شعر کو لفظاً و معنیاً ہر طرح ترجیح حاصل ہے کمالا یعنی علیٰ من لہ ذوق علیہ۔

### روضی

### نامی

بہر ساندہ ز بانے ز رشتہ می سازد  
ز جوہر بسیران روشن ست نام پدر  
ستایش و درندان او بیان گوہر  
نمودہ یعنی ابر کہم بسباں گوہر  
روضی کہتے ہیں، موتیوں میں جو ناکا پرویا گیا ہے وہ گو یا مشتوق کے دانتوں کی تعریف کرنے کیلئے ایک زبان پیدا کی گئی ہے جو اس کے چھوٹے چھوٹے موتی سے دانتوں کی چمک و مکاں جواری بڑی وغیرہ صفات کی تعریف کر رہی ہے۔ یہ شعر حسن تخیل کا نہایت اعلیٰ نمونہ ہے۔ ایسے لاجواب اور لطیف اور نازک تشابہ شعر کو بہت کم سوچتے ہیں اس بیت کو بیت الغزل اور بیت القصیدہ کہا جائے تو سچا نہ ہوگا۔ گو لفظاً ہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاکے کو زبان سے تشبیہ دی ہے اور اس سے یہ معنی پیدا کئے ہیں کہ وہ زبان حال سے درندان کے وصف میں رطب اللسان ہے لیکن اسکے ساتھ ہی اس میں یہ خوبی بھی ہے کہ موتی جب تاکے میں پروئے جاتے ہیں اسی وقت وہ دانتوں کے شاد ہوتے ہیں؛ دوسرے یہ کہ گو درندان مشتوق کی تعریف خود شاعر کر رہا ہے مگر اس کی اسناد گوہر کی طرف کرتا ہے۔ جس سے مدح میں زور پیدا ہو گیا ہے کیونکہ ہر شخص اپنے محبوب کی تعریف میں مبالغہ اور غلو سے کام لیتا ہے اگر غیر شخص کرے گا تو اسکی تعریف جانب داری اور غلط بیانی کے تشابہ سے سہرا ہوگی۔ چونکہ یہ مضمون کناٹیتہ میں ادا ہوا ہے اس لئے نہایت پر لطف ہو گیا ہے جسکا اور اک ذوق سلیم پر موقوف ہے۔ اسی موقعہ کیلئے کہا گیا ہے الکنایۃ بلع من التصحیح۔ نامی کا شعر اس قافیہ میں اسی قدر پست اور کم وزن ہے جس قدر کہ روضی کا شعر اعلیٰ

ہلے تو نامی کے شعر میں الفاظ کی مناسبت اور موزونیت نہیں ہے۔ پہلے مصرع میں ”پیسران“ کا لفظ استعمال کیا ہے حالانکہ گوہر جس سے تشبیہ دی گئی ہے واحد ہے۔ دوسرے یہ کہ مصرع اولیٰ میں کہتا ہے بیٹوں سے باپ کا نام روشن ہے اور مصرع ثانی میں کہتا ہے موتی نے ہر گوم کے سنے بیان کئے۔ ظاہر ہے کہ دوسرے مصرع میں نام کے روشن کرنے کے لئے کس قدر بھیکے اور کم وزن الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو بالکل اصول بلاغت کے خلاف ہے۔ اسی ضمنوں کو رونق نے بھی نظم کیا ہے۔ بخاندان خلف نامور و بد شرف نے: فرد و منزلت و قدر بجز وہاں گوہر پر مشغول ایک ہی ہے مگر رونق نے کس قدر ترقی دی ہے! ابار و اجاد کے نام کو روشن رکھنا اس قدر قابل تعریف نہیں جس قدر کہ ان کے لئے باعث فخر و نازش ہونا اور اسکی قدر و منزلت کو اپنی ناموسی سے بڑھا دینا۔

### رونق

### نامی

گداز صحبت شمع ہمیشہ وارد عار  
جد افتادہ ز دریا بر اسے آل گوہر  
اگرچہ دونوں کے ہاں تو انکی مختلف ہیں لیکن دو مصرعے کا ضمن اور الفاظ لڑکے ہیں۔ دو لڑکے کے شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ موتی اپنی ہمتی جگہ سے نکل آیا مگر جو مختلف ہیں؛ رونق کہتے ہیں کہ فقیر کو مال؛ اردو کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے اور عار آتی ہے اس لئے گوہر نے دریائے علیحدگی اختیار کی۔ نامی کہتے ہیں اہل ہنر غربت آشنا ہوتے ہیں اسی لئے موتی دریا کو چھوڑ کر باہر آ گیا۔ نامی کا شعر واقع کے زیادہ مطابق ہے کیونکہ موتی کا گدا ہونا ایک غیر معروف بات ہے؛ برخلاف اہل ہنر جو کہ وہ ظاہر و واضح ہے۔

### رونق

### نامی

ژا بر و نہ پندم بخوش ننگ سوال  
بغور میں کہ تفضل بردہاں گوہر  
رونق کہتے ہیں کہ باس آبرو کے خیال سے میں سوال نہیں کرنا چاہتا۔ دیکھو اسی وجہ سے گوہر نے اپنے ہنر پر تفضل لگا یا ہے۔ چونکہ دریائے کائنات کے بعد موتی میں سوراخ نہیں ہوتا، اس لئے شاعر نے ”تفضل بردہاں“ کی تخیل پیدا کی۔ آبرو کا لفظ گوہر کے لحاظ سے بہت مناسب واقع ہوا ہے اور تفضل میں اور گوہر میں ایک گونہ مشابہت بھی ہے۔ نامی کہتے ہیں روشن موتی کو جب سانپ نے معشوق کے گیسوؤں میں پرویا ہوا دیکھا تو ہرہ کو بجائے گوہر کے اپنے منہ میں رکھ لیا۔ اس میں تشابہ نہیں کہ نامی نے بہت عمدہ تشبیہ پیدا کی ہے۔ لیکن شجاک و نقالی کی صفت سانپ میں نہیں ہے اس لئے اگر یوں کہا جاتا کہ معشوق کے بالوں میں موتی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا سانپ کے منہ میں ہرہ تو زیادہ مناسب ہوتا؛ یا یوں کہا جائے: سان لولولا لایا بر تبار گیسویش: پو زجرہ مار نہاں کر دور دہاں بر

شلیق ذہنی اس قافیہ کو باندھا ہوا مضمون مختلف ہو سکتا ہے بدیہ تراغق روی یا از حیرت ہزاروں مرتبہ کر سکتا ہے  
 در دہاں گوہر نہایت عمدہ تشبیہ ہے لیکن پہلا شعر عقیدک نہیں ہے مطلب شعر کا یہ ہے کہ یار کے  
 چہرہ کے پسینہ کو جب موتی نے دیکھا تو مارے حیرت کے تاکے کی انگلی منہ میں رکھ لی لیکن جب تک لفظ  
 عرق کے قبل یہ الفاظ عمدہ دن نہ مانے جائیں وہ آب و تاب نظر و باغی عرق کا اس وقت تک کچھ معلوم  
 نہیں ہوتا کہ پسینہ کو دیکھنے سے حیرت کیوں ہوئی جو کہ عرق کا دیکھنا حیرت کو لازم نہیں ہے اس لئے  
 وجہ حیرت کا حذف کر دینا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اگر یوں کہا جائے تو ایک حد تک درست ہو گا ہے  
 جو آب و تاب نے یار و دید از حیرت الخ

نامی

رونق

مال عاریتی نازش تو نگر حیرت  
 کہ در خزانہ ادبست یہاں گوہر  
 درون دیدہ ما آشک جوں بود نام  
 کہ خند روز بند ریاست یہاں گوہر  
 قافیہ ایک اور مطلب مختلف ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ایک ہی قافیہ کو دونوں نے کیسا باندھا ہے  
 رونق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ عاریتی مال پر مالدار کیوں اس قدر فخر و ناز کرتا ہے کیونکہ اسکے  
 خزانہ میں موتی چند دن کا جہان ہے باج ہے کل نہیں۔ نامی کہتے ہیں: موتی دریا میں صرف چند  
 ہی دن جہان رہتا ہے مگر جاری آنکھوں میں آسنا تو قائم و دائم کیوں ہیں۔ گوہر کا دریا سے نکالا جانا  
 اس قدر ضروری اور لازمی نہیں ہے جس قدر کہ مالدار کی ذوات کے بعد اسکے خزانہ کا دوسروں کے ہاتھ  
 پڑ جانا کیونکہ موتی کا نکالا جانا اور نہ نکالا جانا دونوں امکان کا حکم رکھتے ہیں۔ مگر کوئی مالدار شخص ایسا  
 نہیں جس کو موت نہ آتی ہو اور اسکی دولت دوسروں کے ہاتھ نہ جاتی ہو۔ درون دیدہ کی ترکیب کٹکتی ہے  
 در دیدہ کہنا کافی ہے اور اشک پر قائم کا اطلاق بھی غرابت سے خالی نہیں۔

شلیق

رونق

کمال یافتہ ناچیز آریہ بختیاں  
 کہ کہ ظلمت شب فلس ماہیاں گوہر  
 ز دست عہد درم کے شود گہر زری  
 ندیدہ ایم کہ بخشند ماہیاں گوہر  
 رونق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ناچیز سیہ بخشوں سے کمال حاصل کرتا ہے کیونکہ ظلمت  
 شب نے فلس ماہی کو گہر بنا یا کہ وہ رات کے وقت موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔ شلیق کہتے ہیں  
 بندہ درم سے گہر زری نہیں ہو سکتی کیونکہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ چھیلوں نے کسی کو گہر بخشا ہو جو بند  
 درم کی ترکیب بغیر معلوم ہوتی ہے۔ عہد درم کا گوہر زری ہونا کوئی ضروری امر نہیں ہے۔ کیونکہ  
 ان دونوں لفظوں میں نفاہت کوئی تلامذہ نہیں پایا جاتا۔ اگرچہ اسکی یہ تاویل کی جا سکتی ہے کہ  
 عہد درم سے شاعر کی مراد اس مالدار سے ہے جو بختوس بھی ہو، لیکن الفاظ کی ظاہری مناسبت  
 جس پر شعر کے حسن و جگہ کا بہت بچھ دار و مدار ہے بہ صورت مفقود ہے۔  
 اگر جاری رائے صحیح ہے تو اس موازنہ سے ظاہر ہوا ہو گا کہ اکثر قافیہ مضمون کے لحاظ سے  
 رونق کے ہاں اگر زیادہ چست اور گرم نہیں بندھے ہیں تو کم از کم برابر تو ضرور ہیں۔ بندش کی

چنگی اور زبان کی صفائی کے لحاظ سے تو ان کو اپنے ہم عصروں پر بہر طرح ترجیح حاصل ہے۔ اس کے بعد اس کا یہ دعویٰ اپنے ہم عصروں کے مقابلہ میں نہیں کیج سکتا۔ معلوم ہوتا جو انھوں نے اپنی ایک غزل کے مقطع میں کیا ہے۔

چنگی کلامت نمی رسد مگر سے معاصران تو رونق خیال خام کنند  
 بہر حال اس بحث سے بھلا ان خیالات کی تصدیق ضرور ہوتی ہے جو ہم نے شعر اے مدراس کے  
 ذوق سخن کی نسبت، اس مضمون کے شروع میں ظاہر کئے ہیں؛ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ  
 سخنوران مدراس کا وہ حلقہ جو علام غوث خان کے زیر اثر تھا مذاق شاعری کے اعتبار سے  
 رونق اور واضح کا خیال تھا جو نگر یہ دونوں سوائے اہل زبان کے کسی کو خاطر میں  
 نہیں لاتے تھے اور ان کا مخالف گروہ تبدیل اور ناصر علی پر جان دیتا تھا اس لئے یہ ان کو اد  
 وہ ان کو کمرہ ہانتے تھے اور اسی لئے گلزارِ انجم میں، رونق و واضح کے حالات پر مضمون سے  
 متعصباً تنقیص کی جھلک نظر آتی ہے۔ اخیر میں ہم رونق کے ان اشعار کو جو بعد میں دستیاب  
 ہوئے اور دیوان میں درج نہیں کئے جاسکے درج کر کے ہونے اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

### اشعار منقول از محمد غوث خاں صاحب

طاؤس و ہزار و زغن و فاختہ نالد لیکن نہ بدر د دل بیباختہ نالد  
 آہم جو ہو اتی یہ ہوا فاختہ نالد دل باختہ باید کہ بدل باختہ نالد

### منقول از بیاض قدیم

تہ کشی از کفر اے بارگنہ اردن کہ سرشت رگ جانم شدہ تار دہن  
 نوبت افتاد بچاک جگر و سینہ و دل شد تمام از کف این غمزدہ کار دہن

سوز دل در سینہ ام آتش زند چون نشینم آہ پہلوئے کسے

### جدید اضافہ

مضمون مسطور الصدر کا تب کو بغرض تحریر پیدا گیا تھا کہ حالات رونق کے متعلق مزید  
 معلومات حاصل ہوتے۔ جبکہ اخیر میں مضمون کو دنیا نہایت ضروری ہے۔ مولوی جمہدی و صف  
 نے اردو میں اپنی سوانح عمری لکھی تھی جس میں اپنے آباؤ اجداد کے حالات بھی درج کئے تھے۔ یہ کتاب  
 طیفانی رود موسیٰ میں مولوی عبدالواجد صاحب کے پاس سے ضائع ہو گئی۔ حال میں اس کا

ایک درق دستیاب ہوا جس کے ایک صفحہ پر رونق کا نام حال لکھا ہوا تھا چونکہ اس سے بعض نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں اس لئے مناسب ہے کہ یہ کل صفحہ ذیل میں عینہ نقل کر دیا جائے :-  
 و... جناب (رونق) اپنی فراغت کے عالم میں سخی اور فقیر دوست رہتے تھے۔ آخر سن ۱۸۰۱ میں چند سال حیدرآباد میں مقیم رہے سلطان حسین خاں مرحوم کی سرکاریوں کا علاقہ تھا جب حیدرآباد سے برداشتہ خاطر ہو کر حکم حب الوطن من الملائکین پھر وطن مالوف کو آئے اور فواید محمد غوث خان مرحوم کے شعر میں داخل ہوئے ان ایام میں جناب رونق ضعیف پیری غالب تھا فواید مرحوم دکن، کمال اشتیاق سے نوکر رکھا۔ آخر چار سال کے بعد تیار دکن سے لاغرا اور ہمار ہو کر ۱۹ سالہ ہجری میں رحلت فرمائی اور اپنے باب کے بیٹوں میں کریم احمد شاہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ صاحب اور ذرا کر اور اہل اللہ سے تھا (تھے) اور انھوں نے تلمیح برہان الدین قادری سے بیعت بھی کی تھی۔ رمضان شریف میں تمام روزے رکھتے تھے۔ اور تلاوت قرآن شریف کی کیا کرتے تھے اور والدین کو اس کا اجر بخشتے تھے۔ حق تعالیٰ ان کو بخشے اور ان کے حسنت کو زیادہ کرے آمین آمین جب ان کا کچھ احوال لکھا گیا تو کچھ ان کے اشعار کا بھی لکھنا مناسب ہوا۔

مولوی صاحب موصوف کو پاس سے رونق کے انتقال کی ایک تاریخ بھی دستیاب ہوئی جو خان عالم خاں فاروق کی طبع ادب سے وہ بھی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دم واپس عارف الدین رونق  
 اھوض اموی الی اللہ بولے  
 یہی ہے گی تاریخ بختائیش ان کی  
 مجیب ان کی اس عرض کے میں قبولے

آیہ شریف کے اعداد میں مجیب کے اعداد کا تذکرہ کرنے سے تاریخ اصل آتی ہے یعنی ۱۸۰۱ ہجری اس سن میں اور ادب مرحوم تحریر کیا گیا ہے اس میں اختلاف ہے۔ لیکن قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۰۱ ہجری صحیح ہے کیونکہ گلزار عظیم میں لکھا ہے ۱۸۰۱ ہجری میں وہ انیر دفعہ مدراس گئے تھے۔ اور اوپر کی عبارت میں لکھا ہے کہ فواید غلام غوث خان کے پاس ملازم ہونے کے چار سال بعد وہ فوت ہوئے اس حساب سے ۱۸۰۱ ہجری کا سن رحلت ہونا چاہئے۔ لیکن محسن ہے کہ جو تھے سال کے اخیر اور پانچویں سال کے آغاز میں ان کا انتقال ہوا ہو۔ اس توجہ کے بعد فاروق کی تاریخ میں کوئی شبہ ماقی نہیں رہتا۔

عارف الدین خان رونق کی زبان پر رحلت کے وقت آیہ شریفہ اھوض اموی الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد جاری بھی۔ تاریخ مذکورہ بالا میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مانند شمع پر نور محفل زبان ما  
 یک ناله و از همجو بس شد دمان ما  
 از ناله بر فروخت رخ و لسان ما  
 از نقش پای ما برگیری نشان ما  
 باشد ز داغ دل جو بس کاروان ما  
 هت با اشک ریخت ز درد و فغان ما  
 از حلقه های دام بود اشیمان ما

شد از شناسه خالق کون و مکان ما  
 افتاد بس که شور محبت بجان ما  
 بی تاب است آینه پر د از حسن او  
 افتاده ایم در رهش از جویش شین ما  
 در راه عشق ضبط نفس رهبری کند  
 بشنم بروی سبزه نباشد درین چمن  
 ذوق ایسری از عدم آورده ایم آه

<p>در آه و ناله بین اگر ت خواهش گفتم      اگر بی ادب شویم باغماض در گذر      اینهم ضمیمت است ازین و چون صد</p>	<p>صد جلوه بهار بود در خسران ما      در بخودیت ز گسستت ضحان ما      پوشیده است نفع و گد در زیان ما</p>
--	--

<p>قدر کمال نیست درین دهر ای درینغ      ربونق تمیم شد بسز اندر زمان ما</p>	
--	--

<p>عکس چشمش دیده آه کون پیمان را      گر گذر افتد ز راه ناز آن جانانه را      هوشش را در بارگاه بخود بهار آه است      بخود بهای عینک حسن رخ دلدار شد      رنج میباشد نصیب مردم صاحب کمال      هست در صحرا دل مجنون ما</p>	<p>شوخی او لغزشش ستان دهد میخانه را      پر تو هم تاب یا انداز گرد خانه را      سنگ طفلان و ربایش عقل شد یوانه را      پرده چشمت بشیاری ل فرزانه را      پنخگیها وقف پامالی نماید وانه را      آباد این پیرانه را</p>
---	---

<p>افشری رونق اگر پاد طریق عشق کن      حرز بازوی تو کل بهت مردانه را</p>	
--	--

<p>بغرد و بس بین آری اگر آن سرو قامت را      برفتن آوری از ناز گران سرو قامت را</p>	<p>ز خنجال تو بر پانی کند شور قیامت را      عبا رد امن رنگین کنی شور قیامت را</p>
---	---

کجا در پیشگاهش ناتوان را رسایهاست  
 کشیدم جام می در محفل مستانِ خدا  
 بدان زاهد مرا محروم از لطفِ گنہ سوزش  
 بر آرزیدن تا آخر بخت شود روشن

شفیع خویشتن سازم مگر اشک ندامت را  
 شکست توبه دارد در بغلِ نگِ طامت را  
 که آوردم نیاز بارگاهِ او ندامت را  
 که دلقِ کهنه گر سوزی بر باخویش شامت را

پیرس انجام کارم جمله تقصیرم گنہ کارم  
 سیه شد نامم رونق معشایم علامت را

بود از دوری ساقی بخون غلظیدنِ مینا  
 بزم مانه زنا راست این در گردنِ مینا  
 بود قطعِ حلیاتی عشرت افزای لِسالک  
 نیکبیزگشت پی زینت صفا مشرب  
 دو چیز از عالم اسباب عشرت انتجا بشد  
 صدای شورستان پیش ساقی بر غمی خیزد  
 ضمیمت میتوان داشت سامانِ مرت را  
 مرا با ساقی نازک دلی افتاد کار مشب  
 دل پر شورم آخسر آورد در حیرتی اورا

زموج می بود صد خار در پیر این مینا  
 به پیش قد ساقی حلقه میگردد تن مینا  
 هتی گشتن ز می شد باعث خندیدنِ مینا  
 ز رنگ می بجاف سرخ شد بر دامن مینا  
 زمی پرگشتن جام و هتی گردیدن مینا  
 که میریزد نگاهش سرمه را بر شیون مینا  
 مراروشن شد این معنی ز قفل کردن مینا  
 که داند پنجه را بارِ گران برگردن مینا  
 که مستی میفراید عاقبت ارشیون مینا

دل پر خون بود آینه وار گلستان رونق  
زرنگ می شکفت آخر بهار گلشن مینا

سپیل خون دل ماگردش رنگت اینجا  
مینزبانی غمت را چه درنگت اینجا  
هین آسایش ماگردش رنگت اینجا  
هر رنگ گل به تتم زخم خدنگت اینجا  
موجه آب روان کام نهنگت اینجا  
ناله و آه صدای دف و چنگت اینجا  
هر قدم راه پر از کام نهنگت اینجا  
که زواگردن لب سازش چنگت اینجا

بسکه از جور فلک بارش سنگت اینجا  
ناله و آه و فغان نغمه چنگت اینجا  
حال سرگشته دلازاتو چه پرسی زنا  
سایه سر و چو مار سے بنظر می آید  
سیر دریا نتوان کرد که بی ماه رخنه  
شب بچراغ ترا کیفیت می باشد  
بخودی وادی خونخوار بود عاشق را  
خامشی کس در جمعیت دلها باشد

بر درم جلوه غزالی دلم از کف رونق  
شوخی برق روان رفتن لنگت اینجا

نماید فکرم از شرم آب دیوان زلالی را  
ز آب گریه ساقی پر کند مینای خالی را  
برنگ ریشه شمعی کتم تا ز بنبالی را

صفای شعر من روی بد نمازک خیالی را  
اگر آرم بجزیر اندک کاشفته حالی را  
شب بجز تو ای مبروی من از امن آ

چه پرسی از جفای گردش چرخ تنم پرو  
ز جوش غم ندارم رغبت سیر گلستان  
پیش آن تعاضل پیشه گر طرح فغان

که آخر میکند با خاک یکسان طبع عالی  
ز آب گریه کم دانه شراب پرنگالی  
زبان نوحه پیدا میشود تصویر قالی را

کجا رونق بقید وضع عالم مبتلا گردد  
که کاری نیست با اسباب ندانا اوبالی را

چه الفت باست با هم خاطر شد او پامون  
بزر خاک طوفانهاست سیل چشم پر خون  
ز نقش سیم او داسه بی پای آهوان افتد  
بهر مندان دور سفله پرور مرگ میخوانند  
مشو غافل ز بچ و تاب سیل گریه عاشق  
بجز سنگین دی تحصیل زر ممکن نمی باشد

ز تار جاده در پا افکند زنجیر مجنون را  
چسان سازم جدا از خوشتن اینجانب و اژد  
بصرای که شوخیهاش جولان داد گلگون را  
غم این دهر اندر خاک افکند ه ظالمون را  
در آب اشک خدی پنهان نمودم سین جیون را  
نشان سنگ خارایشانم گنج قارون را

رخش با بار زلف او باز یباست حیرانم  
که با این سادگی رونق کجا آموخت افسون را

دیده باز است بر آه تو شهیدان ترا  
چه اثر است بدل ناوک مرگان ترا

چقدر ناز بود سر و خرامان ترا  
بخراشد جگر از شوق شهیدان ترا

<p>پشت پای است تمامی دل مشتاقم          آتش افاد بجانم چو شرار کاغذ          شوکت یا دشهارا بنظر کی آرد          در پس پرده قهر تو بود لطف بنان          مایه دین دل بر دو جهانست نشا          رنگ روی تو فزاید ز سرشک گلگون</p>	<p>سفت از کف ندیم دوره دامان ترا          دیده ام دو شش حور و عی قاقان ترا          هست سامان دگر میر و سامان ترا          می شناسم بنظر خنده پنهان ترا          بر رخ تابان ترا زلف زرافشان ترا          چشم خونبار دهد آب گلستان ترا</p>
<p>رونق از دولت دیدار نگردم محیوم          هست تائیس و گر ناله و افغان ترا</p>	
<p>صرف بیدامی کنیم ترا          بردرت کرده ایم منزل خویش          گفت چون دید عاشق خود را          دست در دست دیگر گوید          گفت با من رقیب وی از هر          سینه کاوی من چه دیدت</p>	<p>ناله ای بادمی کنیم ترا          خانه آباد می کنیم ترا          زود بر باد می کنیم ترا          سخت ناشاد می کنیم ترا          خانه داماد می کنیم ترا          رشک فاماد می کنیم ترا</p>
<p>چون گرفتار دید رونق را</p>	

گفت آزادمی کسیم ترا

چه قدر هست سخت جانی ها  
 من بعبسربان بد گمانی ها  
 بعد رنج است شادمانی ها  
 و امّا باد نا توانی ها  
 از لب خویش گل فشانی ها  
 نیست جمعیت از زبانی ها

من دل داده و گرانمی ها  
 از سر کوی خود مرا نگذاشت  
 مدتی شد بجز و خرسندم  
 بر درش شد مقام از ضعفم  
 بعد مرگ آمد و بنجام کرد  
 حرفی از دست خویش کن قلمی

غیر و فنی ز کس نمی آید  
 بسنگی ها و جان فشانی ها

چشمم گزنگشم ناله و افغانی را  
 نتوانست گرفتن سردامانی را  
 دست در خواب زد نم لب پریشانی را  
 گرفتوازی به نگه بے سرو سامانی را  
 در غم اشک نهان ساختن نیسانی را  
 من که در دیده بهم ناوک فرگانی را

کرده ام گم زنگا سه ریخ تابانی را  
 خاک بر چپند نمودم دل نالانی را  
 شاید این بخت سیه کار بسامان برسد  
 به چو یوسف شوی از حسن عزیز دلبها  
 خاک صحرا چه گوهر شده بگر چشمم  
 نتوانم که نگا سه بر گل و سنگم

شاخ گل مصرع رنگین تو رونق باشد  
 هست دیوان تو آئینه گلستانی را

مده بخاطر خود راه شادمانی را  
 که پر عتاب کند خنده نهانی را  
 ز لعل یار بیا موخت خوش زبانی را  
 کجا بجا ک شود میل آسمانی را  
 سزاست عاشق بیای پاسبانی را  
 فراخ حوصله جو بند رازدانی را

دلا اگر طلبی عیش جاودانی را  
 نگاه اوز که آموخت دلستانی را  
 بحرف خود دل آئینه میسر دوط  
 تمام آه دلم بر فلک رسید بی  
 رقیب غافل چشم تو پر خمار بود  
 با سمان تنگ ظرف کشف راز کن

بخوبت زشت جهان اختلاط کن رونق  
 مثال آئینه یکسو بسنگ گرانی را

در خزان جلوه صدنگ بیارست اینجا  
 نشه باده بعتسربان خارست اینجا  
 رهبرین بادل بصیر و قرا رست اینجا  
 رنگ گل آئینه زشته خارست اینجا  
 صد چمن خرمی و جان نگارست اینجا

بگذر از خویش تماشا می نگارست اینجا  
 ره عشقت و بدردی سر کارست اینجا  
 میتوان شد بخمال رخ او عشرت یار  
 در فراقت نتوان دید ز گلشن حیرت  
 لذت زخم محبت زسد در اهلها

شب وصل آمده غافل بنشستی رونق  
صد گلستان تماشا بنا راست اینجا

دوش بر لاله نگه در چمن افتاد مرا دها ز پر تو سیما می بسته یاد مرا بر سر سینه کشم صورت زیبا کی کسی ساقی از دست خودم داد می بخود کرد لذت دام و گر قناری دستش در گز است نیست چون مرغی گری جویش ناز و عتاب	مسی آلوده لبش آمده در یاد مرا سیر مهتاب باین رنگ خوش افتاد مرا نوک خار راست بکف خامه بنهاد مرا رو نماشد مگر آسیب پر ز یاد مرا جانب دست کشد الفت صیاد مرا لب با فوس گسی گری کنی آزاد مرا
---	--

میسرد لذت دشنام بسویش رونق  
سوخت هر چند دل زار به بیداد مرا

را زها گفت ششم یار لبر کوشیها صد خرد جلوه مانگشته ز بیوشیها بعد ازین پیش حال دل زارم سازد دست در گردن خود میکشم از جوش طائل جز ندامت نبود حاصل اسباب جهان	سوختم سوختم از ذوق هم آغوشیها در خم راست نهان لذت مینوشیها یاد با جلوه پذیرد ز فراموشیها چه قدر هست مرا حسرت بحدوشیها عرق از شرم کنی وقت گهر پوشیها
---	---

<p>عجب را بسکه درین دور بنت گیرند چون صدف شیوه من گشت هنر پوشیها</p>	
<p>شاد آخر شود از یاس دل من رونق خنده باشد ثمر باغ الم جو شیشها</p>	
<p>از تن گل باد و امن گشت محبوب مرا نقشه می شد نقاب چهره محبوب مرا در کف دیگر بند از رشک مطلوب مرا گریه روشن میناید چشم یعقوب مرا طاقت دیدن نباشد صبر یقوب مرا بیچ و تاب افزون کنذیند چو کتوب مرا</p>	<p>رنگ می افروزد از سیر چمن خوب مرا خواستم از جام صهبانی حجابی رود مدعای دل چه خواهم از فلک کین جو کیش از هجوم غم فروزان شد دل گشته ام بر دل حیران نماید دیده رقت بیثما عرض حال سیر از انش تغییر می د</p>
<p>رونق اندر وصف ز نقش میشوید پدید آمد بچو بوی گل سالی شعری مرغوب مرا</p>	
<p>کرد گل باغ آشناینها داغ شد دل ز نار ساینها گشت ذوق برهنه پاینها آن اداها و در باینها</p>	<p>سوخت دل شعله جداینها فرش دایم وزان قدم محروم می شناسم یقین سلیمان را خسته خاطر شدم بچو و کجاست</p>

	بنده قست خوشنمایها حیرت افزاست این خدایها	کی برویت رسد باغ گلگی لاله پرداغ و سرو بی همرا		
		چون گهر تابغای هستی خویش رونق ما وجه ساینها		
تیر نبود که مژگان ترا رنگ گل دوره دامن ترا هر که بسندخ تابان ترا آینه زلف پریشان ترا حلقه گیسو افشان ترا بنده از دل شده فرمان ترا		شوخ کرد دست که چشمان ترا داده ام از مژه خون فشان رحم بر حال دلم میا زد از سیب بختی خود گردیدم مهره مار سیه میدانم لاله را نام که نافرمان است		
		حیف رونق که نشد هیچ اثر چون جرسها دل نالان ترا		
بسته ام برفق صد لعل خوش آب ز سنگها آید از فیض خرام او گلاب از سنگها نیست مکن بشنجد جام شراب از سنگها		در خونم شد همیا آب تاب از سنگها از نگاه مست او ریزد شراب از سنگها کز بزم میکشان آن سنگدل ساقی شود		

<p>صاف طینت را بود جمعیت دیگر برنج  راحتی دارد دل شید از آفتبای دهر  شورش مجنون چه مستی ریخت اندر کوهسا  جلوه گاه آن پری در کعبه و تجانه نیست  نالہ را در شهر و صحرایک اثر باشد مدام</p>	<p>بر سر دریا شود پیدا حجاب از سنگها  در دماغ من فراید جو خوش آب از سنگها  میرسد در گوش آواز با ب از سنگها  بر رخ مطلوب آمد صد حجاب از سنگها  میرسد از سوز دل بوی کباب از سنگها</p>
<p><b>رونق از رشک دل سنگین اورقت کند</b>  <b>فصل باران میاید جوش آب از سنگها</b></p>	
<p>وحشی همچو نسیم است ز گلزار مرا  دیده ناسور شد از گریه گهر و ار مرا  دیدن آئینه ساخته سرشار مرا  سالمها کرد فراق تو گرفت ر مرا  ببخود یه است مگر سایه نشین خاش  آهوی دشت نگه کن که بگردم نه رسد  صرف حق گویم و اندیشه ندارم از  جوش ز دگریه چو وا شد کبهم بر ویش</p>	<p>آرزو سخت کشد جانب دلدار مرا  چه قدر باست مگر حسرت دیدار مرا  برد از خود اثر ز گس پر کار مرا  میتوان کرد گهی شاد ز دیدار مرا  سر کوسه تو بود خانه نهار مرا  شوخی چشم کسی کرد گرفت ر مرا  داد منصور خلافت بسر د ار مرا  سخت ناکام نمود است دل زار مرا</p>

<p>شد ز پای دگران صورت رفتار مرا      باغ فردوس بود سایه دیوار مرا      پیچ و تاب است از آن بروی خمار مرا      گردش طالع من شد خط پرکار مرا      وحشت آموخته زونق نگه یار مرا</p>	<p>بچو آینه تصویر که بروش بر بند      چتر ز رین شهبان تکیه ببادست ایدل      دود آهیم چو کمان حلقه ز ندسوی فلک      مست گشتیم ب باعث جمعیت دل      بچو نقش قدم آینه حیرت بودم</p>
<p>جز هوای صنمی نیست بدل رونق هیچ      چون جاب است تپی خانه زاغیا ر مرا</p>	
<p>آتش افکند لبش لعل بدخشان را      از دل خون شده بردار پریشان را      سجده در گهش افزون خسته پیشانی را      نگیه بر باد بود تحت سلیمانی را      منع فیض است اثر پرده بارانی را      از کف خود ندی دامن حیرانی را      عزتی شد بصدف قطره نیسانی را      در دل از شهر طالی است بیابانی را</p>	<p>کرد شرمزنده نگاهش مبه کنعانی را      تا کجا ضبط کنی خنده پنهانی را      بندگی را اثر روشنی دل باشد      جاه و اقبال جهان لایق رغبت نبود      هست در چاره گرمی و ری حمت مضمهر      نیست از دیدن آینه گزیرش ایدل      گریه را در دل زار است عجب کیفیت      نیست وحشت زوگاز به کسی میل سخن</p>

<p>برگ گل آئینه شستی طوفانی را چشم زخم است اثر دیده قربانی را</p>	<p>بسکه از شرم رخت ریخته شد رنگت چمن زود بگذر ز سر خاک شهیدان ترسم</p>	
	<p>همزبانی چو نیامد بنظر رونق زار را یکطرف کرد ز دل میسب سخنانی را</p>	
<p>یکدم از دست مده عالم تنهایی را دامن از گل شده لبریز شکیبایی را رشتی خون سرد شهرت زیبایی را بندگی محو کند حشمت دارائی را سرمد ام تیره کند دیده بینایی را بشکند سنگ دل گنبد مینایی را هر خری داشته دعوائی سیجائی را اگر ز دل دور کنم صورت خارا ئی را</p>	<p>رام بخوابی اگر آن بت بر جان را کن گو ارباب دل غم زده رسوائی را خورد هستی و عالم همه خوبت گویند زود بر باد رود خاک چو گردید بلند جو را فلک نگر کار مرا و اژدگان کرد سخنی طینت میناست نگر دشمن و جهل از بسکه بود عام درین دور خراب مشکل اینست که بجنس شود دشمن من</p>	
	<p>بچو آن طوطی خوشگو که بدامش آرند کرده ام دشمن خود رونق دانائی را</p>	
<p>چون گل شفق گیت بچاک قبا سے ما</p>	<p>صبح بهار موج زند از قبا سے ما</p>	

رفستند در زین همه خوبان دلفریب	بی موحی بنجاک نہ غلطد گداسے ما
در دم زون فاست طلسم بناغی خاک	کم فرصت از جناب نماید بقاسے ما
رفتیم زین جهان ولی را گذاشتیم	این بہترین خلف بہ نشیند بجاسے ما
در وادی مصیبت عشق بستان نگر	از در چشم آبلہ گریہ بیاسے ما
عکس رخس در آئینہ دل نہاں بود	خورشید اشکار شود از صفاسے ما

رونق تمام عمر بھجران گذشت و آہ

یکدم بسر نیامدہ بامہ تقاسے ما

بر سرم کی افکند آس شوخ جانان سایہ را	کز باس زر کند و چسپہ راغان سایہ را
طبع آزادان شود و ارستہ از بندِ خطر	در گذشتن آتش و آب است یکسان سایہ را
از غم بھجران گشتی سایہ آسانا توان	بر زینجا گر کند ہی ماہ کنفان سایہ را
صحبت روشن دلاں اگیر قلب عیبہا	چون شعاع ہر سازد و در غلطان سایہ را
بہ رنگ آتوخ گل پوشم چو آید سوی باغ	میکند گویا برنگ شاخ ریجان سایہ را
اختلاط ظالمان دار و دخلشہا بیشتر	بجلاوت میکند خار مغیلاں سایہ را

یہہ اور اسکے بعد کی غزل اصل نسخہ میں درج نہیں تھی تذکرہ صبح وطن مولفہ قراب  
غلام غوث خان عظیم سے نقل لگی ہے ۱۲

یابد آسایش بزلِ فِدا و دلِ مشتاقِ وصل  
بیشتر جویند رونقِ ممتشنه کاماں سایه را

چشمِ هر کفیشکن مثل خمستان سایه را آن که پنهان میکند از دور داماں سایه را بر لبِ دریای سیمی کرد لرزان سایه را شیر با این رعب کی سازد بهرسان سایه را نیست در صحرا نور دی سیم نیسان سایه را	سببِ نازم انگنذگر بگلستان سایه را سرو قد خویش را چون جلوه بخشد در نظر در بیابانِ مہسری با کوفه دار و حیرت است میکند افتادگی آزاد از بنِ خطر خاکساری خضر راه او مگر گردیده است
--	---

وردِ نامت را چو رونقِ حوزِ جانِ اردو ام  
بر سرش پیوسته نه یا شاهِ جیلانِ سایه را

نالہ غم ساز کرده مارا محرم راز کرده مارا نظر انداز کرده مارا ہمہ آواز کرده مارا پردہ راز کرده مارا	دلِ نغم ساز کرده مارا شب کہ دمساز کرده مارا سحر این ناز چہ نامِ نیم ای دل زار چون جرسِ نغم مر جبا حسن بی نقابِ ازل
--	--

\*\*\* یہ غزل تذکرہ معدنِ بجاہ سے مؤلفہ مولوی مہدی اصف سے نقل کی گئی ۱۲ \*\*\*

کمان شد پرده های چشم عاشق ماه تابش را	تماشائی شود آئینه حسن مجیباشش را
که باشد نشد از موج جنون جام شرابش را	محال است این که در عشقش دل و دینم بجایند
که از خاک شهیدان رنگ می باشد سرش را	بصحرای مرا افکند چشم عشوه ساز او
که شد گهواره جناب فتنه بیدار خوابش را	خمار آلوده چشمی میشود غار تگره هوشم
که از مرگان آهواد والی شد رکابش را	زدستم میرود دل شهوار برق جولان
اگر از ناله و آهست آهنگی ربابش را	یک آهنگ دلکش مطربستان دهبوم

چو پید آگشت طفلی از الم آهی کشید اینجا	دل و ارسته از اندوه غم یارب که دید اینجا
بیا ای شوخ از خون گم گلشن دمی اینجا	چه مشغولی سیر باغ و ریحان گل و نیر اینجا

ز یا قوت سخن رشک بدخشان کن با نم را	کلید گنج معنی ساختی یارب ز با نم را
تغافل بای او کرد این قدر افزون فغانم را	شود در گوش اسرافیل هم از شور فریاد ما

خال رخ تو آئینه دار نشان	احوال تیره بختی ما را ز ما پیرس
بخدا من نگار نباشد امان	آواره گرد و ادعی عشقم چون غیا

یابد آسایش بزلغیا و دل مشتاق وصل  
بیشتر جویند رونق متشنه کامان سایه را

چشم هر کفینکنش مثل خمستان سایه را آن که پنهان میکند از دور دامن سایه را بر لب دریای نسیمی کرد لرزان سایه را شیر با این رعب کی سازد بهرسان سایه را نیت در صحرا نوردی بیم نسیان سایه را	مست نازم افکندگر برگستان سایه را سرو قد خویش را چون جلو بختد در نظر در بیابان همسری با کجوه دار و حیرت میکند افتادگی آزا داز بنظر خاکساری خضر راه او مگر گردیده است
---	---

ورد نامت را چو رونق حوز جان از دام  
بر سرش پیوسته نه یا شاه جیلاں سایه را

نالہ غم ساز کرده مارا محرم راز کرده مارا نظر انداز کرده مارا ہمہ آواز کرده مارا پردہ راز کرده مارا	دل نغم ساز کرده مارا شب کہ دمساز کرده مارا سحر این ناز چہ نام نہیم ای دل زار چون جرس نفعجا مرجا حسن بی نقاب ازل
--	---

بہ نغزل تذکرہ معدن نجوم مولفہ مولوی مہدی اصف سے نقل لگی ۱۲

کتان شد پرده بای چشم عاشق ماه تابش را  
 که باشد شه از موج جنون جام شرابش را  
 که از خاک شهیدان رنگ می باشد سرش را  
 که شد گهواره جناب فتنه بیدار خوابش را  
 که از مرگان آهواد والی شد رکابش را  
 اگر از ناله و آهست آهنگی ربابش را

تقاشائی شود آئینه حسن عجب آبش را  
 محال است این که در عشقش دل و دینم بجای  
 بصحرای مرا آنگذد چشم عشوہ ساز او  
 خمار آلوده چشمی میشود غارتگر هوشم  
 ز دستم میرود دل شهسوار برق جولان  
 یک آبنگ دلکش مطربستان بهوشم

چو پید گشت طفل از الم ای کی شید اینجا  
 ای ای شوخ از خون گم گلشن دمی اینجا

دل و ارسته از اندوه غم یار که اینجا  
 چه مشغولی بسیر باغ و ریحان و گل و لیلی اینجا

ز یا قوت سخن رشک بدخشان کن بانم را  
 تغافل بای او کرد این قدر افزون فغانم را

کلید گنج معنی ساختی یارب ز بانم را  
 شود در گوش اسرافیل هم از شور فریادم

خال رخ تو آئینه دار نشان  
 جز دامن نگار نباشد امان

احوال تیره بختی ما را ز ما پیرس  
 آواره گرد داد عی عشقم چون غیا

<p>بعد قلم آن سنگ سیوفای سنگدل نیست کس در جا نگدازی مثل آن ثابت قدم</p>	<p>پا بند بر سین و گوید که دشمن زیر پیا شمع میداند که آخر هست مدفن زیر پیا</p>
<p>بصرای جنون لب تشنه ام آبی نمی خواهم</p>	<p>لب خشک مرا سیراب می سازد سرت آب</p>
<p>بر دیفت بار</p>	
<p>نمیدانم چرا شد زرد رنگ با تبار مشب بتا شیر گاه چشم مست آتیش خوئی رواج از بس گرفت از دور چشم نشسته ای جاوش مگرافا و عکس شوخی مگرگان گیرایش</p>	<p>مگر آمد گلشن شمع رویش سحباب مشب ز بهر آنکم بطغیانیت صد بحر شراب مشب که ریش خویش را از می کند ز چناب مشب اگر باشد ماه چون کباب اندر خطاب مشب</p>
<p>صبر کفک رونق واکند کلهای معنی را مضطرب شد مداد خامه او چون گلاب مشب</p>	
<p>نازم برخت دل دیوانه جناب آئینه فلک شده خمیازه جناب افقا و عکس عارض نرنگ او مگر</p>	<p>بر بام بحر یافت بنا خانه جناب جام جهان نماشد پیمانه جناب طاووس جلوه شده پیمانه جناب</p>
<p>* منقول از تذکره گلزار عظیم ۱۲</p>	

<p>ز دپشت پاگوهر و سر مایمانجی چون دل تنی زغیر شود جلوه گاه است هر گاه وصف لعل در افشان بار کرد</p>	<p>شرمند هم ز بهت مردانه حجاب ملو شد از محیط از آن خانه حجاب شدرشته دایر لعل و گهر دانه حجاب</p>
<p>رو نطق دلم گرفت بصحر او بعد ازین آرم بدست گوشه ویرانه حجاب</p>	
<p>عکس آن لعل شراب آلوده افتد در آب گریه چون آید ترا از ناله پاره سیر کن پر قوی افکند شاید برو خمدار او هر که پاس آبرو دارد دنیا میزد و خلق گر گناه مست او بر ساحل دریافت زعفرانی پوشش من گر جانم در یارو</p>	<p>جای نیلوفر دم دیدیم گل احمد در آب میشود ضبط نفس عواصن را بر سر در آب بچ و تاب موج دریگشت چون خنجر در آب غرق گردیدست ازین باعث مگر گوهر در آب پرز می گردد صد فها جمله چون ساغر در آب میشود یکسر جابش چون گل اصف در آب</p>
<p>کی رود بر باد شور ناله های غدیب بسکه ملو شد چمن از ناله های غدیب در حقیقت ناز معشوقی نیاز عاشقی است</p>	<p>گوشش باشد گل پی سمع صدای غدیب از بهوب بوی گل آید نوا ی غدیب در گلستان برین گل بهت و پای غدیب</p>

عشق در آغوشِ خود سرسبز دارد حسن را	گل سریر آراست از فیضِ تهای عنذیب
ارتباط از بسکه میدارند با هم در میان	آشیانی ساخت گل خود را برای عنذیب
نالۀ عاشق کفت ز غمخواری جان حسین	نیست خیر از آه و زاری آشنای عنذیب

سکب گوهر بر پاهای نخل ازین مشب	میدهد جلوهٔ مهر و مه و پروین مشب
خون گل میکند از سیل سرشکم طوفان	دیده ام دیده بخواب آن کفت زنگین مشب
رشته دارِ رگِ گل گشت سراپای تنم	بهم آغوشی آن ساعد ز رین مشب
بهر بابوس تو ای غارت آرام خیز	پردۀ دیده نهادم بچپه آیین مشب

بجو برفت برودت همه تاثیر در آب	سرو مهری فلک ریخت طباشر در آب
تیغ ابروی کسی کرد چه تاثیر در آب	جنش موج بود جوهر شمشیر در آب
نظرش را بدل زار عجب کیفیتی هست	میشود طرفه تماشا چو فدی تیر در آب
دوشش از نخلت آه دل محزون کس	گلکشاں گم بغلک گشت چو زنجیر در آب

از چه کیفیت است

ردیف نادر

<p>می از بهار کفش طه آب و تاب گرفت  تمام روی زمین را به ماهتاب گرفت  سحاب را عرقی نخلتش در آب گرفت  دلم ز ناله خود عشرت رباب گرفت  ز بزرنگ خشن نخه خضاب گرفت  زدست یار دلم لذت شراب گرفت  که طفل اشک بدنبال او شتاب گرفت</p>	<p>کفِ خانی او ساغر شراب گرفت  صبا بصحن چمن از رخس نقاب گرفت  چو دید ریزش اشکم بدامن گلشن  ز آه سرد مرادوق بر بط و چنگ است  بفصل پیری خود دل چو عیش او در زید  حنای خجسته اورینخت خون باغ من  نکر ز سینه دلم بر دوز و غمزه او</p>
<p>ز رنج گردش لیل و بهار یافت نجات  چو رونق آنکه بدل آنست از کتابت</p>	
<p>نخست دل خون شد و از چشم زما یوسنی نخت  پر تو شمع بکاشانه ما طوسی نخت  عاقبت سر مه بکام و لب نا قوسی نخت  اشک من آب رخ گلشن طاو سی نخت  حیف کس فتنه ازین گوشه چاسوسی نخت  بر فلک سپیکر تالی معکوسی نخت</p>	<p>تاب پای تو خارنگ قد موی نخت  سی آکوده لب یار چو آمد به خیال  رفت بر باد فاشورشش این دیر چرا  بسکه از داغ تو سر تا قدم لبریز است  زده و ناله چشمش بدل من بشخون  با کراں کار سبک رنیفته که بلال</p>

<p>شرعی بود که بر صبر دل موسی ریخت عاقبت فوج اجل بر سر کاوسی ریخت</p>	<p>عشق زان آتش جان سوز که پنهان میداشت جاه دنیا سپر تیر قضا که گزود</p>
<p>شمع رخسار در آمد چو به محفل رونق طرح مینا پئے پروانه فانوسی ریخت</p>	
<p>دار و چمن از عسچر گل در دهن انگشت چون خار ز حیرت شده یکسر بدن انگشت دار و زندامت مه نو در دهن انگشت در دیده ز مونا فء مشک ختن انگشت هر جا ده باغ است بحشیم چمن انگشت بر چشم زرگ داشت عقیق مین انگشت</p>	<p>در خونِ دلم تازده آن سیم تن انگشت از بسکه بود موج تیر ز رخت شمع سرمایه بخت ترا شهرت آفاق تا بر و صبا بخت زلفت زده از رشک تا ریخته رنگ خرام قدر عنا تا رنگ سخن ریخته لعل تو به محفل</p>
<p>برگشتن رونق پئے اثبات شهادت گر دیده بدامان تو هر بر سخن انگشت</p>	
<p>بسان لاله گلزار داغم تازه خشکست که همچون مهابت با مشبایا غم تازه خشکست بیاد لعل رنگینش چراغم تازه خشکست</p>	<p>برنگ کافذ رنگین داغم تازه خشکست لعل بر دست گرم از آتش رخساره ساق شب از حسرت لبهای آن لدا گر گریام</p>

بود ویرانه دل از خیالش ز نسبت آباد	که مانند فضای صبح را غم تازه و خشکست
نرخ نیزنگ جانان تا بچشم آمده رونق برنگ دیده سرشار با غم تازه و خشکست	
عاشقان را نه فقط طالع نام ساز بلاست غمزه از یک طرف آراسته فوج خوزیر خامشی پیشه خود ساز که مانند جباب بچو سایه بره عشق زید گیر برو مطرب باد که شان بد دل زاهد را صلح و جنگست ز حرف تو عیان دل من	دل بلا دیده بلا گریه بار از بلاست نه همی عشوه آن دلبر طراز بلاست اندرین بحر فنا جنبشش آواز بلاست که درین داد آتش زده پرواز بلاست شوخی نفسم ملادم کشتی ساز بلاست سخن تند بلا معنی انداز بلاست
شده بر او از دل رونق همی نقش و نگار بچو طاقس بنجد زینت در پرواز بلاست	
پیرهن تاب به قدش طرح هم آغوشی ریخت اگل خورشید همیوس کرد که جانش گردد دل تا صف برد از کم شدن قطره انگ فلک از کاکشان رشته گلی می آرد	خار حسرت بدل گل زالم جوشی ریخت تا بگلشن لبش الفیت میوشی ریخت بچو آن کیسه گوهر که ز میوشی ریخت تا بخاطر بت من حسرت گلپوشی ریخت

<p>جام می از کف ساقی بفراموشی ریخت دگر گوش تو چه اسرار بر گوش ریخت</p>	<p>ظرف زاهد اثر حوصله نشد داشت بیشتر گشت تغافل بگناه شوخت</p>
<p>الفت آمد بجهان باعث زحمت رونق شاخ گل در چمن از آفت بمدوشی ریخت</p>	
<p>در پرده گل چون تگری جلوه یار است چون دگر مخچه دل و جان بهار است ناخن ز لطافت دل بصیر قرار است حیرت زده بحسن ترا دیده نگار است مورتن ارسته دنیا همه بار است اینجا بدل خون شده غم سرو کار است اندیشه پر از بلای بشرار است بر داشت سری هر که بعالم همه خوار است</p>	<p>بصرف ز غفلت بکف پای خار است دریا و تو هر ذره بخورشید و چار است از غیرت بیسند خود فاسوی من آمد اندیشه نظاره ز کس نیست رخت را از منت پیر این اسباب چه پری زاهد تو و گلزار نعیم و من و آس بر باد شوی گر بروی از وطن خویش چون عامل مغزول که در بند نشیند</p>
<p>در دام محبت همه عالم شده پاسبند رونق دل آنشوخ چه مال بشکار است</p>	
<p>بجیر تیم که حسن ترا چه زیباست</p>	<p>شهید ناز ترا یک جهان تماشا است</p>

<p>دل آب شد بغم و مایل شکست بایست      که راحت دو جهان در لباس تنیست      نگار ماه رخ من محفل آرایست      شنیدن سخن دوستان ز دانا نیست      آنکه بیدیه دل عزتی بر سوا نیست</p>	<p>نگاه شوخ ترا بسکه جوش رعایت      مجوی صحبت کس گرفتار غمی خواست      چو شمع داغ دلم پر توی همی گیرد      گفتت که دل ناتوان بدست آری      بگرد و پیش دو خلق همه محسوس</p>
<p>بفیض حضرت آگاه کلک نار و نوق      بگلزمین سخن در بهار پر ایست</p>	
<p>که رفت دل ز کف و خواهنش دل افتاد است      بهر کجا که بیسینم بسبب افتاد است      چو سایه در قدش تا بمنزل افتاد است      نگاه قیس بدنبال محل افتاد است      که در چمن بخت گل مقابل افتاد است      از شوق دیدن او سربا حل افتاد است</p>	<p>بد و در ماه رخ نام چه مشکل افتاد است      نگاه شوخ تو از بسکه قائل افتاد است      بهر کجا که رود از نیا ز عاشق او      غبار را بنود این قدر رسائی ما      چگونه با و صبا بر زمین نیندازد      که رفت بهر تماشا ساعی آب دریا</p>
<p>بدست تو گل زخم آرزوست روق      بگردن تو چو بار حمایل افتاد است</p>	

<p>مازی صنم بچشمیت مستانه التماسی است          مینا بگریه آمد پیسانه التماسی است          ای نازنین ستم چو دیوانه التماسی است          ای ناله شعله برکش ویرانه التماسی است          از جوش بقیاری ای شانه التماسی است          با اشک بقیارم دُر دانه التماسی است</p>	<p>یک جلوه میستوان که بتخانه التماسی است          در بزم باد و نوحان بی روی و لغزیت          از زلف پیچ در پیچ زنجیر کن بپایش          در شهر نیت و سمت یک آره نار سارا          بر چاک دل نظر کن از مدتی به پیش          از بکه آب دارد در یاد آن پرورد</p>
<p>روقی بحفل آمد آن شعله روی سرکش          با آه آتشیم پر دانه التماسی است</p>	
<p>در دل از رشته انفاس چا خازی است          بدل خورشید ام میل جفا کاری است          که درین سینه زارم دل بیماری است          عشوه کن اگر تو خواهش پیکاری است          چقدر ما بدلم حسرت دیداری است          گرنه خورشید بعشق تو گرفتاری است          ورنه صحرا بهم در یاد تو گلزاری است</p>	<p>رغمی گرنه ز مژگان دلازاری است          در عدم نیز بخاطر هوس یاری است          ناله آبسته کنم مرا س آید          سخن تند چرا هست نگاهت کاتی          اشک در دیده ام آینه صفت شد چو          از شعاع است چرا رشته زنجیر به پا          ششجنت جلوه روی تو دهد دیده جا</p>

دانه

سرما بچو گیسو بر تن ما باری هست	حال دستار چه پرسی بغراق دلد آ
	رونی آید بنظر سخت شہی چون سنم چتر مشکیں سرم سایہ دیواری هست
<p>ما توانی در بریں مارا پویش با گداشت          یکی در وادی تنہا یم تنہا گداشت          یادگار آتشی فرما در خار گداشت          عرض امر و زمین بیات فرود گداشت          از جفای دور گیتی نیست کس را و گداشت          بار ما ہر چند از اغاض بنداز با گداشت          عشوہ در کار برد و پنبہ برینا گداشت          چون بن افتاد نوبت ساغر صبا گداشت</p>	<p>بسکہ نازش بار عمار بدل شیدا گداشت          آن شکار افکن قدم در عرصہ صحر گداشت          سوز دلہای پریشان را اثر باقی بود          دیگران را کام فردا د امر و زاز کم          از زمین تا آسمان یک حلقہ دامت بس          الفیت صیاد می آرد مراد دام او          کفتمش از شورش مستان ما غم میرود          داد اہل بزم را جام مکرر سا قسیم</p>
	<p>و حبت مجنون بود رو نی بصحر اتنا بچتر          چشم پوشد و بجای خویش آہورا گداشت</p>
<p>مایہ صید و د عالم را میب کردنی آست          بوی مشک نافہ را بسیار رسوا کردنی آست</p>	<p>انفعال یکی ہایم متا شا کردنی آست          حلقہ های زلف را جانان مگر و کردنی آست</p>

<p>عرض حال دل مرا بادوست تنها کردنی است  نشسته دیوانگی باراد و بالا کردنی است  سنگ دلهای ستاں را همچو مینا کردنی است  آن نگار نمازین را محفل آرا کردنی است  باز مجنون را بجاکش رفته احیا کردنی است  دلبر طاقت را باراجامه زیبا کردنی است</p>	<p>رفته در ویرانه در انتظارش مکشیم  دست اندر حلقه زلفش زخم اشب بکنیم  تا شود آنگاه از کیفیت نازک دلاں  زاهد افسرده را بیکره توان بدون زنجوش  نیست اندر عاشقانت اندکی بومی وفا  گر تماشا مینائی چاک گل بار ابرسغ</p>
<p>نیست در عشق بتاں رونق بجز ناکامی  الفی باطلماں خون تمنا کردنی است</p>	
<p>دگر گلستان دست چاکمی بت دوامان گل است  لاله اندر باغ آتشها سے افغان گل است  بر فلک رنگ شفق دو دو چراغان گل است  در حقیقت ناله های بلبلان جان گل است  غنچه در صحن چمن گرداب طوفان گل است  گل بود همان باغ و رنگ همان گل است  گل بخود حیران و شبنم نیز حیران گل است</p>	<p>و دیده ام حسن پریشانی بسا مان گل است  گر متاع نخت دل خواهی بدو کان گل است  آه روشندل کجا با تیر گه مال شود  ایک نفس باشد بقلب عاشق و معشوق را  سینه چاکان عدم را شورشی باشد دم  گرم جوشیهایی اینان را نباشد فرشته  باغ را چون بگرم یک دیده حیرت بود</p>

باز

دیدن گل عاشقان را یاد رویت میدهد	بر دل زارم بجران تو احسان گل است
آه مادر یاد رخسارش ز خویشتان گل است	یشود رونق هجوم بلبان چون لوی گل
دوش در محفل او آه شرر بارم سوخت در برم آمد و از گرمی بسیارم سوخت سوختن را بدلم منت دیگر باشد که بجران تو سوزم نبود هیچ عجب سالنا شده بدر و ازه باغم محروم آتش دل نشود گاه به تسکین مایل	آب هر چند شدم جوشش دلام سوخت از فلک شکوه ندارم که دل زارم سوخت راحتی هست که آن یار جانکارم سوخت مشکل نیست نگر لذت دیدارم سوخت باغبان رحم دل از حسرت گلزارم سوخت چون نشستم بدرش سایه دیوارم سوخت
حیرت حسن چه نیرنگ نماید که چو شمع نشدم آگه در رونق همه دستارم خست	
گر دم بدامن فلک هفتین نشست چون شمع سوخت ز آتش شک و خیز نشست پروانه گشت مهر و بگردش قرین نشست	تا هفتش بخاطر اند و یکین نشست تا حسرت لبش بدل آگین نشست افروخت تا عذار تو شمع بسا را

در فراقم نه هوای چینی در کار است  
در فن عشق به تعطیل نمی باید زیست  
در فراغت بفرست تن عریان پوشی

خلوت - جام می گلبدنی در کار است  
د لبری گر نبود دشکنی در کار است  
بگر از غور که حسن کفنی در کار است

ردیف ثناء

مایل الفت او شد دل ناشاد عبت  
با ننگ غضبت خنجر جلا و عبت  
کاش بر صفحہ دل صورت شیرین بستی  
بی وفا بستی عالم همه نالان تواند  
نیت جز دیده تر لذت کوثر حاصل  
میتوان از نگهی کار مرا آخسر کرد

آنکه صدمه بده جسم کند آزاد عبت  
پیش موی مژده ام خامه بهزا و عبت  
بر سر سنگ تو محنت فرما و عبت  
در دل من بوس عشق تو افتاد عبت  
چند ای شیخ کشتی زحمات او را و عبت  
بر من زار کنی این همه بیداد عبت

نیت رونق اثری در دل سنگینش هیچ  
میکنی بهر چه شبها همه فریاد عبت

شانه شد گستاخ باز لطف پریشان الغیاث

میشود آئینه همزانو بجانان الغیاث

جز امید وصل نبویج در مان النیاش  
 میکشد از دست این آواره و اماں النیاش  
 میشو خرم بدیدار رقیبیاں النیاش  
 یکدل خرم نباشد در گلستان النیاش  
 با یکی باشد سرم اندر گریباں النیاش

می طپد دل در برم از درد بهجان النیاش  
 استین در دست دیگر میرود خندان بنان  
 سوی من چون بنگر و چین بر چین خود زند  
 گل پریشان لاله پر خون سرود حیرت بوند  
 میرسد صد فضل گل بر باد من در حیرت

بست جز فریاد و رونق چاره در و دلم  
 بست جمعیت ده آشفته حالان النیاش

ردیف جیم تازی

خلج نوروز نباشد بچراغان محتاج  
 تشو و گلشن تصویر بسیار محتاج  
 آتش لاله نگردد بد اماں محتاج  
 محور روی تو نگردد و گلستان محتاج  
 بجز از بهر صد گفت به نیاں محتاج  
 چشم گریباں بسوی ابرهباں محتاج

عارض روشن او نیست بافتاں محتاج  
 دل حیرت زده با گریه کجا پردازد  
 لب لعل تو چو امتت پاں بردارد  
 جام می نیست غرض شیفه چشم ترا  
 منعمان بهر گد امتت غیری کشند  
 ساقیا غر لبسری ز من ده نشود

غنچه سان و اشو و از خویش دل من رونق

مناجیه بهر صورت از حق

عقدۀ خاطر من نیست بیاران محتاج	
<p>بگه شادان کج ماه کج عقرب کج و در فتاب کج چون گذارد بر سر خود طره دستار کج حلقه آید راست باشد گر چه در پر کار کج بیشتر باشد ز بس در طینت زردار کج بر فلک پرواز کرده آه آتشبار کج میکند ببل ز وضع شاخ گل منقار کج</p>	<p>بسکه شادان سرشت این گنبد و وار کج خوبتر از راستی گرد و ز وضع یار کج میشود کج و بسوی راستی رهبر مدام کج کلاه بی میکند بر مسند خود از خرد میشود دل جو عشق کج کلاه بی اشبم عشق را لازم بود پیوسته بهر گنجی سخن</p>
ظالم آخر میشود رونق نخل از جور خویش میشود از درد اندر پا خلیدن خار کج	
رویف جیم فارسی	
<p>از سبب اشک هم نه نشست این غبار هیچ دل را تهی ز غم نکند نوک خار هیچ شد زخم گل مقابل جان نگار هیچ گل هیچ غنچه هیچ خزان و بهار هیچ جز دل نمانده است برای تبار هیچ</p>	<p>تسکین نشد بگریه دل بقرار هیچ خواهم کی بنا و ک فرگان او ز غم دارم تاملی بچه تشبیه او و هم در باغ این جهان بچه دل خوش کند کسی سویم رسید یار و ندامت همی برم</p>

این توبه بفت چو میان یا نه هیچ	در بستن و شکستن آن طسرفگی بود
	رونق بغیر آه نذاریم ساز و برگ بخرسوز دل نماند متاع شراره هیچ
<b>رویهن حار</b>	
گل کند خورشید از چاک گریبانم چو صبح رشته خط شعاعی چاک دامانم چو صبح مظله انوار آن خورشید تابانم چو صبح دست دپانم کرده شوق گلستانم چو صبح از صفای لعیان شد راز پنهانم چو صبح بسته زنجیر آن لعل زرافشانم چو صبح	در فراق هیر ویش اشک ریزانم چو صبح زخم دل به شد زموی زلف میسازد رفو شد دل من آنقدر روشن به فیض عشق یا نا توانی مانع نظاره رویش بود خواستم هر چند تا در پرده دارم تبر خویش نیست تاب و طاقت بیره شدن از دام او
	هر که می بیند مراد ل چاک میسازد بغم نیست غیر از نخت دل رونق بسانم چو صبح
شود ز روزه تو آینه بهار قدح بانظار تو گردید چشم زار قدح به بجز دست فزاید مرا خمار قدح	بدست خویش اگر گیری ای نگار قدح بیا به محفل رندان بدست آرقح کجا علاج فرقتش به میکشی آید

این

بیاب محصل مازاهد اندکے دارد	برای غارت هوش تو انتظا ر قحج
بنوش ساغومی گر که ورتی و آری	بھض بادہ برد از دلت خبار قحج
دیکه روی تو از بادہ بر فروز درنگ	ز جوش شوق کند خویش را ناثر قحج

چہ قیمت است مرا از ازل نگر و رونق  
بجای قطرہ می ریزد م شرار قحج

### ردیف خا

میتوان گشت بعد بار بہ جانان گستاخ	نتوان حرف زدن کہ بہ رقیبان گستاخ
دسترس نیست چہ سازم من بچہ پارہ غم	شانہ گردید با تزلزل پریشان گستاخ
پشت پامیند از ناز و عتاب آشوخم	گر بگیرم بر ہش گوشہ دامان گستاخ
دور باش مژہ گر مانع جرات نشدی	چقدر میشدم افسوس کجا بان گستاخ
بچہ تدبیر در آغوش من آید آل شوخ	بخش و انتوان کرد چو مرغ گان گستاخ
بیچ و تابی بدیش گر نشدی از من زار	میزدم دست بر آن کاکل بجای گستاخ

اگر رسد فصل بھار از سر عشرت رونق  
میشوم باز بد لب رنگستان گستاخ

ز جوش نشہ نصہا تراست چہاں سرخ	مرا از قطرہ خوننا یا شک مرگان سرخ
-------------------------------	-----------------------------------

بخون دیده عشاق کرده رنگین  
چه رشک است بهم حن خوب رویا ز  
چگونه خون شود در کفش دل عاشق  
چگونه سرخ نه کرد در رخ تو در خوبان  
ز تاب روی تو خاموش گشت آتش آه

وگرنه این قدرت از چه گشت اما سرخ  
که گشت رنگ رخ یار در گلستان سرخ  
خانی بچنه او کرد گوی و چو گان سرخ  
که تکه سرخ قبا سرخ هم گریبان سرخ  
بپیش مهر کجا میشد چسرافان سرخ

کدام شوخ دلت میبرد ز کف رونق

که باز دیده زار تو شد بچراغ سرخ

## ردیف دل

گر محفل صفت تیشه فرهاد کنسید  
چون گاه بی سخن بر گل و شمشاد کنسید  
عاشقان گر بچمن خوابش گلگشت بود  
گر بجا طهر هوس بوسه پایش باشد  
بعد مدت دل او مایل تصویر افتاد  
نامه مرگ رسید است ز درگاه عدل

سینه چاکان ز سر ناخن بیا و کنسید  
از رخ و قامت دلجوی کسی یاد کنسید  
لاله در باغ بینسید و دلی شاد کنسید  
خویش را در سر کوشش همه بر باد کنسید  
زود موی مژه را خامه بخراد کنسید  
چشم پوشیده بفرمان اجل صا و کنسید

بچو رونق با سیری به خرم باشید

دوقفس نیز عا در حق صیاد کنسید

بسی گوشه میخانه ساقی به برت کرد دل دیوانه ام اکنون سپند محرت کرد که بال افشانی دلمای پرغول باورت کرد که بر باد زوال این مایه کز وفرت کرد که چون نقش پاروی زمین زان برت کرد	اگر بیداری نخت تو زاهد باورت کرد گو ارا نیست بال افشانی نامحرمی میت نمایم تخت یا قوت صحن آستان را غور براه دنیا نیست شایان قوامی منم تواضع پیشه کن کراوج دولت را با خوا
--	---

ز خون خویش زین نارونق تو داهش

که در روز جزا بر قتل او تا محضرت کرد

بستم حسین را در ملاحظت پروری باشد که نقش پای او آینه حسن پروری باشد هلال اندر کف او حلقه انگشتری باشد بشوق عارضش گل محو پیراهن دری باشد زین بوی حسرت یار من یکب دری باشد بهای رونمایش صبر و جان مشتری باشد	لبش از متی پان غنچه نیلوفری باشد بت غارگر هوشی بن در دلبری باشد بلاگردان جنش شد ز دست مهر و موه کرد پیش قامتش سر و سینه نم گشته از حیرت کجا موج گز آئینه نیکین او گردد هوای بوسه اش در عرصه امکان نمی گذرد
---	---

خواب افاد رونق خانه دل چون خم صبا

گناه ساقی مابسه در فارتگر می باشد

چو گرد باد محشم بجز غبار نمائند  
بغیر دیده ماهیچ آبشار نمائند  
در و ن سنگ تاثیر آن شارب نمائند  
بغیر سیل شرکی چو آبشار نمائند  
کشود چشم گل و موسم بار نمائند  
هزار شکر که ساقی به ننگ عار نمائند

ز بسکه گریه دل را دمی مستر اندام  
نشان فصل گل از جور روزگار نمائند  
ز سر و مهری ار باب روزگار پیرس  
که اخت آتش بهوش مرا که از تن من  
خمیر مایه این بنام عبرت و الم است  
سب و بدوش و صراحی کف پایله بدست

ز فقیض پر مغناں رستم از الم رونق

بعقل و هوش مرا هیچ کار و بار نمائند

دل سوختگان طرفه بهار است ببینید  
جانان که سر گرم گذار است ببینید  
خندیدن گل بر سردار است ببینید  
بر تو حسن شوخی که سوار است ببینید  
یاران بمرین چه خار است ببینید  
بنی پردگی او بچه کار است ببینید

هر داغ دلم رشک شرار است ببینید  
عالم همه آغوش و کنار است ببینید  
در گلشن سمان طرب و عیش غم افزا است  
گردره او سر مه کشش دیده آهوست  
نه شیشه افلاک بیک جرعه کشیدم  
در پرده چو بوده دل عشاق همین برد

<p>هر کس که دو چار است درین کشور خوب          بچند که پروانه فاخته بیک دم</p>	<p>ای بی بصرا اینمه یار است ببینید          اندر دل بر شمع چه خار است ببینید</p>
<p>صفا و چو بلبل طپد از کشتن رونق          در وادی عشق این چه شکار است ببینید</p>	
<p>مجموعه سستی خشم و اتو با فرما د          برابری نتوان کرد پیش ما فرما د          شود ز تاب نگاهش چو آب سینه کوه          بغیر دلیر عاشق نواز دل نه د          ز کم نگاه بی او آنقدرستم دیدم          رضای خاطر او میتوان مقدم داشت</p>	<p>کجاست دامن آلوده و کجا فرما د          ز رشک مازده بر فرق تیشه را فرما د          فدا کار بسنگین دلی مرا فرما د          بیوش چشم زد لدا پر یونفا فرما د          ندیده است ز شیرین جنین جفا فرما د          که نیست خشم بیار این قدر رو فرما د</p>
<p>شکست دل بره عشق رونق نمی بخشد          زده است تیشه بس از الم کجا فرما د</p>	
<p>سپاهی را بدینا اینقدر اسلوب می باید          باین سه چیز که منازگشتی جا و دان لیدل          ظفر چون یافتی بر فوج خصم از رنج و محنتها</p>	<p>سلاح خوب است خوب آقا خوب می باید          ترا در جنگ دشمن طاقت ایوب می باید          ترا با ساغر می دلسر محبوب می باید</p>

نخواهم گفت یا این ناصحان سوزنازی را		از کم نظران همیشه رازِ دلِ محبوب می باید	
تمیز و عقل رونقِ مردار دار و بناگامی		ز بهر بیغمی ما حالتِ مجذوب می باید	
ایدل مسج شراب آمد	بر خسیر که آفتاب آمد	مطرب شبِ ماهتاب آمد	رنگی بگل رباب آمد
ما چشم زون فاست بگر	هستی مثلِ حجاب آمد	واعظ بردار و فخر خویش	از گریه هجوم آب آمد
مینار سنگ ریخت ساقی	رحمش بدلِ خراب آمد	وصفش گفتیم و دادش نام	از دست چه خوش خواب آمد
از شکوه گذشت یار از جور	کردیم خطِ صواب آمد	می خورد و ز خویش رفت بیرون	سنگی بر حجاب آمد
رونق زازل برای مستان		از نختِ جگر کباب آمد	
چون رویِ توبی حجاب گردد	چشمِ مسج شراب گردد	گر آئینه در کف تو آید	تیش بوی گلاب گردد

<p>دل در خم سے جناب گرد چوں کاہ بروی آب گرد این خانه بہنم خراب گرد ہر ذرہ چو آفتاب گرد</p>	<p>از جوشش شوق باوہ مارا در سبیل سیر شک جسم زارم از نازکی دلم جبہ پرسی اگر شاہد غیب رخ نماید</p>
<p>داغ دل من بہ عشق رونق چون نقطہ انتخاب گرد</p>	
<p>بہ نفس بر شیشہ دل آہ مثل سنگ بود افعی در فلک را طرفہ با من جنگ بود عرصہ ہستی بچو جان شرارم تنگ بود الفیت این نو خطان آئینہ ام راز رنگ بود یار با حسن از لاطرفہ این تیرنگ بود از نگاہش بوی گل آئینہ دار رنگ بود</p>	<p>شکہ در بزم تو مارانالہ سیر آہنگ بود دوش کان لطف زرافشان مراد چنگ بود کاش پیدا میشدی از بہر دل جامی دگر بعد ازین در حسن سیرنگ کسی دل میدہم در ہواش جملہ ذرات جہاں گر شستہ است در گلستانیکہ ان تکلیں اثر کردی حسرام</p>
<p>طرفہ عزت و شتم رونق بجا لم پیش ازین نقش پای در سیر راہی مرا اورنگ بود</p>	
<p>گلستانی بدیدہ می آید</p>	<p>پروہ از رخ کشیدہ می آید</p>

کبریا

<p>خار در دل خلیده می آید  هر که روی تو دیده می آید  هر قلت رسیده می آید  گل وصل تو چیده می آید  ماه پشت خمیده می آید  دست حرمت گزیده می آید  بوی گل آرمیده می آید</p>	<p>گر بدست تو گل رسد بچمن  از رخ خیر دیده می پوشد  مژده ای دل که آن ستم ایجاد  یا فتم از بهر اس و خوف قیب  صیت حن تو بر فلک هم رفت  زنگ عیشی بد هر نیت که طفل  محو عشق رخ تو شاید گشت</p>
<p>چون سخن باز پیش تو رونق  جامه خود در دیده می آید</p>	
<p>دل بیمار مرا مونس و غمخواری بود  از گرفتاری ما گرمی بازاری بود  شاید از دیدن آئینه ترا کاری بود  گر گلی رُست درین باغ بدل خواری بود  صبح دیدم که فغان لیل بیماری بود  مایه جمعیتم طره طساراری بود</p>	<p>یا دیشی که بخاطر هوس یاری بود  حسن زیبای ترا بسکه خریدار شدیم  بینرض نیت درین دهر کسی را نرفت  خالی از درد و محبت نرفتند دل  همه شب نوحه و فریاد بگوشم آمد  از پریشانی عالم با ما می بودم</p>

رونی از چرخ عبث شکوه نمودم که مرا  
باعث رنج و الم میل دل آزاری بود

غمره شوخ تلاش دل شیدا میکرد بوی صد نافه بیک تار تو سودا میکرد باغبان طرح چمن کاش بصحرا میکرد شور محشر بر کوس تو بر پا میکرد انتظار ت چند رخون بدل ما میکرد بوی گل را به چمن روی تو رسوا میکرد کاش اسکن در روی موی بی جا میکرد گردن ساقی مانده دو بالا میکرد	روی خود را چو در آینه تماشا می کرد شانه چون حلقه زلف سیب و میکند دل و حشت زده را مایه تسکین گشتی یا در روزی که بجور و ستمت ناله من شکله گردید همتا به چمن شیشه و جام پاس بمرنگی خود مانع او شد و رنه بهفت کشور یکف آورد و ندیده شمر شیشه می چه قدر مستی دل فزاید
--	---

یا در جمعیت و عیشی که بر عینم حاسد

دل رونق بر زلف تو ما و میکند

بسادگی چه قدر از تو کار می آید  
متاع عیش بدوشش شرار می آید  
جنون کنیم که دیگر بهار می آید

رنج تو در نظر آینه و ارمی آید  
بکارمانی گیتی کجا می فرصت  
بکام خاطر دیوانگان گذشت سپهر

<p>بجای اشک دل بے قرار می آید      تراهنوز ز نام چہ عار می آید      بخویشش که بفرق تو یار می آید</p>	<p>پرس حرفِ تمنا ی خود زیدہ من      بہ عاشقی تو ضرب المثل شدم بجمال      بعشق او دل دیوانہ بخود می تاچند</p>	
	<p>نیاید از کف صد قیس کو کفن و نوق      بعشق آنچه زد دست غبار می آید</p>	
<p>گوهری سیر نذیدند که محل بستند      از دم تیغ تو بردوش جلال بستند      دیدہ را در ہوس چہرہ قائل بستند      در میان من آو آہ چہ حایل بستند      بخودی طرفہ طلسمی بہ مقابل بستند      چہ طلسمیت کہ بردیدہ اسل بستند</p>	<p>منعماں چون بز و مال جان دل بستند      عاشقان تا بہر کو چہ او دل بستند      چہ قدر باست تمنا ی شیدان وفا      میتوان گشت بیک نالہ بجانان وصل      عالم وصل بتا کہ نذار دہدے      ہر کہ نظارہ آں کرد بو حشت پیوست</p>	
	<p>ہمچو نقش قدم افادہ ام از غم رونق      پایم از سلسلہ جاوہ منزل بستند</p>	
<p>سرشت چرخ مینا قام کردند</p>	<p>جوی ز وسعت دل وام کردند</p>	
<p>بہر غزل اور اسکے بعد کی غزل دونوں دیوان میں موجود نہیں ہیں نہ کہ صبح وطن سے      نقل گئی ہیں ۱۲</p>		

	<p>که آغاز مرا انجم کردند      بفرش چهره گلفم کردند      بصحن این چمن گل نام کردند      مشکبک دیده بادام کردند      مگردل را چربی آرام کردند      خطوط دست احسانم کردند</p>	<p>شرار آسادی فرصت ندارم      نموده انتخاب رنگ هستی      فراهم کرده حسرت های یک خلق      بچشم مست او چون همسری کرد      به اعضای انسان یافتگیس      گریبان را عجب تخمیر و لبت</p>	
	<p>بسان مردک رونق در آغاز      سیه بختی مرا الفصام کردند</p>		
<p>آه رسا بقصر فلک خوشش کند شد      پامال مثل سایه دل مستند شد      بر ناله ام چو شعله آتش بلند شد      محو فغان و ناله چو دل بند بند شد      آنشوخ و لنوا از چه گویم که چند شد      مینا ز جوش بادیه رو ریش خند شد</p>		<p>بازم هوای الفت جاست بلند شد      رسم جانی پیش بتاں چون پسند شد      دیگر فراق زخم دل دردمند شد      بزنجیر زلف کیست دگر دام عاشقان      هر دم بوعده نامی صال است جلد سنا      زاهد چو کرد گریه به شرب می مدام</p>	
	<p>نوتیس لب کدام لبست را نواخت با</p>		

<p>رونق حلاوت سخت رشک قند</p>	
<p>واشود تا مژه شیشه به خار از ده اند              داغ سودا است که آنرا بدل از ده اند              گلر خان سنگ جبار دل شیدا زده اند              پشت پای زهوه صفا بر بازو ده اند              بستگان سبز زلف تو به صحرای زده اند              طعنه از لب میگویند بسیحازده اند</p>	<p>میکشان نقش و نگاری که به مینازده اند              نقطه خال که بر عارض زبازده اند              میتوان یافت ز خارا می شبیه شیرین              خواهش وصل محالست که این در بچوبان              گرد باد از سبب تنگی جابر خیزد              طرفه ناز است که این خوش گلمان رعنا</p>
<p>آنچه رونق بآشای چمن دید این است              نقش عبرت بر صفحه گل بازده اند</p>	
<p>خنده زد گل باد ای که شرارم افتاد              هوس سیر گل و باغ و بهارم افتاد              الفتی طرفه مرا بادل زارم افتاد              آتشی بود که در جان فکارم افتاد              جلوه گاهش دل بیصبر و قرارم افتاد              شبکه در رگداری پای بخارم افتاد</p>	<p>دوش سوی چمنی بی تو گذارم افتاد              ناکه اندر نظیر آن لاله عذارم افتاد              همچو بیاغ عزیز می که بدستش دارم              کف رنگین تو در دست رقیبی دیدم              خواب آرام بچشم تو رقیب از زان              خلس آن مژه تیسر بدل یاد آمد</p>

سرخوش آمد ب سرم یار و دل از رونق بزد  
 ہی بگیرید که میناز کف سرم افتاد

<p>غبار در نظرم گل فروش می آید          که ناله دل زارم به گوش می آید          چرا برفس از خمی خوش می آید          کسی که ناله بر آرد خموش می آید          جنازه سان بچه صورت بدوش می آید          چرا سرشک بهردم بچوش می آید</p>	<p>کدام غارتِ سامانِ بهوش می آید          بقصدِ خون که آن سرخ پوش می آید          اگر نه کوه زنگ دشت به فریاد است          درین جهان پراتش سپید سان یاب          چونست اهلِ دول مرده دل درین عالم          اگر نه دیده من گشته چشمه سیاب</p>
---	--

مده بشکر کی نسبتی مرا رونق

کلام من زندای سر و شوش می آید

<p>بگردش گنگی روز ما چو شام کنند          نموده خون دل افلاک می بجایم کنند          بشی که زرد قبایان بهایم کنند          پی گرفتن عاشق چو فکرو ام کنند          سنگمراں چو بدل غم قتل عام کنند</p>	<p>بتاں که کار رقیبان خود تمام کنند          دیکه باده کتان فکرا انتقام کنند          و اگر مجال که مه پاره چون کتان نه شود          خوش است حلقه آن زلف تا بدار بتاں          فلک دهد ز میه نو بدست شان تیغی</p>
---	---

شرباب جوش زندهر کجا خوام کنند	چه مستی است سر با می نازینان را	
	به پختگی کلامت نیر سد فکرے معاصران تو رونق خیال خام کنند	
<p>فکر جمعیت و درمانِ دل زار افتاد چه قدر کار مرا با غم و لدا ر افتاد گل کجا تازه بود چون کفِ خار افتاد دست از زلف نبردیم که از کار افتاد خاطرم مایل آن سایه دیوار افتاد جان من گرد ملت خواهش آزار افتاد</p>	<p>در سرم تا هوس ز گس بیمار افتاد وصل او ساعتی آرام دل زار افتاد تن منجی ده اگر عافیت می خواهی یار باین ماریه را چه قدر باشد پر چتر فردوس برین دسر زاهد خوش باد بهر مشق ستم ادلی است رقیب گستاخ</p>	
	کی شود رونقم آزاد زردام گنمت چشم مخمور تو بسیار سیه کار افتاد	
<p>برگ را بر رخ خود دست جیا میازد خارِ حسرت بدل خسته ما میازد با چمن مایل روی تو کج میازد خارِ شرکان کسی نام خدا میازد</p>	<p>گل اگر دیده بلب های تو و میازد کلیف پای تو گر رنگ حنا میازد نه شقایق نه گل و سبزه نه ز گس نه نسیم شادی و عیش و طرب را چکنم آه بدل</p>	

<p>بدل غم سزده ام خار جفا میسازد          هر که از کوی تو ام یار جدا میسازد          که بو حشت زدگان باد صبا میسازد          بچه امید کسی همسر و وفا میسازد</p>	<p>لطف و اشفاق تو با بوالهوسان ارزان          گاه روی تو نبینند ز جفای گرد و          هر سحر طرف چمن مکن مامیگردد          اگر همین است بدنی باغ و داد</p>
<p>روقی اندوه مخور از تم دور فلک          چاره درد دولت غوث و رایسازد</p>	
<p>بعد سالی بجز رمی آید          صبر و عیش و قرار می آید          خنده ام بر شرمای آید          دیگر از دل چه کار می آید          سنگی بر فلک رمی آید          از غمی بس که عار می آید          دل برای نشار می آید          آنچه از نوک خار می آید</p>	<p>مژده یاران گنار می آید          ای دل خسته یار می آید          فرصت یک دم این قدر جلال          خون شدن با نجاک غلطیدن          از فلک گرموت آمیش          چشم خود را ز دیدنش پوشم          گوهر اشک جمله از کف سخت          کی زیر و سنان کشاید کاه</p>
<p>زود پهلوتی کنی اسے برق</p>	

## رونق معیت راری آید

ز مژگانی بدل خار سے ندارد	برنج است آنکہ دلدار سے ندارد
دلم بجز دوستی کار سے ندارد	کسی کو الفتِ یار سے ندارد
بفرقِ خویش دستار سے ندارد	جاب آنا سبکبار سے است ختم
دلت چون غنچه آزار سے ندارد	مرا چون گل جبکہ صد چاک گردید
ہر آن کس دیدہ زار سے ندارد	بمختر آبرویش از چہ باشد
کہ چشمانِ شرر بار سے ندارد	بہ بیداری دلم چون شعلہ زرد

نیاید رونق از غمِ راحت نکلس

دل زاری شب تار سے ندارد

## رویت ذال

چشم بیمار تو بخند بہ سیجا تعویذ	از کسی بہر چہ خواہم من شیدا تعویذ
عاشقی را چہ سرو کار بود با تعویذ	مینویسی ہم آید دست بسودا تعویذ
کن رقم بر ورق ز کس شہلا تعویذ	گر با شفتہ آن چشم سیدہ در ہنہ
بزنای یار دیگر بر سرِ نلا تعویذ	گوشتہ دامن او بہر علاج جسم کافی است
کار دیوانہ بود و شکر مدا و تعویذ	بوسہ گر کیف آید ز لب شیرینیش

<p>ای پرخواس بجالت شوم آنکه قایل          هر که بیمار و پریشان دل و آشفته بود          نیست جز حضرت ویدار خبار می درو</p>	<p>گر به بندی بسر آهوی صحرا تعویذ          هست رخساره آن آینه سیما تعویذ          بس بود پاره آن آینه مارا تعویذ</p>
<p>زهره در پهلوی دیدم این و نوق نیت          هست بر ساعد و لدا چه زیبا تعویذ</p>	
<p>چون نوشتم بآن دلبر گل رو کاغذ          عشوه بست میان من و او واقف راز          که بوحشی نگهان نامه نویسم گاه          بهر تکیه دل زار خیال دارم          و این ماریست چار نامیم دو آ          عرض احوال توان کرد بوشش لکن</p>	<p>همچو اوراق گلستان شده خوشبو کاغذ          میفرستدین از گوشه ابر و کاغذ          چه عجب گر بشود دیده آهوی کاغذ          کی نویسدین آن کافس بد خو کاغذ          اگر نویسم بآن حلقه گیسو کاغذ          میدهد سیل سرشکم به در جو کاغذ</p>
<p>رونق از تندی خویش چه نویسم دیگر          بر قاصد طرفی مانده به یک سو کاغذ</p>	
<p>رویف راء</p>	
<p>بس است حلقه گیسو در باز بخیر</p>	<p>اگر چه کاره بود و دستا مرا بخیر</p>

فقا و تا بچون کارم آه باز بخیر  
 خیال زلف تو خوش میکند دل را  
 همان دشواری دیوانه ام دو بالاش  
 بیانفت برندان یکی متاشاکن  
 زبکه حسن تو دیوانه کرد عالم را  
 ز قاصدان نکشم بار منته دیگر  
 وقارستی مجنون رسید در جای

ز شور ناله من گشت بی صدا زنجیر  
 و گریه جنبش پاسبان کند را زنجیر  
 رسید تا بفرقت مرا به پای زنجیر  
 کجاست این دل دیوانه و کجا زنجیر  
 بر بگذار تو افتاده جا بجای زنجیر  
 هزار حرف پیام کند داد از زنجیر  
 هزار ناله کند چون شود جدا زنجیر

چو دید حالت رونق بهجاری کشید  
 ز بیست راری دل ناله رسا زنجیر

در دل از آتش عشق یصنی اکلردار  
 ای هنرمند ز سر مایه خود جوهر دار  
 صابری طرفه قلبی است نگریس را  
 همت از هر که پوشیده حید باشد  
 حسن ظاهر بصفای دلی آراسته کن  
 ماتی را با تاشا سه چمن کاری نیست

نفس سوخته چون شعله خاکستردار  
 بی قبای تن پیرایسته چون گوهر دار  
 دل خوشنود بنم چون علی هضر دار  
 در هواداری او پیر و می قنبر دار  
 رنگ و بو هر دو مساوی چو گل محمد دار  
 وادی سبزه تراز باغ ز چشم تر دار

<p>زیر خاک ارثوی از فکر کبندی گذرد          هوس فرم و کور نما بجهت خدا</p>	<p>اگر شوی نقش قدم حوصله نیر دار          قطره آب از آن خنجر بر و بردار</p>
<p>پاکد امن شو و در عشق بستن خاطر خواه          رونق از دماغ بکاشانه دل اختر دار</p>	
<p>صاف بندی ست خوبی اشعاع          دیدن صاف و دردی این فر          ایک آن را لطافت باید          کن نگه ای دقیقه بس سخن          فهم مضمون دست بر شکل          وقت شرب بود مرغوبم</p>	<p>خاک بر سرق وقت گفتار          میکند در دستیق گو اطلال          ورنه زان گفتگو ست لازم عار          و کلام فو لاسه خواب          گشت تشخص معنیش دشوار          کرد ما چند ازین مرا بسزوار</p>
<p>مختلف شد مزاجها رونق          چه ضرور است این قدر انکار</p>	
<p>گرد و قبول بار گش آه در سحر          در پیر قدم مقابل رویش ز جاروم          با آتش نفس نتوان بسزایان شدن</p>	<p>گیرد گشاد ناله جانگناه در سحر          همچون مسافری که رود راه دیگر          گم میکند تجلی خود ماه در سحر</p>

<p>فریاد عاجزان پریشان که بشنود          اکیسر عظم است برنگ سفید صبح          از زلف دل برآمده رسوا بچهره شد          در ماندگان غفلت شب راهی کند          هر کس بقدر ظرف ازان کام دل برد</p>	<p>گر بر پلنگ خواب کند شاه در حشر          بنگر ز شب زیاده شود باه در حشر          گردد گرفته در دشبانگاه در حشر          بیدار اسم اعظم الله در حشر          یک نام دوست است با فواہ در حشر</p>
<p>رونی نگر بیدیه دل تا شود عیان          تا بدستاره سان دل آگاه در حشر</p>	
<p>مژده ای یاران کهستم در بهار          که کاش آمد بدستم در بهار          توبه تقوی شکستم در بهار          گاه محمود دسگه پیمانہ نوش          پیش ازین پروای نگلی داشتم          در خیال نشسته بنگ خطش          بچو خال گگر خان سیم تن          میکتم باد خیز ز عقد خویش</p>	<p>ساعه دینا شکستم در بهار          با مغانی عهد بستم در بهار          می پرستم می پرستم در بهار          گاه عاقل گاه مستم در بهار          از جنون زین قدر بستم در بهار          که بلند و گاه پستم در بهار          تیر از روز بستم در بهار          چون ز کرخ زهد بستم در بهار</p>

ردیف زرای تازی

<p>بنای صبر و خرد را در گریه آب انداز          زکان لب نگی بر سر کباب انداز          بموی زلف تو یکبار پیچ و تاب انداز          فروغ عارض خود در دل جناب انداز          نگاه گرم کنی بر سر سحاب انداز          بجای آب شرابی بچشم خواب انداز          که آتشی بهوس موسم شباب انداز          شرار در دل با قوت از جواب انداز</p>	<p>نگویت که به مینای می شراب انداز          بقتمی کن و در ساغر م شراب انداز          گر که کشاده شد از کار عالمی دیگر          از تند باد طلسم فائش امین کن          بآب دیده عاشق برابری دارد          بزم وصل دلا این قدر تحریصیت          فروغ رنگ رخت فاضل این قدر گوید          هزار دعوی بیجا کند پیش لب</p>
---	--

بغیر دیده رونق زرای حسن نیست  
 بزم بوالهوسان گر روی نقاب انداز

<p>در دم موج زند حسرت دیدار بسنوز          می طپد در سر کوشش دل بیمار بسنوز          ابر نیسان بزین است گهر بار بسنوز          در نظر است بهماں گرمی ناز بسنوز</p>	<p>نگفت راست با نینه سرو کار بسنوز          مایل رحم نشد چشم ستمکار بسنوز          قطره از نیم اشکم بهوارفت ز آه          ماه کنگان و زلیخا به زمین آز امید</p>
--	---

<p>رشته طول امل بای جان شد کوتاه ساغر مهر و مه و شیشه افلاک شکست</p>	<p>در درازی است گمراهه خمار هنوز جام در دست بود ز گس سرشار هنوز</p>
<p>شور محشر مه افسانه ر بود و رونق در ترقی است بجانم هوس بایر هنوز</p>	
<p>پیرگشتی هوس نقش و نگار است هنوز ریخ زیبای تو سر جوش بهار است هنوز نسبت گل بلب لعل تو دادم یک بار عمر باشد گهر دل ز کفم کم گردید بعد عمری چو بسویم گذری شد پرسید نگه مست ز چشم تو سخن بر سر من</p>	<p>چون فلک در قدیم گشته تشار است هنوز شوخی حسن تو بر برق سوار است هنوز سببیم باغ بهر غنچه تشار است هنوز آسمان گذری سوی بخار است هنوز در دل غم زده ات صبر تو ادر است هنوز خم و پیمان نهی گشت و خمار است هنوز</p>
<p>خطار آوردی در گذشته جانی از تو رو نغم را بتو جانان سرو کار است هنوز</p>	
<p>عالی در باغ خندانست و گریه ام هنوز شور بلبل سر مه آلود است و نالانم هنوز دور می آفرشد و بیرون ز مجلس رفت یا</p>	<p>از سر شک دیده بریزد گل بدامانم هنوز در عدم بیدار گردد گل ز افغانم هنوز ریشه در خون سپید و اندامی هم گانم هنوز</p>

ماد و کس آشفته گیسوی پر خم بوده ایم  
لکته سربسته ساقی ز راز جام گفت  
پخته کارتی جنون از آتش ریج است بس

یافت جمعیت گل سبیل پریشا نم هنوز  
بزم می برخواست در سیر گریبانم هنوز  
سنگ طفلان را نخورد و دیابانم هنوز

تا بخوانم دفتر ز گنجی حسن ترا  
بجز رونق در تماشای گلستانم هنوز

دیگر ای شوخ مگر آید بر سر نماز  
سرمه دان تا شده چنان ترا یا در نماز  
دارم اندیشه که حسین تو نیاید به زود  
گر دیش چشم با نیست که من میدانم  
عشوه مهر بست که در شام و سحر میشد  
سرخشش تا بدم حشر نه چندانها

ساغر باوه بدست تو بود در نماز  
ریخت در دامن آسینه گل نوبر نماز  
مورخلت نشد و فتنه و قارنگ نماز  
باز آفتاب دل غم زده در ششدر نماز  
طاقی بروی تبارت مگر خاور نماز  
ز کس مست تو ساقی است عجب ساغر نماز

رونق از دیده او غره دی بیرونیت  
با گلکاهش بر شتند مگر جوهر نماز

پهانی محض شود اندر عدم بر خیزد

بیر گلشن نیز کنی قدم بر خیزد

یہ نقل دیوان میں دج نہیں ہی تذکرہ صبح وطن سے نقل گئی ہے

<p>متاع سود و زیاں بار خاطر است اینجا          بهر زمین که نبی یا بجز مزاری نیست          فراخ کامی داری شد زیاده سری          به فوش و نیش ترا دخل نیست کی بر مو          زلاله داغ دله وام کن بغصیل بها</p>	<p>چو گرد قافله ای کار روان زیم برخیز          گنه نکرده ازین ره بیک قدم برخیز          بهر چه خواست مشیت زمین و کم برخیز          حلاوتی رسدت از کمان سم برخیز          بسوی دشت نگر از سر ارم برخیز</p>
---	---

هوای ابر بر رونق دماغه ایساقی  
 بکف گرفته صراحی و جام جم برخیز

**رویفن سین**

<p>گرازدل پرداغ بود افریطاوس          سوزی ست زجن توگرد سیرطاوس          ارحسن تباں چون نشود داغ دل ما          یزنگ رخت آنقدرم سوخت بجزرت          اشکیست که تا کوی تو آیم بر غش          هر چند سراپاش بر از نقشه گنار است          آبی سیر اچاره گرای دل بیتاب</p>	<p>بگرنگ بود تیره چو شب سیرطاوس          که طره زلف تو شود افسر طاوس          بر آینه ریزند چو خاکستر طاوس          دل نیست مرا لیک بود یک پر طاوس          جز گریم بگلشن نشود ره پر طاوس          داعی است مرا منتخب از زبور طاوس          جز ناله بصحر که بود یا ور طاوس</p>
---	--

<p>فکری ز قیامت بدل بخیرم نیت</p>	<p>گشته نگاهیت همین محترط اوس</p>
<p>رونی ز رنگت مرا خلعتِ نجاب</p>	<p>گر جامهٔ منتاب بود در بر ط اوس</p>
<p>بوده از روز ازل بار اسرو کارِ قفس          گزینشی ساعتی در چار دیوارِ قفس          یک شکر ب نیت در باغ جهان بی درو          حلقه زد در کمند زلف با عزمِ شکار          ی چراغ افتاد که بزم گرفتاران چه باک          سایه پرورد بهار وصل خو پاینم ما          در اسپری گریه پیش گلر خان ناشی چه غم          نالهٔ مرفان مگر در خواب او آتش زند</p>	<p>در حق ما قصر فردوس است دیوارِ قفس          بهتر از صد گل شماری یک سر خارِ قفس          یا ریحون آینه طولی گرفت از قفس          باز از نو میشود گرسنهٔ بازارِ قفس          میشود از نالهٔ شمع شب تارِ قفس          بلبل ما راست از روز ازل خارِ قفس          نیست جز مجروحی صیاد آزارِ قفس          بیشتر بیدار میباشد نغمهٔ آزارِ قفس</p>
<p>گر شوی نگاه رونق از فراغ عزلتی          بر سر خود دیگر از منت کشی با قفس</p>	
<p>گلشن من چشم گریانیست بس          مرهم دل خار مژگانیت بس</p>	<p>خنده ام چاک گریانیست بس          کسوت و تار دمانیت بس</p>

<p>نقش پای یار یو اینست بس  عشر تم در لعل خندانست بس  بدم من آه ناد اینست بس  از صبا یم با جہانست بس</p>	<p>بہر معراج بلند ی ہای من  از می ساغردم کے بشگفت  بسیقار ساو گہما سے دلم  اکی تو انم برد ناز باغبان</p>
<p>چون شود محروم رونق از وصل  دلنشینش آہ و اٹھانست بس</p>	
<p>ساعتی آسودہ شوار ووشن بار لباس  بچو گوہر ہستم در بند آزار لباس  ای حریفان آتشی افتد باز آزار لباس  در دل آریا بی ولت میخلد خار لباس  خچہ آن تگہ خوش آمد ز گلزار لباس</p>	<p>نابکی خافل بدنیانی گرفتار لباس  نیت چون تصویر عیانم سرکار لباس  جامہ سرخش چہ خوندار دل بیاب سخت  چین دامن میکند ظاہر مابا صد زبا  گرچہ سرتاپای اورنگیں بود لیکن مرا</p>
<p>اطلس و زربفت چون یدم بدوشن  در دلم رونق از انصاعت بو خار لباس</p>	
<p>اصل بیاض میں ایک شکر لکیر کاٹ دیا گیا ہے۔ وہ ہوا  پارہ خواهد شد ششش چون گل زبید و فلک ہر کہ میگردد دریں عالم ہوا اور لباس</p>	

<p>هر که دیدیم بد نیاشده مدبوش هوس          همچو طابوس همه داغی و گلپوش هوس          بار ز رچند کشی آه تو بردوش هوس          هر که گردید درین تکلده مینوش هوس          بسکه در فصل بهار است بدل جوش هوس          آنچه اکنون بگناه تو رسد نوش هوس</p>	<p>حالی راست ز بس دست و راغوش هوس          بیخبر چند نشینی تو در آغوش هوس          همچو اکیر کند خاک تلاش ز رویم          نشود سرخوش عشرت و می از بیتابی          ساغر بدر ز ممتاب پراز صهباشد          تلخ گردد و بذاقت چو قاقمات گیری</p>
<p>آنچه بر فرق شہانت مذا فی انسر          رونق افاده بران قوم چه سرپوش هوس</p>	
<p>رویت شین</p>	
<p>ما رضش از عرق گلما فیوش          دل صد پاره شد کما فیوش          دیدم من شد آقا فیوش          محتب و فخر حساب فیوش          دیده گوهر است خواب فیوش          برگ گل میشود نقاب فیوش</p>	<p>ز کس مست او شراب فیوش          چون بزم شراب بنشستی          تا تماشای روی جانان کرد          ساغر می زد دست یارستان          گشت مدبوش تا ز دیدارش          تا ب رویت مگر نمی دارد</p>

بسکه بریز از هواست تو شد  
دل رونق شود جاب فروش

<p>ز نمرآب گردد بخیه چاک گریبانش فراهم میکند زخم کو اکب شور افغانش دو عالم پای موری هیت صحیحی باشش بدل هر کس که بنهان مینماید خار فغانش که باشد گرد باد آسا خباری ساز و ماسش که بار و نخت دل در جای گوهر برینش که بر لب خنده را دشنام سازد ناپوشش زندگر بر زمین صد بار چون رخ رشید و راسش</p>	<p>بگلزاریکه باشد جلوه گرسرو خرامانش دل چاکم اگر گردد در فواز تار دانه اش ز دست آن شکارا هنج کجا بنهان تو ان گشتن بگلزار ارم صد خنده از زخم جگر دارد چهره پرسی از ازل آواره گرد میر و پائے سر شکم شورش طوفان برانگیزد بد ریایک پیشش طفل شوخی عرض حالم کوفی دارد مناش حیثیت کی گذارد این دل شیدا</p>
---	---

اگر رونق رود بهر تماشای چمن گاهای  
غرض جز لاله در دل نیست از سیر گلشنش

<p>نماید جلوه چشم پری خصال در پایش که خنطن میشود انجیر از لعل شکر خایش که از یاقوت سازد درگ جدا تم گان پایش</p>	<p>ز بس که دید شوخی بقرار قد رعنائش شود شیرین دل من از لب دشام پیرایش کی از مشق ستم در دل گذارد قطره اشکی</p>
---	---

<p>بود کخیر و تخت گلستان چشم شمایش          کند چون لاله کسیر داغ در دل جام میثاش          قبا از چشم بلبل مینماید سر و زیبایش          بهنگامیکه لبریز عرق شده ماهیمایش          نگاهم رسته گوهر شود وقت تماشايش</p>	<p>ز بس احکام نامش ربه گلهار و ان گرد          اگر از محفل می ساقی از مستی بروی آید          کجا بر طلس گل التفات آن نگه افتد          ز ناز آب تابش غوطه در آب گهر گرد          پی آرایش زور چو گیرد در کف آینه</p>
<p>مشو در باس رونق اینقدر بیدل زخیم او          که مضمون تسلیم است پنهان در هر ایمایش</p>	
<p>زند در سیندام صد تیر فرکان جفا کارش          که در دل خار خاری ارد از دیدار خارش          کند شام و سحر بر رخ نگاهی لاف خدارش          بایما میکند مطلب او آشفته گفتارش          بد زمان ناز منت میفرودند خار آزارش          چو بر خود میندازد نگاهی چشم بیارش          ظهور رشمه موان از تقافلهای بیارش          جاب آسازستی دیده می پوشند هوا دارش</p>	<p>بهنگامیکه میگویند میناید چشم خونخوارش          نگاهی کن بزنگینی بیج و تاب و تشارش          هوس با بوجوانان بیشتر دار پذیران هم          غرض از دل طیدن با هم آغوشیت میدهم          گز خور دست آب از چشمه حیوان نهال او          بانکه التفاتش خسته جانان میرهند از غم          اگر در انتظارش کور گرد دیده عاشق          تلونهای کثرت پرده وحدت شود بهر دم</p>

<p>نگه بردوش در کمان تکیه زد رونق تماشا کن  ز بس طاقت ربانی میکند صبا می دیدارش</p>	<p>-</p>
<p>پری در شیشه پنهان میکند تاثیر افشوش  بصحر امانس ویرینه باشد روح مجوش  بود در هر زمینی دلشش آن سر و موزوش  که باشد زردی رخساره او گنج قارشوش  که صفهار ابرار میکند در روز شوشوش  رکاب از حلقه چشم پری میداشت گلکشوش  بیک جو غم نگیرد راحت کونین محزشوش  نیم آب نجالت میثارم در مکنوشوش</p>	<p>و گر ساغر کش نماز است ایدل چشم میگوشت  ولی دارم که باکی نیست از آسیب گردوش  نظیرش مصرع بر جسته دیگر نمی بسنم  چرا عاشق نگردد بی نیاز از منت گردوش  برنگ چشم او ترک دلاور رانی بسنم  عنان تو سن او از رنگ جان غزالان بود  نخواهد سرخوش او ساغری گم جام جم باشد  بفرق خویش بندد منم و صد نماز دارد</p>
<p>هر آنکس چون خا هم بچینه دلبر شود رونق  با این حمیت لازم آمد ریش خوش</p>	<p>-</p>
<p>نماید آب که هر کسب خود داری پیشش  حایل میشود در گردن او ساق ز ریشش  که شور حرر را بخشد حلاوت لعل شیرشش</p>	<p>اگر سیاه آید بخاطر وضع نگیشش  چه راحت است یارب نصیب خانه زیشش  ز آسیب قیامت نیت باکی دلخارشش</p>

که همچون لاله داغی میرساند برگ زرش  
 بهنگامیکه باشد در نظر سرو بلور زرش  
 که از میثابی برق است ممد خوابش  
 که لب چون ماه نود در خنده و میدگش  
 شود سرمانه عمر تو آخرت صرف گانش

پای نازک او دست عاشق کی گذریا  
 چه نیرنگی تماشا میکند دل از طپیدنها  
 رمیدنهای شوخی را در گرازم چه سپری  
 بجزت میرسیم از هجوم بیعت راریا  
 خدرا ززال دنیا کن اگر میناشی دار

به نیکین میشود فردای محشر استنار و نوق  
 که همچون خواب پنهان شد چشمش بایر و دوش

پیام صلح نماید نگاه پنهانش  
 کجاست رنگ بهار و کجا شهیدانش  
 که سرمه هست نگر هم زبان مژگانش  
 که یک فلام مکر است است ریگانش  
 دگر ز خویش برد الفت غزالانش  
 بقدر رمور اگر جاکنم بدانش  
 نهان بقطره اشک من است طوفانش  
 بشاعری که باین رنگ بوست دیوانش

اگر چه موج عتاب است باز چشمانش  
 عبث فاد بدل رغبت گلتنانش  
 عجب نباشد اگر مایلش فغان کشد  
 چه نسبت است خط یا را به سنبه گل  
 همین دل است و من دگر و باد و صحر  
 هوای سخت سیلان پسر ار رسد دل  
 ز آبیاری سیلاب فوج دم زرش  
 صبا نثار کند باز دستر گل را

دل تنگش رونق قناد مایل اشک

بیاض و بحر مسلم هوای نیاش

که از راه ادب در پیش او خم گشته ابروش  
دل اشفته بخود را نمایم نذر کیوش  
که میدانیم ما از عسر با کیفیت بوش  
اگر افتد گذر از ناز گاهی بر لب جوش  
بچشمش مرد مک لرزان بود از تندی بوش  
که دارد با مسلمان میل یارب لطف بندش

نمیدانم چه میگوید بشوخی چشم جادوش  
صبا بار در گرز سبر شوی گزاسر کوش  
اگر دارد نسیم از گرد و امانش آورده  
تنگ بر زخم ماهی ریزد از ریگ تیر دریا  
منی باشد فزونی تر زین عتاب و خشم و رعنا  
ندانم تا چه باشد مدعای التفات او

کندر رونق تصور سیاغرمی دیده پر خون

رگ گل را شناسد خار خاری مایل بوش

که سلک گوهری ارم برای زینت دوش  
برنگ سایه میکردم پر و خاک بعدوش  
چون آب رنگی میداد اندام گلپوش  
بهنگامیکه آرد سیل آب دیده در جوش  
تنگ ریزد بجام باده زاهد لعل مینوش

صبا پیغام اشک من بسا فی تا در گوش  
دمی که خود روم از بمقار ایسای آغوش  
نه پنداری که بهر زینت خود دما ریشود  
فلک از شور دریا پنبه در گوشش و اندازد  
کن اندیشه معصیان ملاحظت بین قبح بسا

برنگ چشم او از بکه دارد وضع خود و اگر بستی و انماید خویش را پیش از مدهوش

عبت رونق با مید وصالش چشم در راه  
که گردیده ز خاطر و عده دوشین فراموش

دلت را از گشتان میکند خوش نه ما را صبح تا بان میکند خوش هلاکِ فوخطانِ گلِ عذارم ندارم مدعاے غیر نسیان مدا و خانه کاغذ کرد سیراب خزان رختِ سفر بست از گشتان اگر دل نایل آن چشم داری دل و امید شود در بزم موزون	مرا رخیا بر جانان میکند خوش دل عاشق شبستان میکند خوش دل را بوی ریجان میکند خوش مرا دشتِ نیشان میکند خوش صدف را از بریان میکند خوش و کفضل بجا را میکند خوش تماشای غزالان میکند خوش بیک بیتم سخندان میکند خوش
--	--

اگر جایل شوم رونق چشم بشاد  
دلم سرو خرامان میکند خوش

بی تکلف گر بود در شب رسانِ تماش بر فصاحتای شعر ماست ایمانِ تماش	پیش از باب سخن باشد همان جانِ تماش مسی بر جسته مانی سخن جانِ تماش
--	--

<p>از بهارِ فکر تم خرم گلستانِ تلاش      کی رسد دستت با سانی بدمان تلاش      خار بی ربطی بر آرد سر زستان تلاش      بیشتر گیرند آه و در نیستان تلاش      میزند هر مصرع من موج طوفان تلاش      کلب گوهر بار من گردیده فیضان تلاش</p>	<p>بسکه دارم جستجوی معنی رنگین بدل      خویش را خاکِ ره ابل سخن باید نمود      اگر شوی موقت فکر بیشتر اندیش کن      بر طرف کن عیب را از خود که شیران سخن      بسکه در بحر سخن خواص بودم عشر ما      جیب دامن گمگ لبسری گوهر میکند</p>	
	<p>بسکه در شرم بود رونق لطافت پیشما      کرده هر دم نمان در خویش دیوان تلاش</p>	
<p>از چشم اشکبارم سیما ب میزند جوش      هر جا ز نیم پای گرداب میزند جوش      اندر سخن چو طبع شاداب میزند جوش      از جان بیقرارم سیلاب میزند جوش      از خامه طرفه لعل نایاب میزند جوش      از سیندم چو آه میتاب میزند جوش</p>	<p>ز آئینه رخت کز کتاب میزند جوش      کمر شکست ما را از بسکه در طبیعت      ایحیات ریزد و در ساغر دل ما      حال جدائی او گر اندکی گستم عرض      اندر خیال آن لب گشتم بشعر مایل      آئینه فلک را سازد سیاه بیکر</p>	
	<p>اشکم فشانند آبی بر تیره بختی دل</p>	

رونق بدیده من چون خواب میزند جوش

<p>میکند بل برای خویشش از خار فروش          حاجزان را بس بود آن سایه دیوار فروش          هر کجا آرام گیرم میشود گلزار فروش          چیده از زهد ریادر کوجه و بازار فروش          میکشد از پهلوی بسیار صد آزار فروش          پانهادی بر کجا شد دیده خونبار فروش          اگر بروی طاقی میسوی بردار فروش          گستر در خانه آئینه از زنگار فروش</p>	<p>باغبان از برگ گل ناکرده در گلزار فروش          گو که از مغل مناید بهر خود زردار فروش          چشم پر خون را عجب دستیت در نقش و نگار          خود فروشیهای زاهد از مصلامی شود          بهنیش را اگر کند بیاب جای شکوه نیست          منت رنگ خابصر فزودن سوئیت          دامن فقرش مکن آلوده منغم زینهار          سرد مریهای گردون را عجب خاصیت است</p>
--	---

نرم رویان صاف جرح سختی کجا رونق میشوند  
 بیچکه جزمه سنگین نشد هموار فروش

<p>صدای قلقل مینا بود آفون تخریش          که نال خامه زنجیر است در پاقت تخریش          که نیلی میشود از صدمه آواز تقریرش          که گردد بر کل از فیض رنگینش گلگیرش</p>	<p>ولی دارم که موج فتنه صباست زنجیرش          چه امکان است تامانی کشد بر صفحہ تصویرش          لب لعلش کجا تاب گزید نمانی ما دارد          مگر از پر تو حسن فروغی یافت شمع شب</p>
--	--

<p>زبان شعله گردید دست هر سطرخی تا بکش          که غیر از کاهش و پستی نباشد هیچ تعبیرش</p>	<p>رقم شد حرفی از سوز دل بیاب در گنا          بود خوابی عروج جاہ دنیا پیش آگاه</p>	
	<p>چهری رونق از رنگینی دست بخارینی          کز انگشتش خانی میشود پیکان و زنگیرش</p>	
<p>سپیل خون یافتہ ام تا بعدم بہر خویش          گریہ ہا میکنم از زخم بچشم تر خویش          قرمے میکنم ایجاد ز خاکستر خویش          ہمتن سوخت مرا از اثر جو بہر خویش          شہرہ شد گل چمن ریخت چوشت ز خویش          بہر پرواز بود نالہ مرا شہسپر خویش          گریہ گردید مرا آبروی گو بہر خویش          داغ گشتم ز تمنای دل ابستہر خویش          چہ شکایت کہ ندارد دلم از دہر خویش          ہچو مہماں بنشانند دل من در بر خویش</p>	<p>بسکہ برنگ زدم از غم عشقت بہر خویش          شب بجران چہ کنم چارہ در دہر خویش          ہوسس سر و قدت بعد فٹاسم زود          ہچو یا قوت بہر سوز جگر می بخشد          رنگ دلوی دگری میدہد ت فیض سخا          برق را شعلہ زنی مایہ شہرت باشد          آب تاب دگراست از اثر نالہ زار          طاقت دور و جدایش ندارد ہرگز          سالماگر شنوی نیست نہایت آن را          اگر رسید تیرنگاہت ز غلط اندازی</p>	
	<p>سوخت دل ز آتش عشق رخ تابان کسی</p>	

رونق از داغ نشانی شده بر مخمر خورش

ردیف صا و

<p>بمحو مخموری که سازد از نشاط جامِ قصص  بمحو آن سستی که گیرد بر کنار بامِ قصص  چون برش در زیر سنگ آید کند بادامِ قصص  نو گرفتار قصص را میشود در دامِ قصص  میشود از پشت پای در نظر اتمامِ قصص  دل کند سیاه سان آنگاه از قصص انجامِ قصص  بسمل با از تمام داشت هر گامِ قصص  اکی برد دل را اگر باشد بطرز خامِ قصص</p>	<p>غمزه در چسبست بشوخی کرده صبح و شامِ قصص  میکند از شوق دل رز زلفِ غیر فامِ قصص  وضع تسلیم از جامد آموز و سخنِ عیشِ دان  اول عشقت دل میتاب گیسوی تو شد  حاصلی جز ترک دنیا نیست از بزمِ طرب  شوخی حسنش مگر آورد دیگر در نظر  ناز و بی پروائی او را کرده منج القات  وجد با میکرد صوفی کس را با و بائل نشد</p>
--	--

غیب

و این افشانگر رسد رونق بخار و کفر

میکند از بنخود با جمله خاص و عامِ قصص

<p>بچشم ابل بصیرت بود همان ناقص  اکنون ز سر منده چشم تو شد فان ناقص  اکیکه فهم کند آه بید لاان ناقص</p>	<p>بال سال چو کشد سر بر آسمان ناقص  رسائی عجبی داشت شور فریادم  بصد جاشو دشمن دلش ز خدنگِ قصصا</p>
---	--

کلانست بخان

بفر

<p>همیشه رشک مناید ز کمال ناقص          که سبب بر وقت امتحان ناقص          هزار حیف که گردید و اسان ناقص</p>	<p>رقیب گر کند از ما حمد تعجب نیست          به پیش روی تو در باغ گل نخل گردید          شنید نام تو از قاصد و دل از خود رفت</p>
<p>ز تاب خانه ر و فنی شدت شمع خموش          بزم اهل کمال است بیزبان ناقص</p>	
<p><b>ردیف ضاد</b></p>	
<p>زیستقاری من آه کرده بلبل قرض          در گنجیم پریشانی ز سبیل قرض          ادای وصف تو گردید به جز دل قرض          نموده تیغ ز بانم ز نعل ذل قرض          اگر آن چو کوه بود گر چه است مکمل قرض          چه بچ و تاب دهد ناله ام بکمال قرض</p>	<p>کن گفتگی از طبع روشم گل قرض          رسید فصل بهار و بزل فل سبیم          گلی بس باغ ندیدم برنگ زخارت          چه آید از بود حرف من که جوهر را          ز بار دام چگویم نمی توان گفستن          شب فراق کسی باز بے قرارم کرد</p>
<p>در چه کار مرار و فنی از ایام شراب          که نشه داده نگاهش با غل قرض</p>	
<p>و گرنه دلشده را حیثیت با بهار غرض</p>	<p>سیر باغ مرشد بر تنگار غرض</p>

<p>بغیر داغ ندارم ز لاله زار غرض          جزین خندنگ ندارد دل گلکار غرض          که باغ حسن تر نیست آبیا غرض          قناد بلبل دختسته را به بخار غرض          نم شراب چو خواهم بود شرار غرض</p>	<p>مراد نیست ز سبیل بجز پریشانی          ز ناوک مرثه شاد کن سرت گروم          چرا ز منت آینه منفعل گردی          بنزار حیف که گل محل از گلستان بزد          سببی ثباتی این بزم مے دلم سوزد</p>
<p>بیهی قرار بی دل غور اگر کنی رونق          زدود آه بود زلف تابدار غرض</p>	
<p>رویت طائر</p>	
<p>از برای کشتی می شود ساغر محیط          اعتباری دارد اندر خلق از گوهر محیط          میزند از موجها بر خویش خنجر محیط          سر ننداز عاجزی هر دم بکجا ستر محیط          میگذارد بر سر خود از جناب افسر محیط          در نه هر یک قطره را پنهان بود بر محیط</p>	<p>آشنای باده را باشد ز چشم تر محیط          دایم از در ماندگان فخر بزرگان محیط          وسعت دلماهی روشن دید شاید کرد          سجد پیش خاکساران کن اگر خواهی نفس          دل تپی کن از هوا تا غرق باشد ترا          دهم ما و من نقاب روی حدت میشود</p>
<p>آتش جو رفلک میسخت رونق عالم</p>	

اشک تیا بنگشته گریه بجز در محیط

<p>طرف زینت میدهد بر گرد آن رخسار خط          کز درد دل نویسم من بسوی بار خط          شرح اندوه فراقش مینوشتم اندک          از پشیمانی مشتاق حرفی شد رقم          جان بحق تسلیم بر روی عیان باید نمود          عرض مشتاقان ز بس نشینده میماند از          با وجود دور مضمونش ز خاطر رفته است          خامه از سنبلی گم ز دیده آه بود و است</p>	<p>نیت جز وصف خط او دیده ام بیار خط          قطره های چشم پر خونم کند گلزار خط          گرفتارادی دل زار مرا آزار خط          شد ز تیا بی بگریه و شش آه چون کار خط          سجده کن از طرف من قاصد گر بگذار خط          هر طرف افتاده اندر کوچه و بازار خط          پاره شد شاید بدست آن بت عیار خط          میفرستم باز با آن طره طره از خط</p>
--	--

میدهم رونق بقاصد باز خط بندگی  
 سالم آرد گرز دستش سوی من این بار خط

رویف ظاء

<p>بزم بی تو ز صبای خوشگوار چه خط          اگر تو بهرمت اشایسرنی آئی          کجا وصل میر شود چنیس راحت</p>	<p>اگر فرود بود دل ز نوبهار چه خط          بجانفتانی دلمای بیسیرا چه خط          شب فراق تو بردم در انتظار چه خط</p>
---	--

<p>تو اول از همه جام شراب را در کش شکفته شو و می از نماز با من شیدا کسکه نخت جگر نخت قدر آن داند</p>	<p>بیزم با ده چو ساقی مست هوشیار چه حظ بروز دیدن گل این دل فگار چه حظ بمنهاں شود از غسل آبدار چه حظ</p>
<p>تورفتی از چمن در رونقی بخیابان نیست چو بست رخت سفر گل ز سیر خار چه حظ</p>	
<p>چه ممکن است شود گل بوستان محفوظ هوای بال و پرافتائیش بام شید بمحل تو گرم ره نشد طالی نیست ز دیدن رخس آینه را کدورت است شکفته تر شده رویت بدست مشاطه میان نامه عشاق پاره مکتوبم ولای شیر و بشیر گریه دل داری جز امتحانی شکم عیش منهاں نبود به</p>	<p>ندیده ایم ولی زیر آسمان محفوظ که بود بل بیدل در آشیان محفوظ زد و برینم و باشم بر آستان محفوظ شود ز سیر چمن گر چه باغبان محفوظ که اهل فضل شود وقت امتحان محفوظ نمود می دل من گشته زیر نشان محفوظ ز حادثات نشینی بد و جهان محفوظ باب وانه شود طبع این خزان محفوظ</p>
<p>پس در حالت رونق بهر آن گل و چه غذیب شود و موسم خزان محفوظ</p>	

رویف عین

<p>بال و پرسوز که تار و شکنند گلزار شمع شدگر از پنبه داغ و لیل من تار شمع خوش بهاری در نظر دارد گل بخار شمع مانع پروانه که گردنگردیوار شمع سطری از حال دل زارم بود طومار شمع داغ دل گرد و عیان از دیدن رخسار شمع از پر پروانه باشد گرمی بازار شمع بارها که دم نظر بر مطیع انوار شمع</p>	<p>در سر پروانه گرفتد هوس دیدار شمع انجمن را نیست تاب گریه مای زار شمع با دامن از دم سر و دل پروانه ما شوق کامل را نباشد هیچ حایل در میان در شب بجزت چگویم ماجرای در دریا از جبین رستان احوال باطن روشن است نیست قدری خور و یاز اینغیر از عاشقان آگشته سربسته است از مخزن اسرار دل</p>
---	--

شیرین از عیب چنان کرد پیدار و قتی  
هر دم افزودن است از گلگیر دایم کار شمع

<p>دارم سری چو کاسه طنبور در سماع باشم من از صدای لب رور در سماع آید چو با هزار زبان طور در سماع نا ممکن است راحت رنجور در سماع</p>	<p>مطرب شد از تو این دل پر شور در سماع واعظ بخلد هم نگویم ترک صوت خوش صبر کلیم چون نشود مطلق العنان از نعمت نیست زاهد افرد و برانشاط</p>
---	--

زاد

<p>در گوش نپیاده چو محمود در سماع آورد صوت و گشت از دور در سماع</p>	<p>باید ردیف کاسه طنبور جام وصفت رشم چگونه نمایم که زبهره را</p>
<p>رونی ز شوق ز غمزه دیگر بمن پرس خواهم که جا کنم بلب گور در سماع</p>	
<p>ردیف عین</p>	
<p>داریم سینه گرو صد هزار داغ در یوزه میکند ز دم لاله زار داغ از فیض گریه آمده مار با بکار داغ چون خال لبران شده مار انگار داغ بچوسسی لعل تباں شد بهار داغ چون دیده غزال شود بقرار داغ روشن شد دست چون گهر شاهوار داغ دارد دنبال عاشقی ما بسار داغ</p>	<p>تا کی شود بحر دل از انتظار داغ گر دید شهره آنقدر از فیض سوختن چون شاخ لاله که زیناں نبال شد هنوزش است زینت عشاق تیر نجبت تا رنگ جلوه یافت ز رخسار نیکو وحشی نگاه کیت بدل آشنای ما اقلند تا نگاه بر آئینه رخس جز سوختن نثر نبود اتحاد را</p>
<p>رونی بسمع نیست سرو کار من در گر دیده از لفظ ره او تا بهار داغ</p>	

<p>خون دل ریختم از حسرتِ یفا در باغ          لب هر برگ گل کشته سیجا در باغ          من میا در بخ گلنگ تو میشد اور باغ          مرو ای آفت جان هر تماشا در باغ          شاخ گل میدهدم ساغر صبا در باغ          ابر نیسان نخنی گریه بحب در باغ          چشم منور بود ز گیس شهلا در باغ          عند لیبا پس ازین من نتم پا در باغ</p>	<p>نیست اصلا بنظر جلوه گل با در باغ          باغبان مرده دلازرا کند احیا در باغ          عند لیبا سوی گل محو تماشا در باغ          چشم زخم گل خود روی اثر ما دارد          کرد مدیهوشی دل سیر چمن افزون تر          هست کافی چمن ریزش این دیده تر          گرنیبا فی بچمن نیست فروغی گل را          سیر گلزار سخن طرفه نصارت دان</p>
<p>گل چو ماتم زد کال گریه سرشاری داشت          دوش رفتم چو رونق تماشا در باغ</p>	
<p><b>ردیف فاء</b></p>	
<p>میرسد سنگِ طامت بر سرش از هر طرف          سیننه بگناخچه چو گرد در رشته با گوهر طرف          اگر بشور ناله می شود محشر طرف          چون شود منعم ز مستی با دل ابر طرف</p>	<p>گر بچشم مست او گردد می ساغر طرف          از لایم طپستان این باش ای صفا          غیر خاموشی نه بیند صرفه دیگر بهر خویش          روی جمعیت نه بیند دیگر اندر خوابتم</p>

<p>آدمی را کی ربانی میشود از شجعت یافت رنگ او تغیر حیف چون برگ خزان بی نیازی عالمی دارد و تماشا کرد نیست حاجت مجنون شمی نیست در شبهای تابان</p>	<p>مهره کی آید برون گردد و چو باشد رطوف شد مگر با اشک خوینم می حسد رطوف هر گدای میشود اینجا با سکند رطوف دیده آهو بصحر گشته با اختر رطوف</p>
<p>نیت جز آینه رونق عارض گل رنگ را سادگی خاصیتی دارد تکلف بر طرف</p>	
<p>قاتل از رنگ خدا دارد گل احمد کبکف دامن دشت از پریدنهای رنگم زر کبکف موج می گردد و نمایان از صفای عارضش تا شد آن سرشار با آینه گرم اختلاط تشنه کی مانم بر وز خسر چون باشد مرا پرده های چشم ز کس فرش پا انداز است آفتاب از رهنمایی سحر طالع شود</p>	<p>میسرم من بهم دل صد پاره در محشر کبکف خار پای من بود از آبله گوهر کبکف تا نگار آتشین خیم بود ساغر کبکف گشت از عکس رخس همچون فلک اختر کبکف ساغر صبا ز مهر ساقی کوثر کبکف شاخ گل پیش خم زلفش بود مجمر کبکف از تبه دل دار محکم دامن رهبر کبکف</p>
<p>میکنی از کشتن رونق به سوز انکار را دارم از دامان رنگین تو من محض کبکف</p>	

ر د ی ف ق ا ف

بعد ازین دست من و چاک گریبان فراق  
 دوستانم فراموش طرفه سامان فراق  
 می نمم برگردن مشاطه تاوان فراق  
 زانکه می باشد اجل یک موج عمان فراق  
 کشتی دل را بدست آور بطوفان فراق  
 هیچکس یارب مباد از دهر حیران فراق  
 هر که در باغ دیدم گشته نالان فراق  
 اگر رود در گوش صرخ این شور و افغان فراق

کی باسانی دهم از دست دامان فراق  
 دل پریشان چشم پر خون سینه دل منتظماً  
 دید در آینه روی خویش و رفت از پیش من  
 غرقه گردا بس این دریا چه دست و پا زنده  
 جوش آب دیده گرتاراج عالم میکند  
 کرفک نشتر زند در چشم خندان در نسبت  
 لاله پر خون گل جگر چاک پریشان سئل است  
 تا قیامت روی مجوری نه بیند عاشق

رونق امید و صاشتن تا کجا دارم بل

نیست چون بر فلک هیسات پایان فراق

می نشیند سیر کجیب خویشتن خاموش خلق  
 از هجوم رعد دار و پنبه را در گوش خلق  
 میگذرند از درخش برق و شادوش خلق  
 از نگاه ساقی مابسه شد میسوش خلق

بسکه می بیند ز باران بباری جوش خلق  
 بپهجمی از ابر نیسان میشود مهوش خلق  
 از پی کاری اگر بیرون رود از خانه ما  
 با وجود این ترشح در چمن مست اوقاد

چون غریبی بحرمی کسیر بود بیوش خلق  
بزمین سجاده را کی می نندازد و ش خلق

اینقدر باران رحمت از آسمان یزش نمود  
خانهای مردمان در سجده شکر اوست

خامه و کافذ شود از وصف باران غرق است  
اضطراب بی طرفه میداشت رونق و ش خلق

### ر و ی ف ک ا ف

جام متاب نمی گردد خشک  
حرف سیراب نمی گردد خشک  
صین سیاب نمی گردد خشک  
باده ناب نمی گردد خشک  
هیچ سیلاب نمی گردد خشک  
مثل گرداب نمی گردد خشک

طبع شاد آب نمی گردد خشک  
آب حیوان سخن را دیدم  
چشم تر گاه نمادنی آب  
قطره گر چکد از عارض او  
آبیاری کند از دیده زار  
گر درش چشم تو بیند گراشک

چه بلایست سرشکت رونق  
و ایم این آب نمی گردد خشک

پیوسته است چشم تر عاشقان بنجاک  
طوفان شود ز خون دل میکشان بنجاک

ما و اگر زیده اند ز بس گلر خاں بنجاک  
ساقی مرز جبر عسری رایگان بنجاک

مجنون زیوفانی میلیله بدر حجب  
 خواهی که بوسه کفِ پایش هم رسد  
 پس فتاده لازم حال تو انگر است  
 خواهیم که خویش را به تیره خاک آنگنم  
 ست تغافل ز مزارم گذر کند  
 بیسوده دل بسند بنیای بی ثبات

از اشک خود نگاشته صد دستان بنجاک  
 همواره دار فرق تو چون آستان بنجاک  
 داره همیشه دیده خود آستان بنجاک  
 منزل نموده اند ز بس دستان بنجاک  
 هر نفس پا شود جگر خو بچکان بنجاک  
 پا مال شد سکنده رضا جقران بنجاک

از مهر و ماه مبه گوش افکند فلک  
 رونق کند بدرد که شور و فغان بنجاک

بی سبب هرگز دمان بنجاک هیچ قباب اشک  
 بسکه ریزد از دل پر داغ من سبب اشک  
 عقد مروارید جای یافت اندر گردن  
 وقت رقت آشنای و عط گشتن سوخت  
 صافی مشرب بهاری مید حسن ترا  
 آتش دل را اثر ماهست اندک غور کن  
 تا بدو در حشر کی بر باد رفتی تخت او

تا بگویش میرد آخر مرا سبب اشک  
 لاله زاری گل کند در کوی از آب اشک  
 مفت از کف رنجیم این گوهر نایاب اشک  
 برون جان سخت دشوار است از غراب اشک  
 سینه ام آینه گردیده ست از سباب اشک  
 شد زمین خاک تری از گرمی تیزاب اشک  
 اگر سلیمان شتی یک گوهر سیراب اشک

شد بکوی او وطن بار از فیض چشم زار	بار منتت بسرو داریم از گرد آب اشک
<p>طرفه اعجازت رونق دیده خونبار را ظلمت شب را منور میکند متناوب اشک</p>	
<p>ز دور در نظر آید غبار آتشناک درین چمن نبود لاله زار آتشناک هوای شبنم و گل سرد مری آرد بار بر وی شعله جواله دیده دانستم اگر بر آئینه دل نه کرده نظرے شب فراق تو اسباب عیش آزار است ز سیل دیده بسوز جگر زخم آبے بغیر سیل سرشکی که دارد آتش آه بجز مژه که مژده رنخت دل باشد زگر مچوشی آن سینه و جگر می سوخت</p>	<p>رسد بفرم شکار آن سوار آتشناک سپرده اند دل اغذار آتشناک تو گرم خوی بسنگ بار آتشناک که بسته اند دل بقرار آتشناک ترا ز چیت رخ شرمسار آتشناک ب دیده شمع بود مثل خار آتشناک اگر خرام کنی بر مزار آتشناک ندیده ایم دگر آبشار آتشناک به ایسج نخل ندیدیم بار آتشناک که دوش بود در آغوش آتشناک</p>
<p>بوصف نظم تو رونق برستاند و منظر کلام پراثر آبدار آتشناک</p>	

ردیف کاف فارسی

<p>بچون شمر گرفته در آغوش تنگ سنگ          یابد اگر ز پر تو خورشید رنگ سنگ          دل چاک میشود ز جای خدنگ سنگ          مجنونش است بر سر دیوانه دنگ سنگ          آئینه شد بدست نگار فرنگ سنگ          کاری نمی کند چو زنی بر پلنگ سنگ          دارد ز سخنی دولت امی شوخ ننگ سنگ          شد لقمه درشت بکام ننگ سنگ</p>	<p>آمد بقصد عسره بده دیگر بچنگ سنگ          عاشق ز خون دیده چمن کرد خاک را          بینی همیشه ریخ ز پروردگان خویش          در حیرت است ظالم از اندوه ناتوان          از تائب حن صاف شود هر سیه در و          سختی کشتن هر اس بگیرند از جفا          از نرمی طبیعت ماموم آب شد          حرص است آنکه رهن احت بود خلق</p>
---	--

رونق ز سنگ این او شد مگر متی

آید ز شوخ بر من شیدا درنگ سنگ

<p>رخسار یار دار و عجب پایدار رنگ          زین پیشتر نداشت به عالم وقار رنگ          در باغ دهر گر چه بود بی شمار رنگ          اکنون نظر فریب بود صد هزار رنگ</p>	<p>رنگ بقا نداشت بلوغ و بهار رنگ          رنگ حامی اوست که شد مانه شرف          رنگ لب تو دلکش مردم قاده است          رنگی ز حسن شاید پیرنگ جلوه کرد</p>
---	--

دارم بدست خود برای تبارنگ  
کی یافتی بروی زمین عسبارنگ

رنگ نشاط ریخت آمد نگار من  
رنگ سرشک گز نه محیط جهان شد

رنگ تو رونق است پرواز هر قدر  
آید زباده بر رخ آن گلزار رنگ

### ر دینف لام

بارش نسبت ندارد دیده ام بیارگل  
شعله می آید چشم ما درین گلزار گل  
باغبان بصیر فم می آری تو در بازار گل  
در نظر آمد مرا هیسات مثل خار گل  
شاخ از دوش افکند از شرم همچون بار گل  
لیکن از دم سردی او نماید خار گل  
باغبان آرد اگر در پیش آن دلدار گل

کی رسد در خوشنمایها با آن خار گل  
بسکه میسوزد ز رشک دیده خونبار گل  
نور چشم غنای لبان است در گلزار گل  
بیتور فم سوی گلشن از پی تسکین دل  
برگ این گلشن به پیشت پرده پوش غنچه شد  
باغبان در بلبلان لاف محبت میزند  
غنای لبان را بر برگ گل نشاند در چمن

عالمی در سیر گلشن بخود دست و سینه چاک  
بس بود رونق مرا آن چهره گلزار گل

هر نامه گلشن در بر و هر اشک نینان در بغل

رفتی تو در هجرت مرا آنچه سامان در بغل

درخت کله طره اشک و دمان شد ز خاک \* کی محال شود با دیده ماسه زار گل

چون ابرو دار چشم من یک شعله پنهان در بغل  
 گیرد اگر از روی مهرم گاه جانان در بغل  
 گردیده ام زیاد روی او گلستان در بغل  
 وصل بتان را اگر نبودی در دیوان در بغل  
 در دست تیغ خون نشان گرفته دامان در بغل  
 باشد برنگ خار خوش خاکیش پنهان در بغل  
 کی میرسد آن فتنه گر بهیات آسان در بغل

دارم دل خوش گشته ز از روی تابان در بغل  
 اندیشه میدارم که آیمش ز سوز دل رسد  
 ریزم سرشکی هر کجا باغی نماید دل کشا  
 در باغ دنیا گفتمی آنرا گل بخار حریف  
 می آید آن آشوب جان از بهر قتل عاشقا  
 هر چند دار و بوالهوس تقلید افغان چون جسم  
 بر دل خور و صد نیشتر آتش زنداند جگر

رو نق بسین آن با هر و دیگر نماید جنگ  
 از هر گناهی چشم او شمشیر عریان در بغل

جگر م قطره اشکی شده از زاری دل  
 آفرین باد برین وضع سبکباری دل  
 در کفت جامی خانیست ز بسیار بی دل  
 چشم با نکشیدم ز جفاکاری دل  
 از گمان بود قزوق این سپهر کاری دل  
 دوستان بسته ام احرام پرستاری دل

عبث افتاد مرا فکر هوا در می دل  
 نم اشکی نه پسندید بخود یاری دل  
 خوبتر آنکه دل بوالهوسان نگذاری  
 صبر و هوش و خود و عیش بتا راجم د  
 شده خاکستر آئینه و وصلش در یافت  
 بر سر حرف میا رسید من شیدارا

زیر

انگ الماس تراشید بعماری دل	بانی دهر چو تمیر فلک را میگرد
	رونق میرو پارا خبری نیست از آن جایی حمست عزیزان بگر قاری دل
وز کاکل تو شیشه شب قدر در بغل دارد هزار آئینه را صدر در بغل تا شد ز گرد راه کسی صدر در بغل عامه تراست همه غدر در بغل	از گل تست ساغومی بدر در بغل ضبط نفس بجاست کز اشعار ابدار بر تخت خسروی نشود باز چشم من زاهد طاف میش که چون گنبد فلک
	رونق ز فیض صدق و صفایم بعشق یا چون گوهر است اشک مرا قدر در بغل
پرمی زخون دیده نمودم بسبوی گل گردیدم محو چشم من از بس بروی گل بالیده شد ز دانه اشکم غنوی گل	در باغ از فراق تو چندان گریستم مدرنگاه من چو خیابان معطر است از یاد عارضش چو گلشن گریستم
	رونق خار آس می بل است در سرم خوروم بلغ گرچه شراب از بسوی گل
تا مدتی براه فکندیم دام دل	وحشی غزال شوخ نشد رام ماهنوز

### رویهف میم

صیاد دوش گفت که آزاد می کنیم  
 ناخن بدل چو تیشه فرهاد می شود  
 از گوشه نگاه توان کرد کار ما  
 یارب بکوی یار رساند مگر نسیم  
 بیسات نارسائی بخت است هاش  
 کس نیست تا بوخت مجنون شود اینس

سر را پیاپی اوزده فریاد می کنیم  
 شیرینی لب تو چو مایه می کنیم  
 سر در کف انتظار تو جلاد می کنیم  
 مشت عبا رخوش که بر باد می کنیم  
 عمریت ناله در ره صیاد می کنیم  
 ویرانه عدم ز خود آباد می کنیم

### روقی هوای بوسه یارست موج زنا دل را بیا و لعل لبش شاد می کنیم

نگارم شمع محفل بود شب جایکه من بدم  
 خوشبیداری سخی که یابد یار در پیش  
 نشاطی داشتم در بزمستان عشقش  
 نمی بخیسدهم، هستیم در جلوه گاه او  
 کند ناز جانان جذب بهنانه دارد  
 انگر و حسن جانان جلوه گردد در عرصه امکا

سر پار قصه سبل بود شب جایکه من بدم  
 بکف دامان قائل بود شب جایکه من بدم  
 سرود از خلق سبل بود شب جایکه من بدم  
 دو عالم فرد باطل بود شب جایکه من بدم  
 مر از لفس حایل بود شب جایکه من بدم  
 تا شاگاه او دل بود شب جایکه من بدم

زجھلت آب میشد آرزو اندردلم رونق  
سخن بسیار مشکل بود شب جائیکه من دم

<p>بهر تن قطره اشکیست مانند گهر شبنم ز پنج هستی موهومہ خود در گذر شبنم کہ باخو رشید پیوند نظر کن زین امر شبنم چو روی مہر ایدم نیامد در نظر شبنم باین بی اعتبار یہا نگشتی در بدر شبنم کہ می یابد ز تاثیرش شمیم گل مقرر شبنم چمن مجر شود گل شعلہ میگردد شرر شبنم کہ در دریا یی رقت هست صدفان نظر شبنم کہ کار رحمت ایزد نماید در شر شبنم</p>	<p>ز فکر نیستی و ہر دار چشم تر شبنم خیال راحت و آسایشی وار می اگر شبنم چو وصل یار خواہی گریہ مستانہ سر کن بہ چشمی من شب تا سحر از درد گریان بود اگر در مسکن صلی خود پای قناعت داشت چو خواہی سرت دارد دلی زاہد میان کن مرو آتش مزاج من بسیر گلستان ہرگز قدم فہمیدہ باید زد درین گرداب حیرانہ بشہا گریہ کن گر عفو جرم خویش من خواہی</p>
---	---

کسی واقف نشد از گریہ مستانہ رونق  
ز جوش درد دل میرنجت اشکی تا سحر شبنم

اصل بیاض میں اس کے بعد یہ شعر لکھ کر کاٹ دیا گیا ہے۔  
بجز غلطان شدن در فوج شہرت کی بوگونہ کہ از اقا دیکھا میثو دایدل سحر شبنم

<p>اجازت گرو بندگان تا که سر بر آستان دارم          که از دیدار او چون شیشه می سرگران دارم          نماید خنده سرشار چون پیش فغان دارم          تعافل هر قدر افزون کند خاطر نشان دارم</p>	<p>ز در بانان آن درگاه صدمنت بجان دارم          عروج نقشه وصلش تماشا کردنی دارد          نگاهای نیت هرگز نسوی حال خسته ام دارم          خصوصیت مگر باشد مراد بر زم تمهید دارم</p>
<p>حریفم معنی کیت رونق جز خود دورا          کزین بحر غزل در شرح امتحان دارم</p>	
<p>سراپا صورت مرغوب دیدم          شب باگریه یعقوب دیدم          همین وضع ترا معیوب دیدم          بچشم خویش بس مجذوب دیدم          بطبع دهر این اسلوب دیدم          چونم خواست بن معضوب دیدم</p>	<p>ترا سراپا چون خوب دیدم          بدینی همچو من کامل بالفت          سراپا خوبی و داری عتابی          چون مجنون سوز عشقی در کنی نیت          بنزد اغیر ذلت نیت قدر          رقیبم دی و دوچار رگبذر شد</p>
<p>شدم رونق عشق یار کامل          که رنج و محنت ایوب دیدم</p>	
<p>مرا دل نیت یک تجاله دارم</p>	<p>محب سوزی ز جوش ناله دارم</p>

<p>ز داغ دل بھار لاله دارم          تپش چن شعلہ جو الہ دارم          سرشک سرد همچون ژالہ دارم          برائے زیور او مالہ دارم          محبت از می دو سالہ دارم</p>	<p>نذارم رغبت سیر گلستان          بیا د آتشیں رو سے بہر دم          بدور سرد مہر بیامی گردوں          ز سلک گو بہر اشک روانی          برنگ ز گس محمود مستش</p>
<p>ز درو آہ خود رونق نظر کن          رخ اور ادرون مالہ دارم</p>	
<p>ز داغ غم بے جگر لاله زار گر کیہ کنم          اگر بہر جوت آن نفیسو ار گر کیہ کنم          بساں شیشہ آتش شرار گر کیہ کنم          برنگ شیشہ خالی خار گر کیہ کنم          بجای قطرہ خونیں چنار گر کیہ کنم          ز چشمہ های دچشم آبشار گر کیہ کنم</p>	<p>بجکاشنی کہ چو طاوس زار گر کیہ کنم          گرہ شود چو بتا شیر اشک در قرہ ام          بعشق شعلہ رویش ز بسکہ لب بریزم          ز شوق ز گس محمود ساقی گل فام          عجب مدار گر از یاد آن کف ز گیس          بیا د چادر زرتار آن گلستان رو</p>
<p>چو شیشہ از پی آن روی سادہ میگیریم</p>	<p>نہ بہر دور می و جام بادہ میگیریم</p>

<p>بسان چشمه بنجاک او فقادہ میگیریم  سری بز انوی حسرت نہادہ میگیریم  کہ سردہا من صحرا خفا دہ میگیریم  کبکہ و دشت روم دگشا دہ میگیریم  شکست شیشہ سے راز زیادہ میگیریم</p>	<p>نہ چو ابر کبکہ ایستادہ میگیریم  بشوق دیدن آن ماہ رو چو آئینہ  بدر و بحر تو چون سیل استخوان زارم  بہجوم مردم این شہوار دم دل تنگ  بدر و جان کنی خود نہ آن فت ز نامم</p>
<p>بشوق سادہ رخی مبتلا شدم رونق  نہ بہر سندی زین و سادہ میگیریم</p>	
<p>طرفہ عیار قدیے دارم  کنندہ عیار قدیے دارم  کہ دل آزار قدیے دارم  کہ ازان عار قدیے دارم  من خباکار قدیے دارم  کایں گرفتار قدیے دارم</p>	<p>یار و لدا ر قدیے دارم  چشم مخمور تو بر و آرام  بچہ صورت نکشم نالہ زار  آن گل روی من ز اہر جسد  سنگ آئینہ شود از خویش  زلف دل بستہ بہر مو گوید</p>
<p>کاکل اور گجاں شد رونق</p>	

## طرف زنا رقدیے دارم

زلف گوید کہ نگاری دارم چہرہ دم زد کہ بہاری دارم بنی دماغانہ چور ہیش گم بار بار دم بدل آید ہوسے عکس آن سنبل وز گس چو فند خار خارم زندایں نوک مژہ	شانہ لاف شب تاری دارم کاکل آشت کہ تاری دارم گویدم دور کہ کاری دارم خلوتش خالی و باری دارم گوید آئینہ بہاری دارم بسکہ در دل تو خاری دارم
--	--

روقی تازہ بدل عشتم داد  
ہوس تازہ نگاری دارم

ز چاک سینہ صبح بہار خندہ زخم باین حیات تنگ بایہ گرم جولت سیاہ بچم و از تیرگی طالع خوش بریش واعظ گمہ ز چاک پیرہن	ز نبر ہر مژہ بر جو بیار خندہ زخم ز ہستی حدش بر شرار خندہ زخم بظلمت شب و گیسوی رخندہ زخم بسان فرہ زہر تازہ مار خندہ زخم
--	---

سلسلہ بیہ تیغوں غزلیں تذکرہ صبح وطن سے نقل کی گئی ہیں اسلئے شعر میں درج

<p>رسیدی گرد آغوش آن پی یارب چه میکردم*  چو هر سجده خاک شفا باشد بر سر کردم  بجای گریه بار خنده می آرد بخ زردم  بیاد آن قد و بالاد و بالامی شود در دم</p>	<p>بنوی وصلش ای قاصد چو از خود میزد هم  بغیر از خاکساری از عدم نبود ره آوردم  چو شاخ زعفران از گلک طالع حیرتی دادم  ز راه بنخودی گرسوی سروشان گذ رفتم</p>
<p>از بی ثباتی دل مضطرب کنم  گلشن تمام غرقه بخون جگر کنم</p>	<p>حرفی اگر بشکده دلدار سر کنم  آن بلبلیم که گر بچمن ناله سر کنم</p>
<p>رونق بدل قناد چه آتش که دمبم  از اشکباری مژه کار شرر کنم</p>	
<p>سینه خویش را سپر کردم  جیب و دامن پر از گهر کردم</p>	<p>چون سوی ابروش نظر کردم  رونمائیش را از قطره اشک</p>
<p style="text-align: center;"><b>ردیف نون</b></p>	
<p>بیمه اور اس کے بکے غزل تذکرہ معدن الجواہر و اصف سے نقل کی گئی ہے ۱۲  بیمہ شعر گلزار اعظم میں ۱۲</p>	

سوده ام تا بوزاب ساقی کوشجین  
میکند بذل ضیای و نور بخورشید و ما  
نم شدن از بحر باشد مایه تحصیل اوج  
شد گل خورشید غرق بحر خجالت اشفاق  
ایستدر محو سحر و کیستم یارب که شد

چشمه آب بقا دارد ز خجالت ترجین  
از سجود استانش بکشد افورجین  
از سجود و خاک رها شود بر ترجین  
تا شد از فواره مرگان من احمر جین  
جان دل مثل سراپای تنم کبر جین

شاهی ملک سخن آگاه رار و قی دهد  
می نهد در درگاه او هر سخن پرور جین

اگرس او از خانه آینه چون آید برون  
اگر کنم وصف یه مستی چشمش در چین  
در امید جلوه رویش ز سیل گریه ام  
میکند رقص خیال او بدل گر ناله ام  
اگر باین مستی گنهای سوی گلزار فگنی  
اگر سری داری بک خاکسردی باقی

از رگ جوهر سراپا سیل خون آید برون  
جاهای لاله از خجالت گنوں آید برون  
مصحف نخت دل از بر شکوں آید برون  
از سر عشرت صدای ارغنون آید برون  
مثل چشم آهو از زگں جنوں آید برون  
در رهت از نقش پا صد پرنیوں آید برون

بسکه مضی بزی از آگاه رونق قرین  
هر کسی از عهد نظم تو چون آید برون

بهار زده

پراز گوهر شد از فیض غم دل امین گان  
 نیندازی ز پافت و گاناز از نظر هرگز  
 دهبشیا را پانقرمستان صدمه آفت  
 تماشا کردنی دار در حریفان این سن بازی  
 زمانی چشم بنداز دیدن دنیا تماشا کن

ز چشم خونفشانم گشته زنگین گلشن مرگان  
 ندوزد غیر تار اشک کس پیر این مرگان  
 کند با خاک یکسان اشک را لغزیدن مرگان  
 که اشکم ترکازی میکند بر گردن مرگان  
 سیه پوشست عالم از برای شیون مرگان

چه پرسی رونق از ناپا نندار بیای امکانم  
 که گردد زود بر هم از بهم پیوستن مرگان

تاکی بفسر دور دو ما و اگر گریستن  
 شود عبا ر سینه به تنها گریستن  
 ربطی چو گوهر است مرا با گریستن  
 بر حال خویش گریه نیست توان شمرد  
 گر گریه داغ دل برد از سینه حزن  
 نظاره محو عارض گلگون یار شد  
 از چشم یار سر مه برون بخت وقت چو  
 تاکی چشم یاوری گریه میرسد

لازم بود به دیده شیدا گریستن  
 طاوس و ار رفته بصر اگر گریستن  
 هستی من چو اشک بود تا گریستن  
 تا چند عند لیب بگل با گریستن  
 خواهم ز غمزه اش به تنها گریستن  
 جایز بود به ز کس شلا گریستن  
 عالی زفت در دل شها گریستن  
 همچون سحاب از بهر اعضا گریستن

از ما دوری است

<p>آهیم نمود واضح و رسوا گریستن دارد محبت بدل ما گریستن</p>	<p>تا چند از عشق نسان در دلم بود ز گریه بار منت و احسان گرفته ایم</p>
<p>رو نطق بجوم در دلم را گرفته است یا ناوک نگاهستان یا گریستن</p>	
<p>شدم در مکب دیده آهوبه بیابان اید بنظر سنبل گیسوبه بیابان یکوشده از شمس زدم رو به بیابان از درد دل زار کشم هو به بیابان جان میدها ز خنجر ابرو به بیابان گر دید روان از اثرش جو به بیابان این پیش کشان ناله کند او به بیابان دل میکشام الفت این بو به بیابان</p>	<p>چمن یافت وطن این دل بد خو به بیابان زنار نه بسینی گل شتوبه بیابان ویرانه نشین رانه فدا کار به عالم کوفین شود خاک اگر در غنیم جهان تا دیده اغیانه بسند رخ عاشق از گریه زارم خبری نیست کسی را با گریه عاشق چه کند گریه زاهد گل کرد بصحرای ز گریه جسون</p>
<p>رو نطق چو سخن بر کشد از جودت صبا یا هو بو اسوزد و آهوبه بیابان</p>	
<p>رویف با هوز</p>	

بیا

چکد جای سرشک از چشم من آینه آینه  
 شدی آینه هفتاب رنگ آلود پریش  
 میسر از صفوت دلهای اربابان ما  
 مگر آراست روی شاد فیض اجابت  
 نذار میل سونی اس زربفت روئد  
 سپاهی زاده غارگر صبرست کز خیرت

بجای دل بود شاید مرا در سینه آینه  
 بکف چون داشتی جانان من و شینه آینه  
 بود در خرقه در ویش جای پینه آینه  
 نماید رنگ دله را شب آدینه آینه  
 پتو شد خلعتی خرقه شینه آینه  
 بر اندامش شود دهبیات چار آینه آینه

زرغانی پردگرا بقدر رنگ تان رونق  
 شود از زردی رخسار ما گنجینه آینه

دارم بدل ز بجزش فصل بهار عقده  
 مژگان یار افکند در جان زار عقده  
 از بستگی کارم جانم رسد بپر دم  
 حرفی اگر بگویم که لایق عقاب است  
 خرسندی است ما را در نار وانی کا  
 از تیغ آبدارش امید و اشدی بود  
 وقت شهادت خویش منصور راجتی داشت

و اما نده جهنم یکدل هزار عقده  
 بی بی چیاں کشایم از نوک خار عقده  
 سرمایه حیاتم شد چون شرار عقده  
 جانان ز کشته خویش و دل میار عقده  
 دیوانه را چو گوهر باشد بکار عقده  
 پیکان تیرش افکند آتش بکار عقده  
 حل میشود ز کارت بنگر به دار عقده

<p>بر کس بقدر حالش از دوست شاه کام آید فقط بکارم زان گل عذار عقدہ</p>	<p>چون لطف حلقہ واری بر عارضی وطن کرد</p>
<p>روفق بکار خود ز دینی خستیا ر عقدہ</p>	<p>از لب رنگین او شد درد لم تجالہ</p>
<p>میتوان کردن علاجم را ز برگ لاله در سہ پایم بزنگ برق باشد نالہ از پئے ماہ رخس پیدا نمودم لاله عالی رامی فریب از صد اگوسالہ تا بدست آورد از تار سر شکم مالہ</p>	<p>ریخت آتش در دل من شعلہ جوالہ رومی او دیدم تنم چون حلقہ شہزادہ گنگوسی واعظ پیوہ مشنوزینہا گشت مستغنی ز بار زیور خود آن نگار</p>
<p>حاجت مینا و ساغر نیت رونق زینہا از نگاہش میکشم ہر دم می دو سالہ</p>	<p>اردیف یا</p>
<p>پر خون گنبد جام دل زار اندکے دامان خویش را تو نگہ دار اندکے</p>	<p>دارد ہوا می بادہ کشی یار اندکے سرست ناز میرومی از خاک کشتگان</p>
<p>✽ اس شعر کے بعد اک اور شعر لکھ رکھا ہے ویسا ہے وہو ہذا۔ فیض حویانی نمی گنج شہسج گنگو از شب روزست بر اندام من و نسا</p>	

<p>فهمیده نه قدم شب تارا ندکے          دارم بجای از قره اش خار ندکے          از چشم دل حجاب تو بردار اندکے          پست و بلند راه تو سہوار اندکے</p>	<p>شونجی مکن نسیم بزلف نگار من          پارا نگا ہداریا لیسیم ای اجل          ہر جا ست بی نقاب رخ شاہدازل          از لغزشت بعالم میخانہ ما شود</p>
<p>رونق ز عرض حال شود یار بیدماغ          بیزند پیش اولب اظهار اندکے</p>	
<p>گر فقی خونبہای بلبلان گردن ای قمری          بصحرارفتہ خاطر خواہ سر کن شیون قمری          برنگ شیشہ می آری تو در پیراہن قمری          چو ساسنر نمایاں شد ترا بر گردن قمری          ز ہز آب در پا حلقہ ہای آہن ای قمری          اگر ہم طح در فریاد گردی با من ای قمری          نمی باید شد از خنجر کشیدن لمن ای قمری          دریں رہ میشود از سایہ بیدار بنن ای قمری</p>	<p>بجا کہ تیرہ یکساں شد ز آہست گلشن قمری          مباد از آتش آہ تو سوز و گلشن قمری          مگر سرو ترا باشد خار سرگرافی ما          مگر از بد و فطرت با قبح نوشی سر دیاری          اثر خالی ز رفت از گریہ واقفا دمروت          ز جوش آتش دل با سمندر میثوی ہرنگ          رہ عشقت و در ہر گام جان تازہ میخوام          بہ فن عشقا ز می راز دل با کس نباید گفت</p>
<p>بسر و آتشین خوبی فادہ کار رونق را</p>	

که مثل سر و تو صدر را کشد در دامن ای قمری

پیمان شکن گریب بر انجمن آئی  
جان در تنم آید اگر ای سیم تن آئی  
گریب بر لطف و کرم ای دل شکن آئی  
فرهاد چو در حشر بخونین کفن آئی  
آه بور مد گریب خط و نعتن آئی  
در باغ زمانی برخ یاسمن آئی

مستانه خرامی چو بصبیح چمن آئی  
کی دست دهد اینک در آغوش من آئی  
کو حوصله و طاقت گفتار و دماغ  
رنک رخ شیرین تو پر و از نماید  
صد قافله مشک بگرد تو در آید  
صد ویده زرگس بقدم تو سفید است

روشنی بفرافت هم شب دیده نه بند  
ای کاش بخوابش برخ پرفتن آئی

در شب تاری می عجب روشن چراغان کرده  
با کمال سادگی یک شهر حیران کرده  
تا سجا ف خون عاشق زیبی مان کرده  
استکار از نقابت راز پنهان کرده  
عذیب زار گل را چشم گریان کرده  
آه آتش بار شمع دلفرد زان کرده

تا تو زلف دلکش خود راز را فشان کرده  
مثل آئینه تخییر راجه از زان کرده  
و الهانت را بجان دادن شده و تمام  
پرده از رخ چون کشاد قیامت حق جلوه داد  
عشق چون کامل شود خالی نگردد و از اثر  
هر سحر روشن کنی در دم چراغ آفتاب

زنگ بستی از مسی پان لب خود را بنواز  
هر که بیند رو نقت از عشق باز آید دلش

بهر شب خون دل عاشق چه سامان کرده  
شهره در زشتی چو انام نکویان کرده

شعر را قدری نباشد اندرین عصر کول  
خویش را رو نقت بنادانی غم نخوان کرده

بگفت ساخر چو انداز دست من بسود  
بیا دستخ خو ز ریش بر آرد هر دم  
بطاق ز گس مستش نمازی چون تو احوال  
پنی گلچینی باغ جمال عنبرین موی  
صفای دست رگینش مگر شرمند میداد  
شدم مجنون عشقتش عاقلان سازید بیدار  
زنگ آئینه بریز حیرت شد سزا پایم  
دلم بر آتش غیرت چو مرغ نیم بریان شد  
خدر کن آسمان از ناوک آه جگر سوزم

ید بیضا ز جلجت میگذازد پیش رود  
چهار آسار و دل از تربیت من آرزو  
که دستی غرق صهبا بود در آب وضو  
چو شانه چاکهای سینده ام شد مومود  
که در خون دل خود میبرد بر جان فرود  
ز مشکس کاکل یارم پی آرید ز بچیر  
مگر امشب بچشم جلوه سپه اگشت تصویر  
بفکر اک سبز لفت طیدن داشت بچیر  
که از زلف رسامی یار در دل خوردیم

ز پرواز غبار کوچه جانان بقیه نم شد

که صرف خاک گردیدست اینجا خانه آباد

بودار رنگ و چین از نقش شکم و اعضاء در دل  
 نیم چشم بفرش خاک شد مانی و بنزاد

چوپر و پزن کند کوہ فلک راتیشہ آہم  
 دل دیوانہ ام رونق عجب کردند فرہاد

دل بگوسے یار تنہا میروی  
 طاقم طاق ستامروز از فرات  
 بخودی از نشہ بردوش غیر  
 گرم جوش بہا دل داری بیاد  
 بعد ازیں شاید بصر امیروی  
 دی شنیدستم کہ فردا میروی  
 خانہ ات ویراں چہ رسوا میروی  
 بیوفا از پہلو ما میروی

تا نظر افکندہ ام سومی کے  
 جان کند آسودہ آہ نیم شب  
 خوش نمی آید مرا روی کے  
 زین نسیم آید مرا بوی کے

اینقدر رونق چہ ازیزی سرشک  
 الحذر از گرمی خوے کے

ضمیمہ غزلیات کہ بعد نسخہ این اوراق دستیاب شد

نسخہ یہ اور اسکے بعد کی غزل تذکرہ معدن ابجاہر سے نقل لگی ہے ۱۲

له  
علا خطه غزل  
صفحه اول  
در کتاب  
تذکره  
شاهنشاهی  
صفحه اول  
در کتاب  
تذکره  
شاهنشاهی

<p>گردن منس از کرده مارا بوه چه شهباز کرده مارا</p>	<p>از زلف با سینه چون هم پان ای محبت تو در هوای وفا</p>
<p>روشنی از طرح آینه غزل بصل نقد جانب از کرده مارا</p>	
<p>لیک میگردد بلند از تاله ام کار جنون نیست جز موی سرم در دست کیتا جنون از دم مردم چها گرم ست باز از جنون سایه دیوار با غم شد سرد از جنون از سر زنجیر ای دلبستان بار جنون دو حسن گلرخاں شد روز بازار جنون کیست جز زنجیر ای استفتگان یار جنون از سر جان میتوان برداشت آزار جنون رنگهای تازه از من یافت گلزار جنون</p>	<p>گرچه جسم ناقصم آه شد عار جنون چون شود آشفتم گیم زیب دستار جنون غیر خود دیگر نمی یابم حسریار جنون ناز ناد یوا نگان دارند از سرداریم چون زلف یار می ماند بدوش جان کشم شورش دیوانه گردد بیش و فصل بهار زلف پیمانش نگه دارد دل دیوانه را گر مراد دیوانه خود آن پری گوید باز باغ حسن گلرخاں را در رویش آب است</p>

# قصاید

قصیدہ در منقبت حضرت ابا مہین علی جد و علیہ الصلوٰۃ و السلام موم بہ ہر منقبت

کہ شد مشابہ اشکِ ستم کشاں گوہر  
رساند دیدہ من تا آسماں گوہر  
ز چشم خویش نیارم بروں چساں گوہر

عزیز گشتہ پیش تباں ازاں گوہر  
بجیر تم کہ چنیں شہرہ چیت نیاں را  
دل چو مالِ عشق بت گہر پوش است

شبر

یہ مجھ کو رونق مرحوم کے قصاید کی بہت تلاش تھی۔ باوجود جستجو کے کہیں نہیں ملے تھے  
گزارِ اعظم میں اس قصیدہ کے چند منتخب اشعار دیکھنے میں آئے تھے۔ میں مولوی  
عبدالواجد صاحب و اجد فرزند مولوی عبدالعلی صاحب مرحوم کے تخلص و تلاش کا  
ہنایت ممنوں ہوں کہ ادنیٰ عنایت سے سالم و کامل دو قصیدے دستیاب ہوئے۔  
قصیدہ ہذا و مرحوم کی ایک پرانی بیاض میں پایا گیا جس میں انہوں نے بزمانہ طالب<sup>العلی</sup>  
مختلف اساتذہ کے اشعار جمع کئے تھے اور دوسرا قصیدہ صاحب موصوف کے  
کتب خانہ کی ایک قلمی کتاب کے آخر پر لکھا ہوا نظر پڑا۔ جو اتفاق سے طبعانی رود

چو آب تاب سرشکم بر بیدار شمش  
 بیل گریہ من بقیہ رار شد کہ کند  
 زمہر مال بود زندگی زرداران  
 بخاندان خلف نامور و ہد شرف  
 دہد بہ تنگ لال جادرون جان منعم  
 حصول مال بنیاست عقدہ خاطر  
 گداز صحبت منعم ہمیشہ دار و عار  
 ز آبرو نہ پسندم بخوش ننگ سوال  
 ہمیشہ اہل ہنر در سپاس احسانند  
 زود آہ صفای سرشک من گم شد  
 مدام کاریتیمان زغیب گیرد نظم

بخوش تیغ کشد از صدف نہاں گوہر  
 ز رشتہ با خط زہار را عیان گوہر  
 بقالب صدف آمد برنگ جان گوہر  
 فرود منزلت و قدر بحر و کان گوہر  
 کہ یافت در تہ دریا از آن مکان گوہر  
 ز کار بستہ بخوش ست سر گراں گوہر  
 جدا افتادہ ز دریا بر اسے آن گوہر  
 بغور میں کہ ز نقد فضل بردہاں گوہر  
 کہ شد پیش صدف سر بر آستان گوہر  
 کہ بے جلا شود از کثرت دخان گوہر  
 کہ یاقتہ ز صدف طرفہ سائبان گوہر

### بقیہ صفحہ ۱۰۴

کی لپٹ سے بچ گئی تھی افسوس ہے کہ اس کتب خانہ کو جس فارسی کتب کا بنیاد  
 نایاب ذخیرہ جمع تھا اور جس میں مدراس کے اہل کمال کی نادر الوجود تصانیف موجود  
 تھیں سیلاب کے ہاتوں ناقابل تلافی نقصان پہنچا ۱۲ جامع دیوان

ز حُبِّ مالِ دِلِ اغنیا شود ناسوا  
 کمال یافته ناچیز از سیئه سخا  
 مدام اهل هنر گوشت گیر می باشند  
 بمال عاریتی نازش تو نگر حییت  
 بخامشی هنر صاف دل عیان کرده  
 بابل شرم نکرد و خلل ز عریان  
 بغیر فرق گبر پوش آن نزاکت بار

زر خنه بهر همی یافته زیان گوهر  
 که کرد ظلمت شب فلس ماهیان گوهر  
 که نزدی بحصارت جاودان گوهر  
 که در خزانه او هست میهمان گوهر  
 ز آب خویش خبر کرد بی زبان گوهر  
 ز موج نور بر بخ بست طلسان گوهر  
 ندیده ام که بود زیب کبکشان گوهر

مطلع ثانیه

خیال ابروش آرد چو در گمان گوهر  
 سزای خویش ندانسته هیچ جاز از  
 بسیر بجز چو رفت آن نگار ز زین پوش  
 سرشک ماز صفای رخسار شود  
 ز در و حجر با گوش یا حیران ست  
 بهم رسانده ز بانیه زرشه میازد  
 لباس گوهر او چون فلک تماشا کرد

شود چو قبله نما پیش زاهدان گوهر  
 بگو شواره او کرد آشیان گوهر  
 ز هکس او شده هم رنگ زعفران گوهر  
 بسینه بسته چرا شوخ رایگان گوهر  
 چشم میل کشد همچو سرمه دان گوهر  
 ستایش دزدندان او بیان گوهر  
 روان نمود ز انجم بار معان گوهر

بشیر

تانت

ذکر

ز سینه صافی جانان صدف که خبر  
 مگر بخل خود کرده گهر ریزی  
 بجز تمنجبال رخ که گر یا غم  
 بفرج دوح که امین گهر فروز است  
 در شای که طبع مرا ضیا بخشید  
 بوصف گوهر بحر بنو تم مائل  
 امام و قلعه کونین سید الشهدا  
 بهار گلشن ایماں صیای دیده دی  
 فروغ دیده زهر اسکون جان علی  
 حسین صابر مطنوم راضی از نقیر  
 ز گرد کویش اگر تخف بر دهم راه  
 ز نقد فیض کلامش غنی شود عالم  
 اگر ز عارض او پرتو سے فذ و بحر  
 ز روی خشم به نیماں اگر گاه کند  
 ز جوش مبر شبنم کشاید ار چشمه

ز تکی دهنش میدهد نشان گوهر  
 که جای اشک براید ز شمعان گوهر  
 که گشت قطره اشکم عجب گران گوهر  
 از بحر طبع چنین میشود روان گوهر  
 رسانده ام زرقم تا بقرقدان گوهر  
 که نقش نقطه شود در شک یک جهان گوهر  
 ز فیض خاک درش یافت عزو شان گوهر  
 که شد به پیش بنهاش قطره سان گوهر  
 که از محیط رسالت بر آمد آن گوهر  
 ز خون دل نغم او شد ارغوان گوهر  
 عجب کن که شود بار کاروان گوهر  
 که در سخن ز لبش ریخت یک جهان گوهر  
 شود چشم سگ خوار و ناتوان گوهر  
 شود بسینه دریا شرر نشان گوهر  
 ز انفعال نیارند بر دکان گوهر

میکنم  
 سینه

ز روی وعظا اگر جمع مال منع کند  
 شہی کہ بہر ظہور رواج احکامش  
 شمیم خلقش اگر بگذرد بدریا بار  
 بگریمین نگاہش سعادتی اندوخت  
 کف عطایش اگر یایل سخا گردد  
 نشان خیمہ او کن نظر کہ بہر شرف  
 ز مطلع دگرے میکنم شروع خطاب

شود ز قطرگی خویش تر جان گوہر  
 بمنعمان جہاں ست تر زبان گوہر  
 ببرگرفتہ رسد جز و گلستان گوہر  
 کہ شد بہ تخت صدف شاہ کمان گوہر  
 غنی طمع کند از دست مفساں گوہر  
 ز تار موج باو بسته ریسماں گوہر  
 کہ کسب نور تمنا کند بائی گوہر

### مطلع ثالث

بفیض مدح تواند ختم چنان گوہر  
 بکار خانہ عالم کف نوال تو رنجیت  
 نمودہ عکس جبین تو چرخ را روشن  
 بوصف تو سنت اندیشہ را کجا طاق  
 رحبتش چو بہایار قم کنم صحرے  
 سکون سرعت او دیدہ سخت حیران  
 بمدح جوہر تیغ قلم چو یایل شد

بگو شوارہ طلب کرد حور از ان گوہر  
 بنگ لعل بدریا بے بیکراں گوہر  
 ندیدہ است کسی اینقدر کھاں گوہر  
 ز نسبت عرش میشود رواں گوہر  
 چو برق میشود از دیدنش تپاں گوہر  
 بچرخ برق و بدریا بے بیکراں گوہر  
 بیایش آمدہ ز نجسیر از گراں گوہر

بخوابد ار کند از ابل حرص قطع امل  
 ز لعل آب و ز خورشید تاب بردار  
 چنان شرف بود آن روضه مقدسه  
 برای کسب شرف بر چراغ مشهد  
 قوی که گوهر نامت ضیای کویینست  
 چه هست گوهر مهر تو در خزانه دل  
 چه عرض دارم از احوال خوشین شاه  
 ز دست جو رفلک سخت زار و نالام  
 کشاد کار ندیدم بد و در این بیرحم  
 بر آید از فلک سفله کام کم ظرفاں  
 ز اشک خویش بیادت دلم امان باید  
 ز مهر خویش به من بخش گوهر ایماں  
 ز فیض مدح تو طعم چنان ضیاءند  
 ز شعر من گهر شب چراغ شد روشن  
 قصیده با گهر منقبت شود موسوم

شرارت تیغ تو و ز جسر بیکران گوهر  
 بمر خویش ندیدیم آخچنان گوهر  
 بخاک در گد او نیست هم قرآن گوهر  
 ز فرط شوق شود مثل تابداں گوهر  
 گدای کوی تو بخشد بخمر و اں گوهر  
 و گطلب چه کنم پیش این و اں گوهر  
 که آرزوی دل زار شد جهان گوهر  
 کند بیدین آن اشک رار و اں گوهر  
 چه سنگ بازند آرم چو بر زبان گوهر  
 گرفته است بکف گنج شایگان گوهر  
 بغیر آب ندارد دنگا هبساں گوهر  
 بگرد او نشود گاه همعناں گوهر  
 که جای حرف در آمد بدانتاں گوهر  
 ندیده است چنین چشم باهراں گوهر  
 که تا نثار نمایند انس و جان گوهر

سخن کند بد عائی محقر رونق  
همیشه تا شود از پر تو بجای غیب  
نثار روضه پر نور تو شود هر دم

دعا  
ن

گرفته قدر ز تو اسے خدا یگان گوهر  
بگسل و بدریا کند مکان گوهر  
بجوش درود دل از چشم زایران گوهر

اشک

قصیده مسمی به وصف حشر عظیم که تهنیت بیگانه خوانی نواب عظیم جان

عروس طالع ایام جلوه آراشد  
په طرف که نظر رفت طرفه سر بسزاست  
صفا پذیر چنان گشته است روی  
مگر سحاب درین فصل رنگ می بارد  
تمام خلق چنان چون افق شفق پوش است  
ز رنگ عیش چنان جام دل بود بزرگ  
تمام اهل سخن گرم شعر خوانیها  
سه پاس روز پئے سیر چون برون قدم  
درون ز فکر سخن دیدمش پریشان وضع  
با و سوال چو کردم ز وجہ این تشویش

بشیر

گلگون

که در حدیقه گیتی گل طرب و ایش  
جو گلزمین سخن شهر و دشت خضر ایش  
که سطح کوه چو آئینه مصفا شد  
که پیرهن به تن اهل ز بهر حمرا شد  
لباس سرخ باغوش پیرو برنا شد  
که جوش خنده عشرت رنگ صبا شد  
ز سر دهری دوران اگر چه نیما شد  
برگزارد دو چارم یک اهل معنی شد  
عجب بطبع من خسته حال پیداش  
بطر گفت شناسم که عقلت از جاشد

هنوز بخیر اوقاوه بکجه خویش  
 بفکر قطعه رباعی غزل قصیده در آ  
 چو این نوید بگوش دلم رسید بوجد  
 بوصف جشن عظیمی غزل سهرگشتم

ز جشن کتب نواب شور و غوغا شد  
 اگر بواجی سخن در سرش نمیشد  
 دماغ شاعریم نیز خامه سرش  
 که قفل کار فرو بسته راست این داشت

مطلع ثانی

چه شور عیش در آفاق باز پیدا شد  
 و میکه خرد و انجم نظر بر حمت داشت  
 خیال زینت و ترتیب بزم عالی شان  
 چه شاه آنکه عظیم ست نام با جاهش  
 سکندر ست و فریدون و پیشتگاران  
 غرض معاینه بزم خاص دلکش داشت  
 هزار مایه فیض عالمی گسترده  
 ز وصف فیض و نوالش زبان شود چاه  
 هزار خلعت زرین و جامه طلسم  
 بنزارخوان پراز الوان نعمت دور

که ساز و برگ جهانی از آن میاشد  
 سعادت ازلی را چو جوش دریا شد  
 بچشم کتب نواب شاه مارا شد  
 کمینه چاکر درگاه او چو دارا شد  
 در آن زمانه که جمشید جام پیرا شد  
 که شاه کشور ایران باین تماشا شد  
 که حیرت طبع هم ز مال دنیا شد  
 بهج حشمت او خامه عجز فرسا شد  
 بصبح و شام بدوش کهار برپا شد  
 بهر محله و کوچه شربت نظر با شد

از جاهای گران قیمتی که در این جشن  
 محاسب خردست از شمار آن عاجز  
 بر و ز بسمله خوانی خسرو آفاق  
 و بان پیر فلک شد حلاوت آلوده  
 بصد کمال فصاحت چو خواند بسم الله  
 نوای تهنیت از جان قدسیان برخاست  
 بزیر سایه والای عم محمد خوش  
 ز فرط روشنی و زیب و زینت محفل  
 هزار سر و بلورین نظر نسری کرد  
 قطار فرش قنادیل هر دو جانب  
 برنگبازی و آتش فروزی اقسام  
 بدست پیرو جوان بود رنگ افشانی  
 چو یافتند اجازت برنگ بازیها  
 به بزم تهنیتش صف کشد رقاصان  
 سماع زهره جینان ز بسکه رفته صرخ

عطای مردم سرکار فیض پیرا شد  
 دبیر عقل در اظهار آن باخفا شد  
 بنامه ها که به تقسیم طفل و برنا شد  
 بهای گوهر انجم نیم عمر قبا شد  
 صدای نوبت و تقارن تاثری باشد  
 ندای حسن و آیین بزم اعلی شد  
 رسد بعرطیسی که بس مهتاب شد  
 گهر فروز حرم دلم چو مهر جاش  
 به پیش تخت شهبی هر که گام پیما شد  
 کمال حرم در آن بار که موذی شد  
 چه عیشها که بختار بزم والا شد  
 درون خیمه که در صحن خانه برپا شد  
 برنگ معنی رنگین بدن برپا شد  
 که ام نوشته دولت جلوس فرما شد  
 هزار و نوله در خاطر میجا شد

<p>بطبع پیر و جوان لذت می باشد          طالع فاضله در بر چه قدر افزا شد          یکی بنغمه شیرین حلاوت آرا شد          زبان و عطر و گل و قهوه توده هر جا شد          کمال قدر حضورش چو آسکارا شد</p>	<p>ز جوش رقص که تا هفته شور عشرت داشت          او اگر شمه رقا صکان خوش بکیر          یکی بناز و ادا دل ربودی از محفل          بهر مقام میسر بحاص و عام طرب          بعرض حال کنم مطلع دگر انشا</p>
<p>مطلع شالست</p>	
<p>کف عطای تو دیدم که رشک دریا شد          ز رحمت ازلی چون تو کار فرما شد          سپاس لطف تو افزون ز صبر و اطا شد          علی الخصوص سخن را که از تو هر جا شد          که بے تامل و دقت بنظم و انشا شد          که مستحق در گوش زهره سیما شد          بر آستان تو رونق ز بهر مجرا شد          نحوست زحل از طالعش مخلصا شد          ز دست جو رفلک جمله محو و غمی شد</p>	<p>شهادت میکه نوال تو گنج پیرا شد          چو یافت طالع دوران قران به بود          بهر شناس ترجم اساس و نیک قیاس          بهر کمال دبی داد قدر و اینها          ترا چو هست خدا داد طبع موزونی          بعید نیست ز تو قدر شعری رتبه          بسج شهرة این فیض و قدر و اینها          بساط بوس حضورت چو گشت از خوبی          بفس نظم نموده ست گر چه عمرت صرف</p>

مطلع حال

محمدرضا استر با اجا شد  
 درین ریاست فیاض الدش را شد  
 بکم نصیبی دور از حضور والا شد  
 همیشه محشر ز کار و بار او نی شد  
 بر آستانه تو عرض بنده بر جا شد  
 ز عمر با سرم این خیال پیدا شد  
 که در ضمیر من خسته این تناشد  
 گهر شناس خریدار عمده کالا شد  
 مرا سلیقه ز فیض حضور اعلی شد  
 کف دعای تو پر در آرزو باشد  
 باغبانی دستت که بر امطر باشد  
 دعای بنده در گاه این موه می شد  
 توئی که آهن در روی از کف مطلق شد  
 هزار شور و شغب ان بسط غبر باشد

ز چند سال گرفتار بیمعاشیه است  
 ز عهد شاه شهادت پناه استحقاق  
 قد اقمش محقق ز چار پشت و لیک  
 بفیض صحبت جد تو گشته چون ممتاز  
 چو بصله نشد از در گهت سخن سخن  
 بصداب کتم از آرزوی خویش رقم  
 باو ستادی شهزاده سرفرازم کن  
 بفارسی سخن نظم و نثر دوام به سر  
 ز قدر و رتبه و آداب صحبت امرا  
 شد این مراد تو رونق قبول در گاه  
 همیشه تا چمن دهر از سحاب کرم  
 نجسته ماند و گیتی شود شاخوانت  
 که باد نخل تو پاینده بر مفارق خلق  
 شد این قصیده مسمی بوصف حسن عظیم

تمت بالخیر



آخرى درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یوہیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

---

تہجی قلم

جامعہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ

اساتذہ کرام

مدرسہ اسلامیہ







